من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

کہ مجموعہ مبارکہ جامع مسائل ضروریہ حاوی احکام شرعیہ معدن نکات لطیفہ

مخزن اسرار عجیبہ

یعنی

بعض فتاوے حضور پرنور اعلیحضرت مجدد مأتہ حاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰی بہ

احکامِ شریعت

حصہ اوّل

جسکو

جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ بریلی نے اپنے صرف سے

بمطبع ابوالعلائی برقی پریس آگرہ میں چھپوایا



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

محبان اہلسنت! فقیر کو جس وقت شرف باریابی حضور پرنور اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ جلیل المنزلہ امام اہلسنت مجدد دین وملت حاصل ہوا خیال آیا کہ جو لوگ اکثر مسائل زبانی دریافت کرتے ہیں وہ بجز اس کے کہ تھوڑی دیر ذہن نشین رہے اور دل سے محو ہو گئے لہذا فقیر نے ایک جلد سادہ اوراق کی بنوا کر پہلا مسئلہ جس وقت حاضر کیا حضور نے دعائے خیر کے بعد جواب استفتا خود دست اقدس سے ارقام فرمایا پھر اسی طرح جب کبھی حقیر کو کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہوتا کتاب پر سوال قائم کر کے جواب حاصل کر لیتا۔ اب جبکہ حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال فرمایا احباب کا تقاضا ہوا کہ اس مجموعہ کو طبع کرا دے تاکہ برادران اہل سنت اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات سے متمتع ہوں۔ فقیر کی تو ابتدا ہی سے یہ رائے تھی لہذا اس کا نام

احکامِ شریعت رکھا اور ہدیۂ ناظرین کیا

فقیر شوکت علی بریلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۱ ۲- ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کھانا جھینگے کا درست ہے یانہیں مکروہ ہے یا حرام - سند وسمت و مہر کے جواب تحریر فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہمارے مذہب میں مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور مطلقاً حرام ہیں تو جن بعض کے خیال میں جھینگا مچھلی کی قسم سے نہیں اُن کے نزدیک حرام ہونا ہی چاہیے مگر فقیر نے کتب لغت وکتب طب وکتب علم حیوان میں بالاتفاق اسی کی تصریح دیکھی کہ وہ مچھلی ہے قاموس میں ہے الاربیان بالکسر سمک کالدود صحاح وتاج العروس میں ہے الاربیان بیض من السمک کالدود یکون بالبصرۃ صراح میں ہے اربیان نوعی از ماہی منتہی الارب میں ہے اربیان نوعی از ماہی کہ آنرا بہندی جھینگا می گویند مخزن میں ہے روبیان واربیان نیز آمدہ بفارسی ماہی روبیان وماہی میگ وبہندی جھینگا مچھلی نامند تحفۃ المومنین میں ہے بفارسی ماہی روبیان نامند تذکرۂ داؤد انطاکی میں ہے روبیان اسم لضرب من السمک یکثر بحر العراق والقلزم احمر کثیر الارجل نحو السرطان لکنہ اکثر لحما حیاۃ الحیوان الکبری میں ہے الروبیان ہو سمک صغیر جدا احمر تو اس تقدیر پر حسب اطلاق متون وتصریح معراج الدرایۃ مطلقاً حلال ہونا چاہیے کہ متون میں جمیع انواع سمک حلال ہونے کی تصریح ہے والطافی لیس نوعا برأسہ بل وصف یعتری کل نوع اور معراج میں صاف فرمایا کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک نہیں کیا جاتا اور بے آلائش نکالے بھون لیتے ہیں امام شافعی کے سوا سب ائمہ کے نزدیک حلال ہیں رد المحتار میں ہے وفی معراج الدرایۃ ولو وجدت سمکۃ فی حوصلۃ طائر تؤکل وعند الشافعی لاتؤکل لانہ کالرجیع ورجیع الطائر عندہ نجس وقلنا انما یعتبر رجیعا اذا تغیر وفی السمک الصغار التی تقلی من غیر ان یشق جوفہ

فقال اصحابہ لایحل اکلہ لان رجیعہ نجس وعند سائر الائمۃ یحل مگر فقیر نے جواہر اخلاطی میں تصریح دیکھی کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہ تحریمی ہیں اور یہ کہ یہی صحیح تر ہے حیث قال السمک الصغار کلہا مکروہۃ کراہۃ التحریم ہو الاصح جھینگے کی صورت عام مچھلیوں سے بالکل جدا اور سپچے و غیرہ کیڑوں سے بہت مشابہ ہے اور لفظ ماہی غیر جنس سمک پر بھی بولا جاتا ہے جیسی ماہی سقنقور حالانکہ وہ ناکے کا بچہ ہے کہ سواحل نیل پر خشکی میں پیدا ہوتا ہے اور ہمارے ائمہ سے حلت و حرمت بیان میں کوئی نص معلوم نہیں اور مچھلی بھی ہے تو یہاں کے جھینگے ایسے ہی چھوٹے ہیں جن پر جواہر اخلاطی کی وہ تصحیح وارد ہوگی بہرحال ایسے شبہہ و اختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی اولیٰ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

عبدہ المذنب احمد رضا

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے فحول و مفتیان ذوی العقول اس مسئلہ میں کہ کہنا یارسول اللہ یا ولی اللہ کا جائز ہے یا نہیں اور مدد چاہنا پیغمبران اور ولی اللہ سے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو یا مشکلکشا علی وقت مصیبت کے کہنا جائز ہے یا نہیں اس کا جواب مع دستخط کے مرحمت فرمائیے تاکہ میں صاف صاف لوگوں کو سمجھادوں اور عربی آیت و حدیث جہاں آئے اُس کا ترجمہ بزبان اُردو تحریر فرمایا جاوے بینوا توجروا۔

الجواب

جائز ہے جبکہ اُنھیں بندۂ خدا اور اُس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انھیں باذن الٰہی والمدد بوات امداد سے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں ہل سکتا اور اللہ عزوجل کے دئے بغیر کوئی ایک حبہ نہیں دے سکتا ایک حرف نہیں سن سکتا پلک

نہیں ہلا سکتا۔ اور بیشک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے اس کے خلاف کا اُن پر گمان محض
بدگمانی وحرام ہے اور ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ ندا کرنا بلاشبہ جائز ہے جامع ترمذی شریف
وغیرہ کی حدیث میں ہے خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو یہ دعا تلقین
فرمائی کہ نماز کے بعد یوں کہیں یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی
یارسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی حاجت میں مونھ کرتا ہوں
تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو۔ اور بعض روایات میں ہے لتقضی لی۔ یارسول اللہ تاکہ
حضور میری یہ حاجت پوری فرماویں۔ اُن نابینا نے بعد نماز یہ دعا کی فوراً آنکھیں
کھل گئیں طبرانی وغیرہ کی حدیث میں ہے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت
میں حضرت عثمان بن حنیف صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا ایک صحابی یا تابعی کو
بتائی انھوں نے بعد نماز یوہیں ندا کی کہ یارسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اس حاجت میں
اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں اُن کی حاجت بھی پوری ہوئی پھر علما ہمیشہ اسے قضائے
حاجات کے لئے لکھتے آئے نیز حدیث میں ہے اذا اراد عونا فلیقل اعینونی یا
عباد اللہ جب استعانت کرنا اور مدد لینا چاہے تو یوں پکارے میری مدد کرو اے اللہ
کے بندو۔ فتاوےٰ خیریہ میں قولھم یا شیخ عبد القادر نداء فما الموجب
لحرمتہ یا شیخ عبد القادر کہنا ندا ہے اس کی حرمت کا سبب کیا ہے فقیر نے اس بارے
میں ایک مختصر رسالہ انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ لکھا وہاں دیکھے کہ زمانہ رسالت
سے ہر قرن وزمانہ کے ائمہ وعلما وصلحا میں وقت مصیبت محبوبانِ خدا کو پکارنا کیسا شائع
ذائع رہا ہے وہابیہ کے طور پر معاذ اللہ صحابہ سے آجتک وہ سب بزرگانِ دین مشرک
ٹھہرتے ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم

عبدہ المذنب احمد رضا

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳ ۔ ۴۔ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے احناف رحم کرے اللہ آپ لوگوں پر اور برکت دے علم میں کہ فیض پہنچاتے ہیں علم سے اپنے خلائق کو۔ اس قول میں کہ وردی جو کہ سپاہی پولیس کے پہنتے ہیں اور دھوتی جو کہ کفار پہنتے ہیں اُس کو پہنکر نماز مکروہ ہے یا کہ مکروہ تحریمی بینوا توجروا

الجواب

وہ وردی پہنکر نماز مکروہ ہی خصوصاً جبکہ سجدہ بروجہ مسنون سے مانع ہو فتاوے امام قاضی خاں میں ہی الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شئی من زی الفساق ویعطی لہ فی ذلک کثیر اجر لایستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ اور دھوتی باندھکر بھی مکروہ ہی نہ اگر لباس ہو و غیرہ نہو تو کپڑے کا پیچھے گھرسنا ہی نماز کو مکروہ کرنے کے لئے بس ہی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کفت ثوب او شعر ہاں پیچھے نہ گھرسیں تو وہ دھوتی نہیں تہبند ہی اور اسمیں کچھ کراہت نہیں بلکہ سنت ہی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

عبدہ المذنب احمد رضا

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۴ ۔ ۶۔ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت کہ جھوٹا کافر کا پاک ہی یا ناپاک اگر کوئی کافر سہواً یا قصداً حقہ یا پانی پی لے کیا حکم ہی ترجمہ بزبان اُردو ضرور بالضرور ہر مسئلہ میں تحریر فرماتے جایئے تاکہ عام لوگ بخوبی سمجھ لیا کریں بینوا توجروا کثیرا

الجواب

کافر ناپاک ہیں قال اللہ تعالیٰ انما المشرکون نجس کافر نرے ناپاک ہیں۔ یہ ناپاکی ان کے باطن کی ہے پھر اگر شراب وغیرہ نجاستوں کا اثر اُن کے موہنہ میں باقی ہو تو ناپاکی ظاہری بھی موجود ہے اور اس وقت اُن کا جھوٹا ضرور ناپاک ہی اور حقے وغیرہ جس چیز کو اُن کا لعاب لگ جائیگا ناپاک ہو جائے گی تنویر الابصار میں ہے سؤر شارب خمر فور شربہا وہرۃ فور اکل فارۃ

نجس یوہیں اگر کافر شرابخور کی مونچھیں بڑی بڑی ہوں کہ شراب مونچھ کو لگ گئی تو جبتک
مونچھ دھل نہ جائے گی پانی وغیرہ جس چیز کو لگے گی ناپاک کردیگی درمختار میں ہے لو شاربہ
طویلا لا یستوعبہ اللسان فنجس ولو بعد زمان اور اگر ظاہری نجاستوں سے بالکل جدا ہو تو
اُس کے جھوٹے کو اگرچہ کتے کے جھوٹے کی طرح ناپاک نہ کہا جائیگا فی التنویر والدر سؤر
آدمی مطلقا ولو جنبا او کافرا طاہر الفم طاہر اھ مختصرا مگر ہر چیز کہ ناپاک نہو طیب وبے دغدغہ
ہونا ضرور نہیں رنیٹھ بھی تو ناپاک نہیں پھر کون عاقل اُسے اپنے لب و زبان سے لگانا
گوارا کریگا کافر کے جھوٹے سے بھی بحمد اللہ تعالے مسلمانوں کو ایسی ہی نفرت ہے
اور یہ نفرت اُن کے ایمان سے ناشی ہے وفی رفعہ عن قلوبہم استلاط شناعۃ الکفرۃ
عن اعینہم او تخفیفہا وذلک غش بالمسلمین وقد صرح العلماء کما فی العقود الدریۃ وغیرہا
ان المفتی انما یفتی بما یقع عندہ من المصلحۃ ومصلحۃ المسلمین فی ابقاء النفرۃ عن الکفرۃ لا فی
القائہا ولہذا جو شخص دانستہ اُس کا جھوٹا کھائے پیئے مسلمان اُس سے بھی نفرت کرتے ہیں
وہ مطعون ہوتا ہے اُس پر محبت کفار کا گمان ہوجاتا ہے اور حدیث میں ہے من کان یؤمن
باللہ والیوم الآخر فلا یقفن مواقف التہم جو اللہ تعالے اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو
تہمت کی جگہ کھڑا نہ ہو۔ متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں ایاک وما یسوء الاذن اُس بات سے بچ جو کان کو بری لگے رواہ الامام احمد
عن ابی الغادیۃ والطبرانی فی الکبیر وابن سعد فی الطبقات والعسکری فی الامثال وابن مندۃ
فی المعرفۃ والخطیب فی المؤتلف کلہم عن ام الغادیۃ عمۃ العاص بن عمرو الطفاوی وعبد اللہ
بن احمد الامام فی زوائد المسند وابو نعیم وابن مندۃ کلاہما فی المعرفۃ عن العاص المذکور
مرسلا وابو نعیم فیہما عن حبیب بن الحارث رضی اللہ تعالے عنہم نیز بہت حدیثوں میں
ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاک وکل امر یعتذر منہ ہر اُس بات
سے بچ جس میں عذر کرنا پڑے رواہ الضیاء فی المختارۃ والدیلمی کلاہما بسند حسن عن انس والطبرانی

فی الاوسط عن جابر و ابن منیع ومن طریقۃ العسکری فی امثالہ والقضاعی فی مسندہ معاوالنبوی ومن طریقۃ الطبرانی فی اوسطہ والمخلص فی السادس من فوائدہ وابومحمد الابراہیمی فی کتاب الصلوٰۃ وابن النجار فی تاریخہ کلھم عن ابن عمر والحاکم فی صحیحہ والبیھقی فی الزھد والعسکری فی الامثال وابونعیم فی المعرفۃ عن سعد بن ابی وقاص واحمد وابن ماجۃ بسند حسن وابن عساکر عن ابی ایوب الانصاری کلھم رافعیہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والبخاری فی تاریخہ والطبرانی فی الکبیر وابن مندہ عن ... بن عمارۃ من قولہ رضی اللہ تعالٰی عنہم: جمعین اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشروا ولا تنفروا بشارت دو اور وہ کام نہ کرو جس سے لوگوں کو نفرت پیدا ہو رواہ الائمہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ پھر اُس میں بلا وجہ شرعی فتح باب غیبت ہے اور غیبت حرام فما ادّی الیہ فلا اقل ان یکون مکروہا تو دلائل شرعیہ واحادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ ... چھوٹے سے احتراز ضرور ہے وکم من حکم یختلف باختلاف الزمان بل المکان کما تشھد بہ فروع جمۃ فی کتب الائمۃ ہذا ما عندی وبہ فتیت مرارا واللہ ربی علیہ معتمدی والیہ مستندی واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی

کتبہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مسئلہ:۔ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین کہ ایک شخص نماز ظہر کی پڑھنے کھڑا ہوا اور اس نے بعد چار سنت پڑھنے کے سہواً پھر چار سنت کی نیت باندھ لی اور اُس کو چار فرض پڑھنا چاہئے تھے جس وقت کہ وہ دو رکعت نماز ادا کر چکا اُس کو خیال ہوا کہ اب مجھکو فرض پڑھنا تھے پس اُس نے اپنے دل میں فرضوں کی نیت باندھ لی کہ میں فرض پڑھتا ہوں اور اس نے دو رکعت پیشتر کی بہ نیت سہواً سنت ادا کی اور دو رکعت آخر کی بہ نیت فرض کے خالی الحمد کے ساتھ پڑھی دریں

صورت کہ اب اُس کی نماز فرض ہوئی یا سنت بینوا توجروا۔

الجواب

یہ نماز فرض ہوئی نہ سنت۔ فرض تو یوں نہ ہوئے کہ پہلی دو رکعتوں میں نیت فرض کی نہ کی تھی اور فعل کے بعد نیت کا اعتبار نہیں فی الدر المختار لاعبرۃ بنیۃ متاخرۃ عنہا علی المذہب اور دو رکعت اخیر میں اگر فرض کی نیت اُس نے تیسری رکعت کی پہلی تکبیر کے وقت بحالِ قیام نہ کی جب تو یہ نیت ہی لغو ہے اور اگر اُس وقت کی تو اب وہ پہلی نیت سے نماز فرض کی طرف منتقل ہو گیا اگر چار پوری پڑھ لیتا فرض ہو جاتے مگر اُس نے دو پر قطع کر دی لہذا یہ بھی فرض نہ ہوئے فی الدر المختار یفسدہا انتقالہ من صلوۃ الی مغایرتہا فی رد المحتار بان ینوی بقلبہ مع التکبیرۃ الانتقال المذکور قال فی النہر بان صلی رکعۃ من الظہر مثلا ثم افتتح العصر او التطوع بتکبیرۃ فان کان صاحب ترتیب کان شارعا فی التطوع عندہما خلافا لمحمد اولم یکن بان سقط للضیق او للکثرۃ صح شروعہ فی العصر لانہ نوی تحصیل ما لیس بحاصل فخرج عن الاول فمناط الخروج عن الاول صحۃ الشروع فی المغایر ولو من وجہ الخ اور سنت نہ ہونا ظاہر ہے کہ سنتیں تو پڑھ چکا ہے بلکہ اگر سنتیں نہ پڑھی ہوتیں اور تیسری یا کسی رکعت کی تکبیر اول کے وقت نیت فرض کی کر لیتا جب بھی سنتیں نہ ہوتیں کہ وہ اس نیت کے سبب فرض کی طرف منتقل ہو گیا بہر حال یہ رکعتیں نفل ہوئیں واللہ تعالیٰ اعلم

عبدہ المذنب احمد رضا
کتبـــــــــــــــــــہ
عفی عنہ بمحمدن المصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز فرض پڑھتا ہے اور اُس نے سہواً پچھلی دو رکعت میں بھی بعد الحمد کے ایک ایک سورۃ پڑھی بعدہ سلام پھیرا اب اُس کی نماز فرض ہوئی یا سنت جیسا ہو ویسا ہی معہ دستخط مہر کے ارقام فرمائیے اور اگر وہ سجدہ سہو کر لیتا

تو کیا اُس کی نماز فرض ہو جاتی یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

فرض ہوئے اور نماز میں کچھ خلل نہ آیا نہ اُس پر سجدہ سہو تھا بلکہ اگر قصداً بھی فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورۃ ملالے تو کچھ مضایقہ نہیں صرف خلاف اولیٰ ہی بلکہ بعض ائمہ نے اُس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی فقیر کے نزدیک ظاہرا یہ استحباب تنہا پڑھنے والے کے حق میں ہی امام کے لئے ضرور مکروہ ہے بلکہ مقتدیوں پر گراں گزرے تو حرام درمختار میں ہے ضم سورۃ فی الاولیین من الفرض وہل یکرہ فی الاخریین المختار لا ردالمحتار میں ہے اے لا یکرہ تحریما بل تنزیہا لانہ خلاف السنۃ قال فی المنیۃ وشرحہا فان ضم السورۃ الی الفاتحۃ ساہیا تجب علیہ سجدتا السہو فی قول ابی یوسف لتاخیر الرکوع عن محلہ وفی اظہر الروایات لا تجب لان القراءۃ فیہما مشروعۃ من غیر تقدیر والاقتصار علی الفاتحۃ مسنون لا واجب اھ وفی البحر عن فخر الاسلام ان السورۃ مشروعۃ فی الاخریین نفلا وفی الذخیرۃ انہ المختار وفی المحیط وہو الاصح اھ والظاہر ان المراد بقولہ نفلا الجواز والمشروعیۃ بمعنی عدم الحرمۃ فلا ینافی کونہ خلاف الاولی کما افادہ فی الحلیۃ اھ مافی ردالمحتار **اقول** نقلا الحلیۃ ثم الظاہر اباحتہا کیف لا وقد تقدم من حدیث ابی سعید الخدری فی صحیح مسلم وغیرہ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یقرؤ فی صلٰوۃ الظہر فی الرکعتین الاولیین بقدر ثلثین آیۃ وفی الاخریین قدر خمسۃ عشر آیۃ او قال نصف ذٰلک فلا جرم ان قال فخر الاسلام فی شرح الجامع الصغیر واما السورۃ فانہا مشروعۃ نفلا فی الاخریین حتی قلنا فیمن قرأ فی الاخریین لم یلزمہ سجدۃ السہو انتہی ثم یمکن ان یقال الاولی عدم الزیادۃ ویحمل علی الخروج مخرج البیان لذٰلک الحدیث ابی قتادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ (یرید ما تقدم بروایۃ الصحیحین ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یقرؤ فی الظہر فی الاولیین بام القرآن وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب الحدیث) وقول المصنف المذکور (ای ولا یزید علیہما شیئا) وقول غیر واحد من المشایخ کما فی الکافی

وغیرہ ویقرؤ فیہما بعد الاولیین الفاتحۃ فقط و یحمل علی بیان مجرد الجواز حدیث ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقول فخر الاسلام فان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یفعل الجائز فقط فی بعض الاحیان تعلیما للجواز وعینومن غیر کراہتہ فی حقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما یفعل الجائز الاولی فی غالب الاحوال والنفل لاینافی عدم الاولویۃ فیندفع بہذا ما عساہ یخال من المخالفۃ بین الحدیثین المذکورین وبین اقوال المشایخ واللہ سبحٰنہ اعلم اھ ولعلک لایخفی علیک ان حمل المشروع نفلاً علی المکروہ تنزیہا مستبعد جدًا وقراءۃ السورۃ فی الاخریین لیست فعلا مستحبا مستقلاً یعتریہ عدم الاولویۃ لعارض کصلوٰۃ نافلۃ مع بعض المکروہات وانما المستفاد من النفلیۃ ہہنا فیما یظہر ہو استحباب فعلہا فکیف یجامع عدم الاولویۃ والذی یظہر للعبد الضعیف ان سنیۃ الاقتصار علی الفاتحۃ انما ثبتت عن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الامامۃ فانہ لم یعہد منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوٰۃ مکتوبۃ الا اماما الا نادرا فی غایۃ الندرۃ فیکرہ للامام الزیادۃ علیہا لاطالۃ علی المقتدین فوق السنۃ بل لو اطال الی حد الاستثقال کرہ تحریما اما المنفرد فقد قال فیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلیطول ما شاء وزیادۃ القراءۃ زیادۃ خیر ولم یعرضہ عارض خیریتہ فلا یبعد ان یکون نفلا فی حقہ فان حملنا کلام اکثر المشایخ علی الامامۃ وکلام الامام فخر الاسلام و تصحیح الذخیرۃ والمحیط علی المنفرد حصل التوفیق وباللہ التوفیق ہذا ما عندی واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم

عبدہ المذنب احمد رضا
کتبہ
عفی عنہ بمحمد ن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۹ - ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص نے بسم اللہ کہکر ایک شکار کے اوپر بندوق چلائی پس جس وقت اُس کو جا کر دیکھا تو کوئی آثار اُس میں زندگی کے نہ تھے اور نہ جنبش تھی جس وقت کہ اُس کو ذبح کیا تو خون نکلا اچھی طرح سے ۔ پس وہ شکار حلال ہے یا حرام اور اگر اُسکو نہ ذبح کرتے تو حلال ہوتا یا حرام اور درصورت نہ نکلنے خون کے بھی جواب تحریر فرمایئے

بینوا توجروا۔

الجواب

اگر ذبح کرلیا اور ثابت ہو کہ ذبح کرتے وقت اُس میں حیات تھی مثلاً پھڑک رہا تھا یا ذبح کرتے وقت تڑپا اگرچہ خون نہ نکلا یا خون ایسا دیا جیسا مذبوح سے نکلا کرتا ہی اگرچہ جنبش نہ کی یا اور کسی علامت سے حیات ظاہر ہوئی تو حلال ہی اور اگر بندوق سے مار کر چھوڑ دیا ذبح نہ کیا یا کیا مگر اُس میں وقت ذبح حیات کا ہونا ثابت نہ ہوا تو حرام ہے۔ غرض مدار کار اس پر ہے کہ ذبح کرلیا جائے اور وقت ذبح اُس میں رمق باقی ہو اگرچہ نہ جنبش کرے نہ خون دے حلال ہو جائیگا ورنہ حرام درمختار میں ہے ذبح شاۃ مریضۃ فتحرکت او خرج الدم حلت والا لا ان لم تدر حیاتہ عند الذبح وان علم حیاتہ حلت مطلقا وان لم تتحرک ولم یخرج الدم و ہذا یتأتی فی منخنقۃ ومتردیۃ ونطیحۃ والتی فقر الذئب بطنہا فذکاۃ ہذہ الاشیاء تحلل وان کانت حیاتہا خفیفۃ وعلیہ الفتوی لقولہ تعالی الا ما ذکیتم من غیر فصل اھ وفی ردالمختار عن البزازی عن الاسبیجابی عن الامام الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ خروج الدم لا یدل علی الحیاۃ الا اذا کان یخرج کما یخرج من الحی قال وہو ظاہر الروایۃ اُسی کی کتاب الصید میں ہی المعتبر فی المتردیۃ واخواتہا کنطیحۃ وموقوذۃ وما اکل السبع والمریضۃ مطلق الحیاۃ وان قلت کما اشرنا الیہ وعلیہ الفتوی مدارک التنزیل میں ہے الموقوذۃ التی اثخنوہا ضربا بالعصا او حجر معالم میں ہی قال قتادۃ کانوا یضربونہا بالعصا فاذا ماتت اکلوہا اھ قلت فظہر ان المضروب بکل مثقل کالبندقۃ والبندقۃ الرصاص کلہ من الموقوذۃ فیحل بلا ذکاۃ وان قلت الحیاۃ ردالمحتار میں ہے لا یخفی ان الجرح بالرصاص انما ہو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہ حد فلا یحل وبہ افتی ابن نجیم واللہ سبحنہ وتعالی اعلم

عبدہ المذنب احمد رضا

کتبہ

عفی عنہ بحمدن المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

مسئلہ - ۱۰- ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ ایک شخص روز شکار بندوق کا شوقیہ کھیلتا ہے پس بحکم شرعِ شریف کے کس قدر شکار کھیلنا چاہیے اور کس وقت میں اور وہ شکاری ہر روز شکار کھیلنے میں گنہگار ہوتا ہے یا نہیں بینوا مفصلاً توجروا کثیراً

الجواب

شکار کہ محض شوقیہ بغرض تفریح ہو جسے ایک قسم کا کھیل سمجھا جاتا ہے ولہٰذا شکار کھیلنا کہتے ہیں بندوق کا ہو خواہ مچھلی کا روزانہ ہو خواہ گاہ گاہ مطلقاً بالاتفاق حرام ہے حلال وہ ہے جو بغرض کھانے یا دوا یا کسی اور نفع یا کسی ضرر کے دفع کو ہو آجکل کے بڑے بڑے شکاری جو اتنی ناک والے ہیں کہ بازار سے اپنی خاص ضرورت کی کھانے یا پہننے کی چیز لانے کو جانا اپنی کسر شان سمجھیں یا نرم ایسے کہ دس قدم دھوپ میں چلکر مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہونا مصیبت جانیں وہ گرم دوپہر گرم لُو میں گرم ریت پر چلنا اور ٹھہرنا اور گرم ہوا کے تھپیڑے کھانا گوارا کرتے اور دو دو پہر بلکہ دو دو دن شکار کے لئے گھر بار چھوڑے پڑے رہتے ہیں کیا یہ کھانے کی غرض سے جاتے ہیں حاشا وکلا بلکہ وہی لہو و لعب ہی اور بالاتفاق حرام ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ ان شکاریوں سے اگر کہئے مثلاً مچھلی بازار میں بھی ملیگی وہاں سے لے لیجئے ہرگز قبول نہ کرینگے یا کہئے کہ ہم اپنے پاس سے لائے دیتے ہیں کبھی نہ مانیں گے بلکہ شکار کے بعد خود اُسکے کھانے سے بھی چنداں غرض نہیں رکھتے بانٹ دیتے ہیں تو یہ جانا یقیناً وہی تفریح و حرام ہے درمختار میں ہے الصید مباح الا للتلہی کما ہو ظاہر اسی طرح اشباہ و بزازیہ و مجمع الفتاوی و غنیہ ذوی الاحکام و تاتارخانیہ و ردالمحتار و غیرہا عامہ اسفار میں ہے واللہ سبحٰنہ و تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۹ - ۱۲- ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اِس شعر کا مطلب جو شرع محمدی فصل اٹھائیسویں بیان مکروہات وضو میں ہے ۵

تیسرے تانبے کے برتن سے اگر ہے وضو ناقص کرے گا جو بشر

یہ نہ معلوم ہوا کہ تانبے کے برتن سے کیوں وضو ناقص ہے آج کل بہت شخص تانبے کے برتن لوٹے سے وضو کرتے ہیں کیا اِن سب کا وضو ناقص ہوتا ہے بینوا توجروا

الجواب

تانبے کے برتن سے وضو کرنا اُس میں کھانا پینا سب بلا کراہت جائز ہے وضو میں کچھ نقصان نہیں آتا ہاں قلعی کے بعد چاہیئے بے قلعی برتن میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی ضرر کا باعث ہوتا ہے اور مٹی کا برتن تانبے سے افضل ہے علما نے وضو کے آداب و مستحبات سے شمار فرمایا کہ مٹی کے برتن سے ہو اور اُسمیں کھانا پینا بھی تواضع سے قریب تر ہے ردالمحتار میں فتح القدیر سے ہے منہا (ای من آداب الوضوء) کون آنیتہ من خزف اُسی میں اختیار شرح مختار سے ہے اتخاذ ہا (ای اوانی الاکل والشرب) من الخزف افضل اذلا صرف فیہ ولا مخیلۃ وفی الحدیث من اتخذ اوانی بیتہ خزفا زارتہ الملٰئکۃ ویجوز اتخاذہا من نحاس او رصاص اُسی میں ہے یکرہ الاکل فی النحاس الغیر المطلی بالرصاص لانہ یدخل الصدا فی الطعام فیورث ضررا عظیما واما بعدہ فلا اھ ملخصا واللہ تعالٰی اعلم

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مسئلہ ۱۰ - ۱۳- ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس صورت میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں اور اُس درخت اور اُس طاق کے پاس جاکر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور

چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں ہار لٹکاتے ہیں لوبان سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں اور السیاد ستوہ اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے کیا شہید مردان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر جواب عام فہم مع دستخط کے تحریر فرمائیے۔ بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب

یہ سب واہیات وخرافات اور جاہلانہ حماقات وبطالات ہیں ان کا ازالہ لازم۔ ما انزل اللہ بھا من سلطن ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا
عفی عنہ بمحمدن المصطفے صلے اللہ تعالی علیہ وسلم

مسئلہ ۱۱ ۱۴- ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ ما قولکم رحمکم اللہ تعالے اندریں مسئلہ کہ بعد فوت ہو جانے والدین کے اولاد کے اوپر کیا حق والدین کا رہتا ہے بینوا بالکتاب توجروا بالثواب

الجواب

(۱) سب سے پہلا حق بعد موت اُن کے جنازے کی تجہیز غسل کفن نماز دفن ہے اور ان کاموں میں ایسے سنن ومستحبات کی رعایت جس سے اُن کے لئے ہر خوبی وبرکت ورحمت ووسعت کی امید ہو (۲) اُن کے لئے دعا واستغفار ہمیشہ کرتے رہنا اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔ (۳) صدقہ وخیرات واعمال صالحات کا ثواب انھیں پہنچاتے رہنا حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا اپنی نماز کے ساتھ اُن کیلئے بھی نماز پڑھنا اپنے روزوں کے ساتھ اُن کے واسطے بھی روزے رکھنا بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انھیں اور سب مسلمانوں کو بخشدینا کہ اُن سب کو ثواب پہنچ جائیگا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائیگا (۴) اُن پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اُس کے ادا میں حد درجہ کی جلدی دکوشش کرنا اور اپنے مال سے اُن کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہان کی سعادت سمجھنا آپ قدرت

نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھر باقی اہل خیر سے اُسکے ادا میں امداد لینا (۵) اُن پر کوئی قرض رہگیا ہو تو بقدر قدرت اُسکے ادا میں سعی بجالانا حج نہ کیا ہو تو خود اُن کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا زکوۃ یا عُشر کا مطالبہ اُن پر رہا ہو تو اُسے ادا کرنا نماز یا روزہ باقی ہو تو اُس کا کفارہ دینا وعلیٰ ہذا القیاس ہر طرح اُن کی برائت ذمہ میں جد وجہد کرنا (۶) انھوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتی الامکان اُسکے نفاذ میں سعی کرنا اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو اگرچہ اپنے نفس پر بار ہو مثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لئے کر گئے تو شرعاً تہائی مال سے زیادہ بے اجازت وارثان نافذ نہیں مگر اولاد کو مناسب ہے کہ اُن کی وصیت مانیں اور اُن کی خوشی پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں (۷) اُن کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا مثلاً ماں یا باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائیگا یا فلاں سے نہ ملیگا یا فلاں کام کریگا تو اُن کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ تو ہیں نہیں اُن کی قسم کا کیا خیال۔ نہیں بلکہ اس کا ویسا ہی پابند رہنا جیسا اُن کی حیات میں رہتا جبتک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو۔ اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح امور جائزہ میں بعد مرگ بھی اُن کی مرضی کا پابند رہنا۔ (۸) ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لئے جانا وہاں یٰسٓ شریف ایسی آواز سے کہ وہ سُنیں پڑھنا اور اُس کا ثواب اُنکی روح کو پہنچانا۔ راہ میں جب کبھی اُن کی قبر آئے بے سلام و فاتحہ نہ گزرنا (۹) اُن کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کئے جانا (۱۰) اُن کے دوستوں سے دوستی نباہنا ہمیشہ اُن کا اعزاز واکرام رکھنا (۱۱) کبھی کسی کے ماں یا باپ کو بُرا کہکر جواب میں اُنھیں بُرا نہ کہلوانا (۱۲) اور سب میں سخت تر و عام تر و مدام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کر کے اُنھیں قبر میں رنج نہ پہنچانا اسکے سب اعمال کی ماں باپ کو خبر پہنچتی ہے نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور اُن کا چہرہ فرحت سے دمکنے لگتا ہے اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اُن کے قلب پر صدمہ پہنچتا ہے ماں

باپ کا یہ حق نہیں کہ قبر میں بھی انھیں رنج دیا جائے اللہ غفور رحیم عزیز کریم جل جلالہ صدقہ اپنے حبیب رؤف رحیم علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے گناہوں سے بچائے ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور و سرور پہنچائے کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز وہ غنی ہے اور ہم محتاج وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ونعم المولی ونعم النصیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی الشفیع الرفیع العفو الکریم الرؤف الرحیم سیدنا محمد والہ وصحبہ اجمعین آمین والحمد للہ رب العلمین

اب وہ حدیثیں جن سے فقیر نے یہ حق استخراج کئے اُن میں سے بعض بقدر کفایت ذکر کروں (حدیث ۱) کہ ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی کوئی طریقہ اُن کے ساتھ نکوئی کا باقی ہے جسے میں بجا لاؤں فرمایا نعم اربعۃ الصلوٰۃ علیہما والاستغفار لہما وانفاذ عہدہما من بعدہما واکرام صدیقہما وصلۃ الرحم التی لا رحم لک الا من قبلہما فہذا الذی بقی من برہما بعد موتہما ہاں چار باتیں ہیں اُن پر نماز اور اُن کے لئے دعائے مغفرت اور اُن کی وصیت نافذ کرنا اور اُن کے دوستوں کی بزرگداشت اور جو رشتہ صرف اُنھیں کی جانب سے ہو نیک برتاؤ سے اُس کا قائم رکھنا یہ وہ نکوئی ہے کہ اُن کی موت کے بعد اُن کے ساتھ کرنی باقی ہے رواہ ابن النجار عن ابی اسید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع القصۃ ورواہ البیہقی فی سننہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یبقی للولد من بر الوالد الا اربع الصلوٰۃ علیہ والدعاء لہ وانفاذ عہدہ من بعدہ وصلۃ رحمہ واکرام صدیقہ (حدیث ۲) کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں استغفار الولد لابیہ بعد الموت من البر ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد اُن کے بعد اُن کے لئے دعائے مغفرت کرے رواہ ابن النجار عن ابی اسید مالک بن زرارۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حدیث ۳)

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا ترک العبد الدعاء للوالدین فانہ ینقطع عنہ الرزق آدمی
جب ماں باپ کے لئے دعا چھوڑ دیتا ہے اُس کا رزق قطع ہوجاتا ہے رواہ الطبرانی فی التاریخ
والدیلمی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حدیث ۴ و ۵) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اذا تصدق احدکم بصدقۃ تطوعا فلیجعلہا عن ابویہ فیکون لہما اجرہا ولا ینقص من
اجرہ شیئا جب تم میں کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہیئے کہ اُسے اپنے ماں باپ کی
طرف سے کرے کہ اس کا ثواب اُنھیں ملیگا اور اس کے ثواب سے کچھ نہ گھٹے گا رواہ الطبرانی
فی الاوسط وابن عساکر عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونحوہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن
معویۃ بن حیدۃ القشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حدیث ۶) کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ میں اپنے ماں باپ کی زندگی میں اُن کے ساتھ نیک سلوک
کرتا تھا اب کہ وہ مر گئے اُن کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے فرمایا ان من البر بعد الموت
ان تصلی لہما مع صلوتک وتصوم لہما مع صیامک بعد مرگ نیک سلوک سے یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے
ساتھ اُن کے لئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ اُن کے لئے روزے رکھے رواہ
الدارقطنی یعنی جب اپنے ثواب ملنے کے لئے کچھ نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز
روزے اُن کی طرف سے اُنھیں ثواب پہنچنے کو بھی بجالا۔ یا نماز روزہ جو عمل نیک کرے ساتھ
ہی اُنھیں ثواب پہنچنے کی بھی نیت کرلے کہ اُنھیں بھی ملیگا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا کما
مر ولفظ مع یحتمل الوجہین بل ہذا الصق بالمعیۃ محیط پھر تاتارخانیہ پھر ردالمحتار میں ہے الافضل
لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانہا تصل الیہم ولا ینقص من
اجرہ شیئ (حدیث ۷) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حج عن والدیہ او قضی
عنہما مغرما بعثہ اللہ یوم القیمۃ مع الابرار جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا اُن کا قرض
ادا کرے روز قیامت نیکوں کے ساتھ اُٹھے رواہ الطبرانی فی الاوسط والدارقطنی فی السنن
عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حدیث ۸) امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ پر اسّی ہزار قرض تھے وقت وفات اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر فرمایا بع فیہا اموال عمر فان وفت والا فسل بنی عدی فان وفت والا فسل قریشا ولا تعدھم میرے دین ادا میں اول تو میرا مال بیچنا اگر کافی ہو جائے فبہا ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگ کر پورا کرنا اگر یوں بھی پورا نہو تو قریش سے مانگنا اور ان کے اوروں سے سوال نہ کرنا۔ پھر صاحبزادہ موصوف سے فرمایا اضمنہا تم میرے قرض کی ضمانت کر لو وہ ضامن ہو گئے اور امیر المومنین کے دفن سے پہلے اکابر مہاجرین و انصار کو گواہ کر لیا کہ وہ اسّی ہزار مجھ پر ہیں ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سارا قرض ادا فرما دیا۔ رواہ ابن سعد فی الطبقات عن عثمن بن عروۃ (حدیث ۹) قبیلہ جہینہ سے ایک بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کر سکیں اور اُن کا انتقال ہو گیا کیا میں اُن کی طرف سے حج کر لوں فرمایا نعم حجی عنہا ارایت لو کان علی امک دین اکنت قاضیۃ اقضوا اللہ فاللہ احق بالوفاء ہاں اُس کی طرف سے حج کر بھلا دیکھ تو اگر تیری ماں پر کوئی دین ہوتا تو تو ادا کرتی یا نہیں یونہی خدا کا دین ادا کرو کہ وہ زیادہ ادا کا حق رکھتا ہے رواہ البخاری عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(حدیث ۱۰) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا حج الرجل عن والدیہ تقبل منہ و منہما واستبشر بہ ارواحہما فی السماء وکتب عند اللہ برا انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے وہ حج اس کی اور اُن کی سب کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور اُن کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے رواہ الدارقطنی عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حدیث ۱۱) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حج عن ابیہ او عن امہ فقد قضے عنہ حجتہ وکان لہ فضل عشر حجج جو اپنی ماں یا باپ کی طرف سے حج کرے اُن کی طرف سے حج ادا ہو جائے اور اسے

دس حج کا ثواب زیادہ ملے رواہ الدار قطنی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
(حدیث ۱۲) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حج عن والدیہ بعد وفاتہما کتب اللہ
عتقا من النار وکان للمحجوج عنہما اجر حجۃ تامۃ من غیر ان ینتقص من اجورہما شیء جو اپنے والدین
کے بعد ان کی طرف سے حج کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھے اور ان دونوں
کے واسطے پورے حج کا ثواب ہو جس میں اصلا کمی نہ ہو رواہ الاصبہانی فی الترغیب والبیہقی فی الشعب
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حدیث ۱۳) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من بر قسمہما وقضی
دینہما ولم یستسب لہما کتب بارا وان کان عاقا فی حیاتہ ومن لم یبر قسمہما ویقض دینہما واستسب لہما کتب
عاقا وان کان بارا فی حیاتہ جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم سچی کرے اور ان کا قرض
اتارے اور کسی کے ماں باپ کو برا کہکر انھیں برا نہ کہلوائے وہ والدین کیساتھ نکوکار لکھا جائے اگرچہ
انکی زندگی میں نافرمان تھا اور جو ان کی قسم پوری نہ کرے اور انکا قرض نہ اتارے اوروں کے والدین
کو برا کہکر انھیں برا کہلوائے وہ عاق لکھا جائے اگرچہ ان کی حیات میں نکوکار تھا رواہ الطبرانی فی الاوسط
عن عبد الرحمن بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حدیث ۱۴) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من زار
قبر ابویہ او احدہما فی کل یوم جمعۃ مرۃ غفر اللہ لہ وکتب برا جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر
پر ہر جمعہ کے دن زیارت کو حاضر ہو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ بخشدے اور ماں باپ کے ساتھ
اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے رواہ الامام الترمذی العارف باللہ الحکیم فی نوادر الاصول عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حدیث ۱۵) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من
زار قبر والدیہ او احدہما یوم الجمعۃ فقرا عندہ یٰس غفر لہ جو شخص روز جمعہ اپنے والدین یا
ایک کی زیارت قبر کرے اور اُس کے پاس یٰس پڑھے بخشدیا جائے رواہ ابن عدی
عن الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفی لفظ من زار قبر والدیہ او احدہما فی کل
جمعۃ فقرا عندہ یٰس غفر اللہ لہ بعدد کل حرف منہا جو ہر جمعہ والدین یا ایک کی زیارت
قبر کرکے وہاں یٰس پڑھے یٰس شریف میں جتنے حرف ہیں ان سب کی گنتی کے

برابر اللہ تعالےٰ اس کے لئے مغفرتیں فرمائے رواہ ہو والخلیلی والو شیخ والدیلمی وابن النجار والرافعی وغیرہم عن ام المؤمنین الصدیقۃ عن ابیہا الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالے عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حدیث ۱۶) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من زار قبر ابویہ او احدہما احتسابا کان کعدل حجۃ مبرورۃ ومن کان زوارا لہما زارت الملٰئکۃ قبرہ جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے اور جو بکثرت اُن کی زیارت قبر کیا کرتا ہو فرشتے اُس کی قبر کی زیارت کو آئیں رواہ الامام الترمذی الحکیم و ابن عدی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام ابن الجوزی محدث کتاب عیون الحکایات میں بسند خود محمد بن العباس ورّاق سے روایت فرماتے ہیں ایک شخص اپنے بیٹے کیساتھ سفر کو گیا راہ میں باپ کا انتقال ہو گیا وہ درختان مقل یعنی گوگل کے پیڑوں کا تھا اُن کے نیچے دفن کر کے بیٹا جہاں جاتا تھا چلا گیا جب پلٹ کر آیا اس منزل میں رات کو پہنچا باپ کی قبر پر نہ گیا ناگاہ سُنا کہ کوئی کہنے والا یہ اشعار کہہ رہا ہے ؏ رأیتک تطوی الدوم لیلا ولا تری علیک لاہل الدوم ان تتکلما ✦ وبالدوم ثاوٍ لو ثویت مکانہ ✦ ومر باہل الدوم عاج فسلما ۔ میں نے تجھے دیکھا کہ تو رات میں اس جنگل کو طے کر رہا ہے اور وہ جوان پیڑوں میں ہے اُس سے کلام کرنا اپنے اوپر لازم نہیں جانتا حالانکہ ان درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر تو اُس کی جگہ ہوتا اور وہ یہاں گزرتا تو وہ راہ سے پھر کر آتا اور تیری قبر پر سلام کرتا (حدیث ۱۷) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من احب ان یصل اباہ فی قبرہ فلیصل اخوان ابیہ من بعدہ جو چاہے کہ باپ کی قبر میں اُس کے ساتھ حسن سلوک کرے وہ باپ کے بعد اُس کے عزیزوں دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے۔ رواہ ابو یعلی وابن حبان عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (حدیث ۱۸) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من البران تصل صدیق ابیک باپ کیساتھ نکوکاری سے ہے یہ کہ تو اس کے دوست سے اچھا برتاؤ رکھے رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حدیث ۱۹) فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ان ابر البران یصل الرجل اہل ود ابیہ

بعد ان یولی الاب بیشک باپ کے ساتھ سب نکوکاریوں سے بڑھکر یہ نکوکاری ہے کہ آدمی باپ کے پیٹھ دینے کے بعد اس کے دوستوں سے اچھی روش پر بنا ہے رواہ الائمۃ احمد والبخاری فی الادب المفرد ومسلم فی صحیحہ وابوداود والترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(حدیث ۲۰) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احفظ ودابیک لاتقطعہ فیطفئ اللہ نورک اپنے باپ کی دوستی نگاہ رکھو اسے قطع نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ تیرا نور بجھا دیگا رواہ البخاری فی الادب المفرد والطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (حدیث ۲۱) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی اللہ تعالیٰ وتعرض علی الانبیاء وعلی الآباء والامہات یوم الجمعۃ فیفرحون بحسناتہم وتزداد وجوہہم بیاضا واشراقا فاتقوا اللہ ولا تؤذوا موتاکم ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ماں باپ کے سامنے ہر جمعہ کو وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی صفائی و تابش بڑھ جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ رواہ الامام الحکیم عن والد عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی عہدہ برا ہو وہ اس کے حیات و وجود کے سبب ہیں تو جو کچھ نعمتیں دینی و دنیوی پائیگا سب انہیں کے طفیل میں ہوئیں کہ ہر نعمت و کمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے تو صرف ماں یا باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے بری الذمہ کبھی نہیں ہو سکتا نہ کہ اس کے ساتھ اسکی پرورش میں اُنکی کوششیں اس کے آرام کے لئے اُنکی تکلیفیں خصوصاً پیٹ میں رکھنے پیدا ہونے دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتا ہے خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لئے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سائے اور اُنکی ربوبیت ورحمت کے مظہر ہیں ولہذا قرآن عظیم میں جل جلالہ نے اپنے حق کے ساتھ اُنکا حق ذکر فرمایا کہ ان اشکر لی ولوالدیک حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا حدیث میں ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ

ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت کا ٹکڑا ان پر ڈالا جاتا کباب ہوجاتا چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کرکے لے گیا ہوں کیا اب میں اُس کے حق سے ادا ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لعلہ ان یکون لطلقۃ واحدۃ تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اُس نے اُٹھائے ہیں شاید یہ اُن میں ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے رواہ الطبرانی فی الاوسط عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل عقوق سے بچائے اور ادائے حقوق کی توفیق عطا فرمائے آمین آمین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین والحمد للہ رب العلمین۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۲ ۱۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز وتر کی تیسری رکعت میں بعد الحمد و قل کے تکبیر کہکر دعاء قنوت کے بدلے میں تین بار قل ہو اللہ شریف پڑھ لیتا ہے اور دعاء قنوت اُس کو نہیں آتی ہے پس اُسکی نماز وتر صحیح ہوتی ہے یا نہیں اور اگر وہ ہر روز سجدہ سہو کر لیا کرے تو نماز وتر اُس کی صحیح ہو جایا کرے گی جواب عام فہم عطا فرمایئے بینوا مفصلا توجروا کثیرا۔

الجواب

نماز صحیح ہو جانے میں تو کلام نہیں نہ یہ سجدۂ سہو کا محل کہ سہواً کوئی واجب ترک نہ ہوا دعاء قنوت اگر یاد نہیں کرنی چاہیئے کہ خاص اُس کا پڑھنا سنت ہے اور جب تک یاد نہ ہو رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھ لیا کرے یہ بھی یاد نہ ہو تو اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ تین بار کہہ لیا کرے یہ بھی نہ آئے تو صرف یا رَبِّ تین بار کہہ لے واجب ادا ہو جائیگا۔ رہا یہ کہ قل ہو اللہ شریف پڑھنے سے بھی یہ واجب ادا ہوا یا نہیں کہ اتنے دنوں کے وتر کا اعادہ لازم ہو۔ ظاہر یہ ہے کہ ادا ہو گیا کہ وہ ثنا ہے اور

ہر ثناء دعا ہے بل قال العلامۃ القاری وغیرہ من العلماء کل دعاء ذکر وکل ذکر دعاء وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الدعاء الحمد للہ رواہ الترمذی وحسنہ والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہذا اولیحرر واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۳ ۱۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ کنکیا اڑانا جائز ہے یا نہیں اور اُس کی ڈور لوٹنا درست ہے یا نہیں اگر اُس ڈور لوٹی ہوئی سے کپڑا سلوا کر نماز پڑھے تو اُس کی نماز میں کوئی خلل تو واقع نہ ہوگا۔ بینوا توجروا

الجواب

کنکیا اُڑانا لہو ولعب ہے اور لہو ناجائز ہے حدیث میں ہے کل لھو المسلم حرام الا فی ثلاث ڈور لوٹنا نُھبے ہے اور نُھبے حرام ہے حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن النھبے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوٹنے سے منع فرمایا۔ لوٹی ہوئی ڈور کا مالک اگر معلوم ہو تو فرض ہے اُسے دیدی جائے اگر نہ دی اور بغیر اُس کی اجازت کے اُس سے کپڑا سیا تو اُس کپڑے کا پہننا حرام ہے اور اُسے پہنکر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا پھیرنا واجب ہے للاشتمال علی المحرم کالصلٰوۃ فی ارض مغصوبۃ اور اگر مالک نہ ہو تو وہ لقطہ ہے یعنی پڑی پائی چیز۔ واجب ہے کہ اُسے مشہور کیا جائے یہاں تک کہ مالک کے ملنے کی امید قطع ہو اُس وقت اگر یہ شخص غنی ہے تو فقیر کو دیدے اور فقیر ہے تو خود اپنے صرف میں لاسکتا ہے پھر جب مالک ظاہر ہو اور فقیر کے صرف میں آنے پر راضی نہ ہو تو اپنے پاس سے اُس کا تاوان دینا ہوگا کما ہو معروف فی الفقہ من حکم اللقطۃ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۴ ۲۰-ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ کُتّا پالنا جائز ہے یا نہیں اور کبوتر پالنا بلا اُڑانے کے و بٹیر بازی و مرغ بازی و شکرا و باز پالنا اور اُن سے شکار پکڑوانا اور کھانا درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

شکرا و باز پالنا درست ہے اور اُن سے شکار کرانا اور اُس کا کھانا بھی درست ہے لقولہ تعالٰی وما علمتم من الجوارح الاٰیۃ مگر یہ ضرور ہے کہ شکار غذا یا دوا یا کسی نفع کی غرض سے ہو محض تفریح و لہو و لعب نہ ہو ورنہ حرام ہے یہ گنہگار ہوگا اگرچہ اُن کا مارا ہوا جانور جبکہ وہ تعلیم پا گئے ہوں اور بسم اللہ کہکر چھوڑا ہو حلال ہو جائیگا فان حرمۃ الارسال بنیۃ اللھو لاینافی کونہ ذکاۃ شرعیۃ کمن سمی اللہ تعالٰی وضرب الغنم من قفاہ حرم الفعل وحل الاکل بٹیر بازی مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں لال لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلا وجہ بے زبانوں کی ایذا ہے حدیث میں ہے نہی رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن التحریش بین البھائم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا اخرجہ ابو داؤد والترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما وقال الترمذی حسن صحیح کبوتر پالنا جبکہ خالی دل بہلانے کے لئے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مؤدی نہو جائز ہے اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اُڑائے کہ مسلمانوں کی عورات پر نگاہ پڑے یا اُن کے اُڑانے کو کنکریاں پھینکے جو کسی کا شیشہ توڑیں کسی کی آنکھ پھوڑیں یا پرائے کبوتر پکڑے یا اُن کا دم بڑھانے اور اپنا تماشا ہونے کے لئے دن دن بھر اُنھیں بھوکا اُڑائے جب اُترنا چاہیں نہ اُترنے دے تو ایسا پالنا حرام ہے درمختار میں ہے (یکرہ امساک الحمامات) ولو فی برجھا (ان کان یضر بالناس) بنظر او جلب (فان کان یطیرہا فوق السطح مطلعا علی عورات المسلمین ویکسر زجاجات الناس برمیہ تلک الحمامات عزر ومنع اشد المنع فان لم یمتنع ذبحھا المحتسب) واما للاستئناس

فمباح اھ باختصار صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ بن عمر اور صحیح ابن حبان بن عبداللہ
بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں دخلت النار
امرأۃ فی ہرۃ ربطتہا فلم تطعمہا ولم تدعہا تاکل من خشاش الارض ایک عورت دوزخ میں گئی
ایک بلی کے سبب کہ اُسے باندھ رکھا تھا نہ آپ کھانا دیا نہ چھوڑا کہ زمین کے چوہے وغیرہ
کھالیتی - ابن حبان کی حدیث میں ہے فہی تنہش قبلہا ودبرہا وہ بلی دوزخ میں اُس
عورت پر مسلّط کی گئی ہے کہ اُس کا آگا پیچھا دانتوں سے نوچ رہی ہے - ایک حدیث میں
حکم ہے کہ جو جانور پالو دن میں ستر بار اُسے دانہ پانی دکھاؤ نہ کہ گھنٹوں پھروں بھوکا پیاسا رکھو
اور پیچھے آنا چاہے تو آنے نہ دو - علما فرماتے ہیں جانور پر ظلم کافر ذمی پر ظلم سے سخت تر ہے اور
کافر ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے اشد ہے کما فی الدر المختار وغیرہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرماتے ہیں الظلم ظلمات یوم القیمۃ ظلم ظلمتیں ہوگا قیامت کے دن - اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
الا لعنۃ اللہ علی الظلمین سن لو اللہ کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر - کتا پالنا حرام ہے جس گھر میں کتا ہو
اسمیں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا روزانہ اُس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں - رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ فرشتے نہیں آتے اُس گھر میں جس میں کتا یا
تصویر ہو رواہ احمد والشیخان والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اقتنی کلبا الا کلب ماشیۃ او ضاریا نقص من عملہ
کل یوم قیراطان جو کتا پالے مگر گلے کا کتا یا شکاری روزانہ اسکی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوں (ان قیراط
کی مقدار اللہ و رسول جانیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) رواہ احمد والشیخان والترمذی
والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو صرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے ایک
شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیحہ کے لئے شکار کی حاجت ہو نہ شکار تفریح کہ وہ خود
حرام ہے دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کے لئے پالا جائے جہاں حفاظت کی بے
حاجت ہو ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیں یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں

غرض جہاں یہ اپنے دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں آخر آس پاس کے گھر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں اگر یہ کتے کی حفاظت نہ ہوتی تو وہ بھی پالتے خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں حیلے نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا
عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۵ ۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتے کا پکڑا ہوا شکار مسلمان کھا سکتا ہے یا نہیں ایک خرگوش کو کتے نے اس طرح پکڑا ہے کہ اس کے دانت خرگوش کے جسم میں پیوستہ ہو گئے ہیں اور بہت سا جسم اس کا چبا ڈالا ہے کہ خرگوش کے جسم میں خون جاری ہے ابھی جان باقی ہے پس اسکو ذبح کر کے کھا سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

اگر مسلمان[1] یا کتابی عاقل[2] نے کہ احرام[3] میں نہ ہو بسم اللہ[4] کہکر تعلیم[5] یافتہ کتے کو جو شکار کر کے مالک کے لئے چھوڑ دیا کرے خود نہ کھانے لگے[6] غیر حرم[7] کے حلال جانور وحشی[8] پر جو[9] اپنے پروں یا پاؤں کی طاقت سے اپنے بچاؤ پر قادر تھا چھوڑا[10] اور کتا اس کے چھوڑنے سے سیدھا شکار پر گیا یا اس کے پکڑنے کی تدبیر میں مصروف ہوا بیچ میں اور طرف مشغول یا غافل نہ ہو گیا اور[11] اس نے شکار کو زخمی کر کے مار ڈالا یا ایسا مجروح کر دیا کہ اس میں اتنی ہی حیات باقی ہے جتنی مذبوح میں ہوتی ہے کچھ دیر تڑپ کر ٹھنڈا ہو جائیگا اور[12] کتے کو چھوڑنے میں کوئی کافر مجوسی یا بت پرست یا ملحد یا مرتد جیسے آجکل کے اکثر نصاریٰ و رافضی اور عام نیچری وغیرہم خلاصہ یہ کہ مسلمان یا کتابی کے سوا کوئی شریک نہ تھا نہ[13] شکار کے قتل میں کتے کی شرکت کسی دوسرے کتے نا تعلیم یافتہ یا سگ نیچری یا اور کسی جانور نے کی جس کا شکار ناجائز ہو اور[14] چھوڑنے والا چھوڑنے کے وقت سے شکار پانے تک اسی طرف متوجہ رہا بیچ میں کسی دوسرے

کام میں مشغول نہ ہوا تو وہ جانور بے ذبح حلال ہوگیا اور ان چودہ شرطوں سے ایک میں بھی
کمی ہو اور جانور بے ذبح مرجائے تو حرام ہوجائیگا ورنہ حرم کا شکار تو ذبح سے بھی حلال
نہیں ہوتا باقی صورتوں میں ذبح شرعی سے حلال ہوجائے گا تنویر الابصار
و در مختار و ردالمحتار میں ہے (الصید لمباح بخمسة عشر شرطا خمسة فی الصائد وهو ان یکون
من اہل الذکاۃ وان یوجد منه الارسال وان لا یشارکه فی الارسال من لا یحل صیده وان لا یترک
التسمیة عامدا وان لا یشتغل بین الارسال والاخذ بعمل آخر وخمسة فی الکلب ان یکون
معلما وان یذهب علی سنن الارسال وان لا یشارکه فی الاخذ ما لا یحل صیده وان یقتله
جرحا وان لا یاکل منه وخمسة فی الصید ان لا یکون من الحشرات وان لا یکون من بنات الماء
الا السمک وان یمنع نفسه بجناحیه او قوائمه وان لا یکون متقویا بنابه او بمخلبه وان یموت بهذا
قبل ان یصل الی ذبحه اھ قلت ومعنی قوله ان یموت ای حقیقة او حکما بان لا یبقی فیه
حیاة فوق المذبوح کما نص علیه فی الدر واوضحه المحشی اھ غنیہ میں ہے شرط کون الذابح
مسلما حلالا لاخارج الحرم ان کان صیدا) فصید المحرم لا تحله الذکاة مطلقا او کتابیا ولو مجنونا) اھ
در منتقی والمراد به المعتوه کما فی العنایة عن النهایة لان المجنون لا قصد له ولا نیة لان التسمیة شرط
بالنص وهی بالقصد وصحة القصد بما ذکرنا یعنی قوله اذا کان یعقل التسمیة والذبیحة ویضبط
اھ ش ان سب شرائط کے ساتھ جس خرگوش کو کتے نے مارا مطلقاً حلال ہے اور اگر ہنوز
مذبوح سے زیادہ زندگی باقی ہے تو بعد ذبح حلال ہے اس کے دانت جسم میں پیوستہ
ہوجانا وجہ ممانعت نہیں ہوسکتا قرآن عظیم نے اس کا شکار حلال فرمایا اور شکار بے زخمی کئے
نہ ہوگا اور زخمی جبھی ہوگا کہ اس کے دانت اس کے جسم کو شق کرکے اندر داخل ہوں اور
یہ خیال کہ اس صورت میں اس کا لعاب کہ ناپاک ہے شکار کے بدن کو نجس کرلیگا دو وجہ سے
غلط ہے اولاً شکار حالت غضب میں ہوتا ہے اور غضب کے وقت اس کا لعاب خشک ہوجاتا ہے
ولذا فرق جمع من العلماء فی اخذه طرف الثوب ملاطفا فینجس او غضبا فلا۔ ثانیاً

اگر لعاب لگا بھی تو آخر جسم سے خون بھی نکلے گا وہ کب پاک ہے جب اس سے طہارت حاصل ہو گی اس سے بھی ہو جائے گی واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۶ ۲۳ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت اس صورت میں کہ نمازی کے آگے سے نکلنے والا گناہ گار ہوتا ہے یا نہیں اور اسکی نماز میں تو کوئی خلل واقع نہیں ہوتا اور نمازی کے آگے سے کس قدر دور تک گذر کرنا چاہیئے۔

الجواب

نماز میں کوئی خلل نہیں آتا نکلنے والا گنہگار ہوتا ہے نماز اگر مکان یا چھوٹی مسجد میں پڑھتا ہو تو دیوار قبلہ تک نکلنا جائز نہیں جبتک بیچ میں آڑ نہو اور صحرا یا بڑی مسجد میں پڑھتا ہو تو صرف موضع سجود تک نکلنے کی اجازت نہیں اس سے باہر نکل سکتا ہی موضع سجود کے یہ معنے کہ آدمی جب قیام میں اہل خشوع وخضوع کی طرف اپنی نگاہ خاص جائے سجود پر یعنی جہاں سجدے میں اس کی پیشانی ہوگی تو نگاہ کا قاعدہ ہی کہ جب سامنے روک نہ ہو تو جہاں جمائیے وہاں سے کچھ آگے بڑھتی ہی جہاں تک آگے بڑھ کر جائے وہ سب موضع سجود ہے اس کے اندر نکلنا حرام ہے اور اس سے باہر جائز درمختار میں ہی مرور مار فی الصحراء او فی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح او مرورہ بین یدیہ الی حائط القبلۃ فی بیت مسجد صغیر فانہ کبقعۃ واحدۃ ردالمحتار میں ہی قولہ بموضع سجودہ ای من موضع قدمہ الی موضع سجودہ کما فی الدرر وہذا مع القیود التی بعدہ انما ہو للاثم والا فالفساد منتف مطلقا قولہ فی الاصح صححہ التمرتاشی وصاحب البدائع واختارہ فخر الاسلام ورجحہ فی النہایۃ والفتح انہ قدر ما یقع بصرہ علی المار لو صلی بخشوع ای رامیا ببصرہ الی موضع سجودہ اھ مختصر امنحۃ الخالق میں تجنیس سے ہی الصحیح مقدار منتہی بصرہ وہو موضع سجودہ وقال ابو نصر مقدار ما بین الصف الاول وبین

مقام الامام وہذا مبین الاول ولکن بعبارۃ اخری وفیما قرأنا علی شیخنا منہاج الائمۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ ان یمر بحیث یقع بصرہ وہو یصلی صلوٰۃ الخاشعین وہذہ العبارۃ اوضح علامہ شامی فرماتے ہیں فانظر کیف جعل الکل قولا واحدا وانما الاختلاف فی العبارۃ لافی المعنی نیز رد المحتار میں ہے

قولہ فی بیت ای ظاہرہ ولو کبیرا قہستانی وینبغی ان یدخل فیہ ای فی حکم المسجد الصغیر الدار والبیت رہا یہ کہ مسجد صغیر وکبیر میں کیا فرق ہے فاضل قہستانی نے لکھا کہ چھوٹی مسجد وہ کہ چالیس گز مکسر سے کم ہو فی رد المحتار مسجد صغیر ہو اقل من ستین ذراعا وقیل من اربعین وہو المختار کما اشار الیہ فی الجواہر اقول یہاں گز سے گز مساحت مراد ہونا چاہیئے لانہ الالیق بالممسوحات کما قال الامام قاضی خاں فی الماء فہہنا ہو المتعین بالاولے اور گز مساحت ہمارے اس گز سے کہ اڑتالیس انگل یعنی تین فٹ کا ہے ایک گز دو گرہ اور دو تہائی گرہ ہی کما بیناہ فی بعض فتاونا تو اُس گز سے چالیس گز مکسر ہمارے گز سے چوّن گز سات گرہ اور گرہ کا نواں حصہ ہوا کما لا یخفی علی المحاسب تو اس زعم علامہ پر ہمارے گز سے چوّن گز سات گرہ مکسر مسجد صغیر ہوئی اور ساڑھے چوّن گز مکسر مسجد کبیر یہ ہے وہ کہ اُنھوں نے لکھا اور علامہ شامی نے اُن کا اتباع کیا اقول مگر یہ شبہ ہے کہ فاضل مذکور کو عبارت جواہر سے گذرا عبارت جواہر الفتاوی دربارہ دار ہے نہ دربارہ مسجد مسجد کبیر صرف وہ ہے جس میں مثل صحرا اتصال صفوف شرط ہے جیسے مسجد خوارزم کہ سولہ ہزار ستون پر ہے باقی تمام مساجد اگرچہ دس ہزار گز مکسر ہوں مسجد صغیر ہیں اور اُن میں دیوار قبلہ تک بلاحائل مرور ناجائز کما بیناہ فی فتاونا واللہ تعالیٰ اعلم

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

محمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۲ - ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص ایک جگہ بیٹھے ہیں اور ایک شخص نے آکر کہا السلام علیکم اُس کے جواب میں اُنھوں نے جواب دیا - آداب عرض - یا تسلیمات - یا بندگی یا اُن میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ ماتھے تک اُٹھا دیا اور منھ سے کچھ جواب نہ دیا پس فرض کفایہ اشخاص مذکورہ کے ذمہ سے اس صورت میں اُٹھ گیا یا نہیں بینوا توجروا -

الجواب

نہ - اور سب گناہگار رہے جبتک اُن میں کوئی وعلیکم السلام یا وعلیک یا السلام علیکم نہ کہے کہ الفاظ مذکورہ بندگی آداب تسلیمات وغیرہا الفاظ سلام سے نہیں اور صرف ہاتھ اُٹھا دینا کوئی چیز نہیں جبتک اُس کے ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو رد المحتار میں ظہیریہ سے ہے لفظ السلام فی المواضع کلہا السلام علیکم او سلام علیکم بالتنوین وبدون ہذین کما یقول الجہال لایکون سلاما اھ **اقول** فلا یکون جوابا لان جواب السلام لیس الا بالسلام اما وحدہ او بزیادۃ الرحمۃ والبرکات لقولہ تعالٰی اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا ومعلوم ان ما اخترعوا من الالفاظ او الاجتزاء بالایماء اما ان یکون تحیۃ او لا علی الثانی عدم برارۃ الذمۃ ظاہر لان المامور بہ التحیۃ وعلی الاول لیس عین السلام وہو ظاہر ولا احسن منہ فان المخترع لایمکن ان یکون احسن من الوارد فخرج عن کلا الوجہین وبقی الواجب لکفائی علی کل عین مرقاۃ شریف میں ہے قد صح بالاحادیث المتواترۃ معنی ان السلام باللفظ سنۃ وجوابہ واجب کذلک - حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبہوا بالیہود ولا بالنصاری فان تسلیم الیہود الاشارۃ بالاصابع وتسلیم النصاری الاشارۃ بالاکف ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے غیروں کی شکل بنے - نہ یہود سے مشابہت پیدا کرو نہ نصاریٰ سے کہ یہود کا سلام اُنگلی سے اشارہ ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ رواہ الترمذی عن

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وقال اسنادہ ضعیف قال العلامۃ القاری
لعل وجہہ انہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ وقد تقدم الخلاف فیہ وان
المعتمد ان سندہ حسن لاسیما وقد اسندہ السیوطی فی الجامع الصغیر الی ابن عمرو
فارتفع النزاع وزال الاشکال اھ **اقول** رحم اللہ مولانا القاری انما احالہ الامام
السیوطی علی ت یعنی الترمذی فیغنم یرتفع النزاع ویزول الاشکال ثم لیس تضعیف الترمذی
لما ظن فان الجمہور ومنہم الترمذی علی الاحتجاج لعمرو بن شعیب وبروایتہ عن ابیہ عن جدہ
بل الوجہ انہ من روایۃ ابن لہیعۃ اذ یقول الترمذی حدثنا قتیبۃ نا ابن لہیعۃ عن عمرو بن
شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فذکرہ قال الترمذی
ہذا حدیث اسنادہ ضعیف وروی ابن المبارک ہذا الحدیث عن ابن لہیعۃ فلم یرفعہ اھ وقد
قال فی کتاب النکاح باب ماجاء فی من یتزوج المراۃ ثم یطلقہا قبل یدخل بہا الحدیث رواہ
بعین السند ہذا حدیث لایصح ابن لہیعۃ یضعف فی الحدیث اھ مختصرا وکذا ضعفہ فی
غیر ہذا المحل فالیہ یشیر ہنا نعم الاظہر عندی ان حدیث ابن لہیعۃ لاینزل عن الحسن وقد صرح
المناوی فی التیسیر ان حدیثہ حسن ہاں لفظ سلام کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی ہو تو مضائقہ
نہیں اخرج الترمذی قال حدثنا سوید نا عبداللہ بن المبارک نا عبدالحمید بہرام انہ سمع شہر بن
حوشب یقول سمعت اسماء بنت یزید تحدث ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر فی المسجد
یوما وعصبۃ من النساء قعود فالوی بیدہ بالتسلیم واشار عبدالحمید بیدہ ہذا حدیث حسن الخ قال الامام
النووی وہو محمول علی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمع بین اللفظ والاشارۃ ویدل علی ہذا ان ابا داؤد
روی ہذا الحدیث وقال فی روایتہ فسلم علینا اھ قال العلامۃ القاری بعد نقلہ قلت علی تقدیر عدم
تلفظہ علیہ الصلوۃ والسلام بالسلام لامحذور فیہ لانہ ماشرع السلام علی من مر علی جماعۃ من النسوان وانما
امر عنہ علیہ الصلوۃ والسلام مما تقدم من السلام المصرح فہو من خصوصیاتہ علیہ الصلوۃ والسلام فلہ ان یسلم وان
لایسلم وان یشیر ولایشیر علی انہ قد یراد بالاشارۃ مجرد التواضع من غیر قصد السلام الخ **اقول** ثنی

کلہ علی انہ لم یرد السلام ولا یظہر فرق بین ما ذکر اولا وما زاد فی الحلاوۃ سوی انہ ذکر فیھا
للاشارۃ محلا وہو التواضع وہذہ شاہدۃ الواقعۃ سیدتنا اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا شاہدۃ
بانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلم فان لم یحمل علی التلفظ لزم ان تکون نفس الاشارۃ تسلیما وہو
معلوم الانتفاء من الشرع فوجب الحمل علی الجمع تائل لعل لکلامہ محلا لست احصلہ واللہ سبحٰنہ
وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۸: ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ بعالیخدمت امام اہلسنت مجدد دین وملت
معروض کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا بعد
نماز مغرب کے ایک میرے دوست نے کہا چلو ایک جگہ عرس ہی میں چلا گیا وہاں جا کر کیا دیکھتا
ہوں بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی
ہیں اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج
رہی ہیں یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور
اولیاء اللہ خوش ہوتے ہونگے اور یہ حاضرین جلسہ گنہگار ہوئے یا نہیں اور ایسی قوالی جائز ہے یا
نہیں اور اگر جائز ہے تو کس طرح کی۔

الجواب

ایسی قوالی حرام ہے حاضرین سب گنہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنیوالوں اور قوالوں
پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنیوالے پر بغیر اسکے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں
کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اسکے اور قوالوں کے ذمے حاضرین کا وبال
پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ

اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جُدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا
گناہ الگ اور قوالوں کے برابر جُدا۔ اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس
کرنے والے نے بلایا اُن کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انھیں سُنایا اگر وہ
سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سُناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے اس لئے ان سب
کا گناہ اُن دونوں پر ہوا پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا وہ نہ کرتا
نہ بُلاتا تو یہ کیوں کر آتے۔ بجاتے لہذا قوالوں کا بھی گناہ اُس بلانے والے پر ہوا کما

قالوا فی سائل قوی ذی مرۃ سوی ان الآخذ والمعطی آثمان اذ انہم لو لم یعطوا لما فعلوا فکان العطاء
ہو الباعث لہم علی الاسترسال فی التکدی وذا السوال وہذا کلہ ظاہر علی من عرف القواعد الکریمۃ الشرعیۃ
وباللہ التوفیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر
مثل اجور من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورہم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام
من تبعہ لا ینقص ذلک من آثامہم شیئا جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا اتباع
کریں اُن سب کی برابر ثواب پائے اور اس سے اُن کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور جو کسی امر
ضلالت کی طرف بلائے جتنے اُس کے بلانے پر چلیں اُن سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے
اُن کے گناہوں میں کچھ تخفیف راہ نہ پائے رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں ازانجملہ اجل واعلیٰ حدیث صحیح بخاری
شریف ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیکونن فی امتی اقوام یستحلون
الحر والحریر والخمر والمعازف ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرا لیں گے
عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو حدیث صحیح جلیل متصل وقد اخرجہ ایضا
احمد وابو داود وابن ماجۃ والاسمعیلی وابو نعیم باسانید صحیحۃ لا مطعن فیہا وصححہ جماعۃ آخرون من الائمۃ
کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر فی کف الرعاع بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی
بادبدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں انھیں

اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہی ہے پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل پھر کجا محرّم کجا مبیح ہر طرح یہی واجب العمل اسی کو ترجیح مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبانِ خدا اکابر سلسلۂ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سر دھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی ومولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم وعنا بہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں مزامیر حرام ست مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا اس میں صاف ارشاد فرمادیا کہ اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبریٔ عن ہذہ التہمۃ وہو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالیٰ ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔ للہ انصاف اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آج کل مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد ظاہرۃ الفساد ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پُرنور شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر و خلیفۂ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود کہ چندیں چیز می باید تا سماع مباح شود مُسمِع و مستمع و مسموع و آلہ سماع مُسمِع یعنی گوئندہ مرد تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد و مستمع آنکہ می شنود از یاد حق خالی نباشد و مسموع آنچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد و آلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ و رباب و مثل آں می باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال ست۔ مسلمانو یہ فتوےٰ ہے سردار

سلسلۂ علیہ چشت حضرت سلطان الاولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ کیا اسکے بعد بھی مفتریوں کو
مونھ دکھانے کی گنجایش ہی نیز سیر الاولیا شریف میں ہی یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ
عرضداشت کہ دریں روزہا بعضے از درویشان آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ و رباب و مزامیر
بود رقص کردند فرمود نیکو نکردہ اند انچہ نامشروع ست ناپسندیدہ است بعد ازاں یکے گفت
چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند بالیشاں گفتند کہ شما چہ کردید دراں جمع مزامیر بود
سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید ایشاں جواب دادند کہ ماچناں مستغرق سماع بودیم کہ
ندانستیم کہ اینجا مزامیر ست یا نہ حضرت سلطان المشائخ فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست
ایں سخن در ہمہ معصیتہا بیاید۔ مسلمانوں کیسا صاف ارشاد ہی کہ مزامیر ناجائز ہی اور اس عذر کا کہ
ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں
چل سکتا ہی۔ شراب پیئے اور کہدے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب
ہی یا پانی۔ زنا کرے اور کہدے غلبۂ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جورو ہی یا بیگانی
اسی میں ہی حضرت سلطان المشائخ فرمودمن منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد
و دریں باب بسیار غلو کرد تا بحدیکہ گفت اگر امام را سہو افتد مرد بتسبیح اعلام کنند
و زن سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نشاید آواز آں شنودن پس پشت دست بر کف دست
زند و کف دست بر کف دست نزند کہ آں بلہو میماند تا ایں غایت از ملاہی و امثال
آں پرہیز آمدہ است پس در سماع طریق اولے کہ ازیں بابت نباشد یعنی در منع
دستک چندیں احتیاط آمدہ است پس در سماع مزامیر بطریق اولے منع ست اھ
باختصار مسلمانو جو ائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں
وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت۔ للہ الضاف کے ساتھ کیسا خبط بے ربط ہی۔ اللہ تعالیٰ
اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے آمین الہ الحق آمین بجاہہم
عندک آمین والحمد للہ رب العلمین کلام یہاں طویل ہے اور انصاف دوست کو اسیقدر کافی واللہ الہادی واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مسئلہ ۱۹ ۲۹- ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چومنا ناخنوں کا وقت لینے نام پاک محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جیسے کہ اذان یا خطبہ میں جس وقت نام پاک آنحضرتؐ کا آتا ہے چومتے ہیں از روئے شرع جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اذان میں نام اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سن کر ناخن چوم کر آنکھوں سے لگانے کو علمائے مستحب فرمایا ہے۔ رد المحتار میں ہے یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیک یارسول اللہ وعند الثانیۃ منہا قرت عینی بک یارسول اللہ ثم یقول اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابہامین علی العینین فانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یکون قائدا لہ الی الجنۃ کذا فی کنز العباد اھ قہستانی ونحوہ فی الفتاوی الصوفیہ یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشہد ان محمدا رسول اللہ سنے صلی اللہ علیک یارسول اللہ کہے اور جب دوبارہ سنے قَرَّتْ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللہِ یعنی میری آنکھ حضور سے ٹھنڈی ہوئی یارسول اللہ پھر کہے اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ الٰہی مجھے شنوائی و بینائی سے بہرہ مند فرما۔ اور یہ کہنا انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھنے کے بعد ہو۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی رکاب اقدس میں اسے جنت لیجائیں گے ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ (یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مانند فتاوی صوفیہ میں ہے)

فقیر نے اس مسئلے میں ایک مبسوط کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین لکھی جس نے مانعین کے تمام شبہات بحمد اللہ تعالٰی دفع کئے اور علوم حدیث کے متعلق بکثرت افادے دئے مگر خطبے میں نہ چاہیئے کہ وہاں محض خموشی کا حکم ہے کما بیناہ فی فتاوٰنا

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم - کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چراغ جلانا مزارات اولیاء کرام پر اور روشنی کرنا بزرگان دین کی قبور پر جائز ہے یا نہیں اور چادریں چڑھانا بزرگوں کی زیارتوں پر مع باجہ کے جیسا کہ آج کل فی زمانہ دستور ہے کہ ہر جمعرات کو چراغ جلاتے ہیں چادریں رنگین سبز سرخ مع باجہ کے لاتے اور چڑھاتے ہیں اور جو اشیا کہ شیرینی یا چانول وغیرہ لاتے ہیں اُنکی قبروں پر رکھکر فاتحہ دیتے ہیں پس یہ از روئے قرآن وحدیث درست ہے یا نہیں - بینوا توجروا -

الجواب

اقول وباللہ التوفیق اصل یہ ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما الاعمال بالنیات اور جو کام دینی فائدے اور دنیوی نفع جائز دونوں سے خالی ہو عبث ہے اور عبث خود مکروہ ہے اور اسمیں مال صرف کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا بلاشبہ محبوب شرع ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ - تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچائے تو پہنچائے رواہ مسلم عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور معظمات دینی کی تعظیم قطعاً مطلوب ہے قال اللہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں وقال اللہ تعالیٰ ومن یعظم حرمٰت اللہ فہو خیر لہ عند ربہ جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اُس کے لئے بہتر ہے اسکے رب کے پاس اور قبور اولیائے کرام وعباد اللہ الصلحین بلکہ عام مقابر مومنین خود مستحق ادب وتکریم ہیں لہذا اُن پر بیٹھنا ممنوع چلنا ممنوع پاؤں رکھنا ممنوع یہاں تک کہ اُن سے تکیہ لگانا ممنوع - امام احمد وحاکم وطبرانی مسند ومستدرک ومعجم کبیر میں عمارہ بن خرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن راوی، رآنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالسا علی قبر فقال یا

صاحب القبر انزل من علی القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا او قبر والے قبر پر سے اتر آ نہ تو صاحب قبر کو
ایذا دے نہ وہ تجھے۔ امام احمد کی روایت یوں ہے رآنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متکئا
علی قبر فقال لا تؤذ صاحب ہذا القبر او لا تؤذہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر پر تکیہ
لگائے دیکھا فرمایا اس قبر والے کو ایذا نہ دے یا فرمایا اسے نہ ستا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں لان امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی
علی قبر مسلم یہ کہ میں آگ یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنے پاؤں سے گانٹھوں مجھے اس سے
زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں رواہ ابن ماجہ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ بسند جید یہ پانچ اصول شرعیہ ہیں مسائل مسئولہ کی صور مختلفہ کے احکام انھیں اصول پر مبنی
ہیں قبر پر چراغ جلانے سے اگر اس کے معنے حقیقی مراد ہیں یعنی خاص قبر پر چراغ رکھنا تو مطلقاً
ممنوع ہے اور اولیائے کرام کے مزارات میں اور زیادہ ناجائز ہے کہ اس میں بے ادبی وگستاخی
اور حق میت میں تصرف و دست اندازی ہے قنیہ وغیرہا میں امام علامہ ترجمانی سے ہے یاثم بوطء القبور
لان سقف القبر حق المیت حدیث والمتخذین علیہا المساجد والسرج کی حقیقت یہی ہے
علی القبر کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ خاص قبر پر ہو و لہذا کنار قبر میں مسجد بنانا ہرگز ممنوع نہیں
بلکہ مزار بندہ صالح سے تبرک مقصود ہو تو محمود ہے مجمع بحار الانوار میں ہے من اتخذ مسجدا فی
جوار صالح او صلی فی مقبرۃ قاصدا بہ الاستظہار بروحہ او وصول اثر من آثار عبادتہ الیہ لا التوجہ
نحوہ والتعظیم لہ فلا حرج فیہ الا یری ان مرقد اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الحجر المسجد الحرام
والصلاۃ فیہ افضل یعنی جو کسی نیک بندے کے قرب مزار میں مسجد بنائے یا مقبرہ میں
اس ارادے سے نماز پڑھے کہ میت کی روح سے استمداد کرے یا اپنی عبادت کا
اثر برکات اس تک پہنچایا چاہے نہ یہ کہ نماز میں اس کی طرف مونھ کرے یا نماز سے اس
کی تعظیم کا قصد رکھے تو اس میں کچھ مضایقہ نہیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ سیدنا

اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار پاک خود مسجد الحرام شریف میں حطیم مبارک میں ہے پھر
اس میں نماز تمام مساجد سے افضل ہے۔ یہ اس تقدیر پر ہے کہ حدیث مذکور کی صحت مان
لی جائے والا ففیہ باذام ضعیف وان حسنہ الترمذی فقد عرف رحمہ اللہ تعالیٰ بالتساہل
فیہ کما بیناہ فی مدارج طبقات الحدیث اور اگر قبر سے جدا روشن کریں اور وہاں نہ کوئی مسجد ہے نہ
کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے لئے بیٹھتا ہے نہ وہ قبر سرِ راہ واقع ہے نہ کسی معظم ولی اللہ
یا عالم دین کا مزار ہے غرض کسی منفعت و مصلحت کی امید نہیں تو ایسا چراغ جلانا ممنوع ہے کہ
جب مطلقاً فائدے سے خالی ہوا اسراف ہوا اور بحکم اصل دوم ناجائز ٹھہرا خصوصاً جبکہ اس کے
ساتھ یہ جاہلانہ زعم ہو کہ میت کو اس چراغ سے روشنی پہنچیگی ورنہ اندھیرے میں رہیگا
کہ اب اسراف کے ساتھ اعتقاد بھی فاسد ہوا والعیاذ باللہ تعالیٰ اور اگر وہاں مسجد ہے یا تالیان
قرآن یا ذاکرانِ رحمٰن کے لئے روشن کریں یا قبر سر راہ ہو اور نیت یہ کی جائے کہ گزرنے والے
دیکھیں اور سلام و ایصال ثواب سے خود بھی نفع پائیں اور میت کو بھی فائدہ پہنچائیں یا وہ مزار ولی یا
عالم دین کا ہے روشنی سے نگاہ عوام میں اُس کا ادب و اجلال پیدا کرنا مقصود ہے تو ہرگز
ممنوع نہیں بلکہ بحکم چار اصول باقیہ مذکورہ مستحب و مندوب ہے بشرطیکہ حد اسراف پر نہ ہو
مجمع البحار میں ہے ان کان ثم مسجد او غیرہ ینتفع فیہ لتلاوۃ والذکر فلا باس بالسراج فیہ امام علامہ
عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں ہذا کلہ اذا
خلا من فائدۃ واما اذا کان موضع القبور مسجدا او علی طریق او کان ہناک احد جالس او کان قبر ولی
من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیما لروحہ المشرقۃ علی تراب جسدہ کاشراق الشمس علی الارض اعلاما
للناس انہ ولی لیتبرکوا بہ ویدعوا اللہ تعالیٰ عندہ فیستجاب لہم فہو امر جائز لا منع منہ والاعمال بالنیات
یعنی قبور میں شمعیں روشن کرنے کی ممانعت صرف اس حالت میں ہے کہ نفع سے بالکل
خالی ہو ورنہ اگر موضع قبور میں مسجد ہو یا قبر راہگذر پر ہے یا وہاں کوئی بیٹھا ہے یا کسی ولی یا
عالم محقق کا مزار ہے اس کی روح مبارک کہ اس کی خاک بدن پر اس طرح اپنا پرتو ڈال رہی ہے

جیسے آفتاب زمین پر اُس کی تعظیم کے لئے شمعیں روشن کیں تاکہ لوگ جانیں کہ یہ ولی اللہ کا مزار ہے اُس سے برکت حاصل کریں اور اُس کے پاس اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ اُن کی دعا قبول ہو تو یہ جائز بات ہے جس سے اصلاً ممانعت نہیں اور کام نیتوں پر ہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ طوالع النور فی حکم السراج علی القبور میں اس مسئلہ کو روشن تر لکھا وباللہ التوفیق انھیں اصول سے مزارات اولیائے کرام پر چادر ڈالنے کا بھی جواز ثابت۔ عوام میں قبور عامہ مسلمین کی حرمت باقی نہ رہی آنکھوں دیکھا ہے کہ بے تکلف ناپاک جوتے پہنے قبور مسلمین پر دوڑتے پھرتے ہیں اور دلمیں خیال بھی نہیں آتا کہ یہ کسی عزیز کی خاک عزیز زیر پا ہے یا کبھی ہمیں بھی یوہیں خاک میں سونا ہے اور بارہا دیکھا کہ جہال قبروں پر بیٹھکر جوا کھیلتے فحش بکتے قہقہے لگاتے ہیں اور بعض کی یہ جرارت کہ معاذ اللہ مسلمان کی قبر پر پیشاب کرنے میں باک نہیں رکھتے فانا للہ وانا الیہ راجعون لہٰذا دردمندان دین نے اودھر مزارات اولیائے کرام کو ان جراٰتوں سے محفوظ رکھنے اُدھر جاہلوں کو اُن کے ساتھ گستاخی کی آفت عظیم سے بچانے کے لئے مصلحتُ حاجت شرعیہ سمجھی کہ مزارات طیبہ عام قبور سے ممتاز رہیں تاکہ عوام کی نظر میں ہیبت وعظمت پیدا ہو اور بیباکانہ برتاؤ کر کے ہلاک میں پڑنے سے باز رہیں اس سے کم حاجت کے باعث علماء نے مصحف شریف کو سونے وغیرہ سے مزین کرنا مستحسن سمجھا ہے کہ ظاہر میں اسی ظاہری زینت سے جھکتے ہیں اور غور کیجئے تو پوشش کعبہ معظمہ میں بھی بایک بڑی حکمت یہی ہے تو یہاں کہ نہ فقط قلت تعظیم بلکہ معاذ اللہ اُن شدید بے حرمتوں کا اندیشہ تھا چادر ڈالنے روشنی کرنے امتیاز دینے قلوب عوام میں وقعت لانے کی سخت حاجت ہوئی اب اس سے منع کرنے والے یا تو سخت کج فہم وجاہل اور حالت زمانہ سے نرے غافل ہیں یا وہی بے ادب محروم جن کے قلوب میں عظمت اولیاء سے خارج ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالۂ مذکورہ میں ان مسائل کو آیہ کریمہ ذالک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین سے استنباط کیا ہے وللہ الحمد سیدی علامہ محمد ابن عابدین شامی تنقیح الفتاوے الحامدیہ میں کشف النور

عن اصحاب القبور تصنیف امام علامہ سیدی نابلسی قدس سرہ ونفعنا اللہ ببرکاتہ سے نقل فرماتے ہیں لکن نحن الان نقول ان کان القصد بذلک التعظیم فی اعین العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب ہذا القبر الذی وضعت علیہ الثیاب والعمائم ولجلب الخشوع والادب لقلوب الغافلین الزائرین لان قلوبہم نافرۃ عند الحضور فی التأدب بین یدی اولیاء اللہ تعالٰی المدفونین فی تلک القبور کما ذکرنا من حضور روحانیتہم المبارکۃ عند قبورہم فہو امر جائز لا ینبغی النہی عنہ لان الاعمال بالنیات ولکل امرئ مانوی یعنی لیکن ہم اسوقت میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس سے مقصود عوام کی نگاہ میں مزارات اولیا کی تعظیم پیدا کرنی ہو تاکہ جس مزار پر کپڑے اور عمامے رکھے دیکھیں مزار ولی جانکر اُس کی تحقیر سے باز رہیں اور تاکہ زیارت کرنے والے غافلوں کے دلوں میں خشوع و ادب آئے کہ مزارات اولیا کے حضور حاضری میں اُن کے دل ادب کے لئے رام نہیں ہوتے اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیائے کرام کی روحیں حاضر ہوتی ہیں تو اس نیت سے چادر ڈالنا امر جائز ہے جس سے ممانعت نہ چاہیے اس لئے کہ اعمال نیتوں پر ہیں اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اُس کی نیت ہے۔ چادروں کے سبز و سرخ ہونے میں بھی حرج نہیں بلکہ ریشمین ہونا بھی روا کہ وہ پہننا نہیں البتہ باجے ناجائز ہیں اور جب چادر موجود ہو اور وہ ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑہانا فضول ہے بلکہ جو دام اُسمیں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لئے محتاج کو دیں ہاں جہاں معمول ہو کہ چڑھائی ہوئی چادر جب حاجت سے زاید ہو خدام مساکین حاجتمند لے لیتے ہیں اور اس نیت سے ڈالے تو مضائقہ نہیں کہ یہ بھی تصدق ہو گیا۔ فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا تو ویسا ہی منع ہے جیسا چراغ قبر پر رکھکر جلانا اور اگر قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مسئلہ [۲۱] ۶ جمادی الاولی ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض شخص اس طرح نام رکھتے ہیں تاج الدین۔ محی الدین۔ نظام الدین۔ علی جان۔ نبی جان۔ محمد جان۔ محمد نبی۔ احمد نبی۔ محمد یٰسین۔ محمد طٰہٰ۔ غفور الدین۔ غلام علی۔ غلام حسین۔ غلام غوث۔ غلام جیلانی۔ ہدایت علی۔ پس اس طرح کے نام رکھنا جائز ہیں یا نہیں مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوے میں ہدایت علی نام رکھنا ناجائز بتایا ہے اس میں حق کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی النحلیۃ الاسماء لحکم بعض الاسماء ۱۳۰۶ھ

الجواب

محمد نبی احمد نبی نبی احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بیشمار درودیں یہ الفاظ کریمہ حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں افضل صلوات اللہ واجل تسلیمات اللہ علیہ وعلٰی آلہ دوسرے کے یہ نام رکھنا حرام ہے کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا مگر صورت ادعا ضرور ہے اور وہ بھی یقیناً حرام ومحظور ہے اور یہ زعم کہ اعلام معنی اول ملحوظ نہیں ہوتے نہ شرعاً مسلم نہ عرفاً مقبول۔ معنی اول مراد نہ ہونے میں شک نہیں مگر نظر سے محض ساقط ہونا بھی غلط ہے احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بکثرت اسما جن کے معنے اصلی کے لحاظ سے کوئی برائی تھی تبدیل فرمادی جامع ترمذی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ برے نام کو بدل دیتے سنن ابی داود میں ہے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عاصی وعزیز وعتلہ وشیطان وحکم وغراب وحباب وشہاب نام تبدیل فرمادیئے قال ترکت اسانیدہا للاختصار اصرم کا نام بدل کر زرعہ رکھا۔ رواہ عن اسامۃ بن اخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا رواہ مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما برہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا لاتزکوا انفسکم اللہ اعلم باہل البر منکم اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ بتاؤ خدا خوب جانتا ہے کہ تم میں

نکوکار کون ہے (برہ کے معنے تھے زن نیکوکار اسے خودستائی بتا کر تبدیل فرمایا)
رواہ مسلم عن زینب بنت ابی سلمۃ رضی اللہ تعالے عنہما اور ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم انکم تدعون یوم القیمۃ باسمائکم واسماء آبائکم فاحسنوا اسمائکم بیشک تم روز قیامت
اپنے اور اپنے والدوں کے نام سے پکارے جاؤ گے تو اپنے نام اچھے رکھو رواہ احمد وابوداؤد عن
ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند جید اگر اصلی معنی بالکل ساقط النظر ہیں تو فلاں نام اچھا فلاں
بُرا ہونے کے کیا معنے اور تبدیل کی کیا وجہ اور خودستائی کماں نسے پر دلالت کرنے میں
سب یکساں۔ معہذا انھیں لوگوں سے پوچھ دیکھئے کیا اپنی اولاد کا نام شیطان ملعون
رافضی خبیث خوک وغیرہ رکھنا گوارا کریں گے ہرگز نہیں تو قطعاً معنی اصلی کی طرف لحاظ
باقی ہے پھر کس منہ سے اپنے آپ اور اپنی اولاد کو نبی کہتے کہلواتے ہیں کیا کوئی مسلمان
اپنا یا اپنے بیٹے کا رسول اللہ خاتم النبیین یا سید المرسلین نام رکھنا روا رکھیگا حاشا
وکلا پھر محمد نبی احمد نبی نبی احمد کیونکر روا ہو گیا یہاں تک کہ بعض خدا ناترس کا نام نبی اللہ
سنا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا رسالت وختم نبوت کا ادعا حرام ہے۔ اور
نری نبوت کا حلال۔ مسلمانوں پر لازم کہ ایسے ناموں کو تبدیل کردیں ۵

ہیچ پسند و خرد جان فسرد نہ تاج شہے بر سرِ کفش دوز

عجب نہیں کہ ایسی علیل تاویل ذلیل تخییل والے شدہ شدہ اللہ یا الٰہ العلمین نام رکھنے
لگیں کہ آخر علم میں اصلی معنی تو ملحوظ نہیں والعیاذ باللہ رب العلمین۔ یونہی نبی جان نام رکھنا نامناسب
ہی اگر جان ایک کلمہ جدا گانہ بنظر محبت زیادہ کیا ہوا جانیں جیسا کہ غالب یہی ہے جب تو ظاہر کہ
ظاہر ادعائے نبوت ہوا اور اگر ترکیب مقلوب سمجھیں یعنی جانِ نبی تو یہ تزکیہ وخودستائی
میں برہ سے ہزار درجہ زائد ہوا نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے اسے پسند نہ فرمایا یہ کیونکر
پسند ہو سکتا ہے یہاں تبدیل میں کچھ بہت حرج بھی نہیں ایک (ی) بڑھانے میں گناہ
سے بچ جائیگا اور اچھا خاصہ جائز نام پائیگا محمد نبیہ احمد نبیہ نبیہ احمد نبیہ جان

کہا اور لکھا کیجئے بنیہ بمعنی بیدار و ہوشیار ہے یونہیں لیٰسٓ و طٰہٰ نام رکھنا منع ہے کہ وہ اسمائے الٰہیہ واسمائے مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے ایسے نام ہیں جن کے معنے معلوم نہیں کیا عجب کہ اُن کے وہ معنی ہوں جو غیر خدا و رسول میں صادق نہ آسکیں تو اُن سے احتراز لازم جس طرح نامعلوم المعنی رقیہ منتر جائز نہیں ہوتا کہ مبادا کسی شرک وضلال پر مشتمل ہو امام ابو بکر ابن العربی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں روی اشہب عن مالک لا تسمی احد بلیٰسٓ لانہ اسم اللہ تعالیٰ وھو کلام بدیع و ذلک ان العبد یجوز لہ ان یسمی باسم الرب اذا کان فیہ معنی منہ کعالم وقادر وانما منع مالک من التسمیۃ بھذا الاسم لانہ من الاسماء التی لا یدری ما معناہا فربما کان ذلک معنی ینفرد بہ الرب تعالیٰ فلا ینبغی ان یقدم علیہ من لا یعرف لما فیہ من الخطر فاقتضی النظر المنع منہ علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی مصری نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں وھو کلام نفیس فقیر نے اُس کے حاشیہ پر لکھا قد کان ظہر لی المنع عنہ لعین ہذا المعنی لکن نظرا الی انہ اسم النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ولا ندری معناہ فلعل لہ معنے لا یصح فی غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ ولعل ہذا اولی مما تقدم لان کونہ اسم النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اظہر واشہر فلا یکون لہ معنے ینفرد بہ الرب عزوجل واللہ تعالےٰ اعلم بعینہ یہی حال اسم طٰہٰ کا ہے والبیان البیان والدلیل الدلیل لفظ پاک محمد اُن میں شامل کر دینا ممانعت کی تلافی نہ کریگا کہ لیٰسٓ و طٰہٰ اب بھی نامعلوم المعنی ہی رہے اگر وہ معنی مخصوص بذات اقدس ہوئے تو محمد ملانا ایسا ہوگا کہ کسی کا نام رسول اللہ نہ رکھا محمد رسول اللہ رکھا یہ کب حلال ہو سکتا ہے وہذا کلہ ظاہر جدا یونہیں عفور الدین بھی سخت قبیح و شنیع ہے عفو رہ کے معنے مٹانے والا چھپانے والا اللہ عزوجل عفور ذنوب ہے یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب مٹاتا عیوب چھپاتا ہے تو عفور الدین کے معنے ہوئے دین کا مٹانے والا یہ ایسا ہوا جیسے شیطان نام رکھنا جسے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے تبدیل فرما دیا یا دین پوش تقیہ کوش

یہ ایسا ہوا جیسے رافضی نام رکھنا بہر حال شدید شناعت پر مشتمل ہے اس سے تو عاصیہ نام
بہت ہلکا تھا جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تغیر فرمایا کہ معاصی کا عرفاً اطلاق
اعمال تک ہے اور دین پوشی کی بلا ملت وعقائد پر والعیاذ باللہ رب العٰلمین حدیث میں ہے
البلاء موکل بالمنطق بعض برے ناموں کی تبدیل کا یہی منشا تھا کما ارشد الیہ غیر ما حدیث
مولانا علی قاری مرقاۃ میں نقل فرماتے ہیں ان الاسماء تنزل من السماء نام آسمان سے
اترتے ہیں یعنی غالباً اسم ومسمے میں کوئی مناسبت غیبیہ ملحوظ ہوتی ہے اہل تجربہ نے
کہا ہے ع مزن فال بدکاورد حال بد۔ اللھم احفظنا وارحمنا فقیر نے بچشم خود ایسے قبیح
ناموں کا سخت برا اثر پڑتے دیکھا ہے بھلے چنگے سُنّی صورت کو آخر عمر میں دین پوش
ناحق کوش ہوتے پایا ہے فنسال اللہ العفو والعافیۃ اللھم یاقدیر یارحمن یارحیم یاعزیز یاغفور
صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وثبتنا علی دینک الحق الذی ارتضیت
لانبیائک ورسلک وملائکتک حتی نلقاک بہ وعافنا من البلاء والبلوی والفتن ماظھر
منھا وما بطن وصل وسلم وبارک علی سیدنا محمد وآلہ اجمعین وارحم عجزنا وفاقتنا بھم یا ارحم
الراحمین آمین والصلوٰۃ والسلام علی الشفیع الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین آمین
اور ایک سخت آفت یہ ہوتی ہے کہ ایسے قبیح نام والے اپنے نام کے ساتھ حسب رواج
نام پاک محمد ملا کر لکھتے کہتے اور اوسی کی اور وں سے طمع رکھتے ہیں اگر کوئی غالی
اُن کا نام بے نام اقدس لکھے تو گویا اپنی حقارت جانتے اور آدھا نام لینا سمجھتے ہیں
حالانکہ ایسے برے معنے کے ساتھ اس نام پاک کا ملانا خود اس نام کریم کے ساتھ گستاخی ہے
یہ نکتہ ہمیشہ یاد رہے کہ ان امور کی طرف اُسی کو التفات و تنبہ عطا فرماتے ہیں جسے
ایمان وادب سے حصہ وافیہ بخشتے ہیں وللہ الحمد اسی بنا پر فقیر کبھی جائز نہیں رکھتا کہ
کلب علی کلب حسن کلب حسین غلام علی غلام حسن غلام جیلانی وامثال ذلک اسما کے ساتھ
نام پاک ملا کر کہا جائے اللھم ارزقنا حسن الادب وجنبنا من موجبات الغضب آمین نظام الدین

محی الدین تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمے کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے جیسے شمس الدین بدر الدین نور الدین فخر الدین شمس الاسلام محی الاسلام بدر الاسلام وغیر ذالک سب کو علمائے کرام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ و ممنوع لکھا اکابر دین قدست اسرارہم کہ امثال اسامی سے مشہور ہیں یہ اُن کے نام نہیں القاب ہیں کہ اُن مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیفاً انھیں ان لقبوں سے یاد کیا جیسے شمس الائمہ حسلوائی فخر الاسلام بزدوی تاج الشریعہ صدر الشریعہ یوہیں محی الحق والدین حضور پر نور سیدنا غوث اعظم معین الحق والدین حضرت خواجہ غریب نواز وارث النبی سلطان الهند حسن سنجری شہاب الحق والدین عمر سہروردی بہار الحق والدین نقشبند قطب الحق والدین بختیار کاکی شیخ الاسلام فرید الحق والدین مسعود نظام الحق والدین سلطان الاولیا محبوب الٰہی محمد نصیر الحق والدین چراغ دہلوی محمود وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و نفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب پاک محی الدین خود روحانیت اسلام نے رکھا جس کی روایت معروف و مشہور اور بہجۃ الاسرار شریف وغیرہ کتب ائمہ و علما میں مذکور۔ حق سبحٰنہ و تعالیٰ فرماتا ہے لا تزکوا انفسکم فصول علامی میں ہے لا تسمیہ بما فیہ تزکیۃ رد المحتار میں ہے

یؤخذ من قولہ ولا بما فیہ تزکیۃ المنع عن نحو محی الدین وشمس الدین مع ما فیہ من الکذب والف بعض المالکیۃ فی المنع منہ مؤلفا وصرح بہ القرطبی فی شرح الاسماء الحسنی وانشد بعضہم فقال اری الدین یستحیی من اللہ ان یُرے + وہذا لہ فخر وذاک نصیر + فقد کثرت فی الدین القاب عصبۃ ہم مانی مراعی المنکرات حمیر + وانے اجل الدین عن عزہم + واعلم ان الذنب فیہ کبیر + ونقل عن الامام النووی انہ کان یکرہ من لقبہ بمحی الدین ویقول لا اجعل من دعانی بہ فی حل ومال الی ذلک العارف باللہ تعالیٰ الشیخ سنان فی کتابہ تبیین المحارم واقام الطامۃ الکبری علی المتین بمثل ذلک وانہ من التزکیۃ المنہی عنہا فی القرآن ومن الکذب قال ونظیرہ مایقال للمدرسین بالترکی افندی وسلطانم ونحوہ ثم قال فان قیل ہذہ

مجازات صاحب کالا علام فخرجت عن التزکیۃ فالجواب ان ہذا یردہ مالیشاہد من انہ اذا الودی باسمہ العلم و جد علی من ناداہ بہ فعلم ان التزکیۃ باقیۃ الخ ستر۱۷ نام کہ سائل نے پوچھے ان میں سے یہی وہی ناجائز و ممنوع ہیں باقی ساٹھ میں حرج نہیں علی جان محمد جان کا جواز تو ظاہر کہ اصل نام علی و محمد ہی اور جان بنظر محبت زیادہ اور حدیث سے ثابت کہ محبوبان خدا انبیاء و اولیا علیہم الصلوۃ والثنا کے اسمائے طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے جبکہ اُن کے مخصوصات سے نہ ہو حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں تسموا باسماء الانبیاء انبیاء کے ناموں پر نام رکھو۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد و ابوداود و النسائی عن ابی وہب الجشمی ولہ تتمۃ و البخاری فی التاریخ بلفظ سموا عن عبداللہ بن جراد رضی اللہ تعالی عنہ ولہ تتمۃ اخری۔ اور محمد و احمد ناموں کے فضائل میں تو احادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں **حدیث (۱)** صحیحین و مسند احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت انس (۲) صحیحین و ابن ماجہ میں حضرت جابر (۳) معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی میرے نام پاک پر نام رکھو **حدیث ۴** ابن عساکر و حافظ حسین بن احمد بن عبداللہ بن بکیر حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من ولد لہ مولود فسماہ محمدا حبالی و تبرکا باسمی کان ہو و مولودہ فی الجنۃ جس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لئے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔ امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں ہذا امثل حدیث ورد فی ہذا الباب و اسنادہ حسن جس قدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ سب میں بہتر ہے اور اس کی سند حسن ہے ونازعہ تلمیذہ الشامی بما ردہ العلامۃ الزرقانی فراجعہ **حدیث ۵** حافظ ابو طاہر سلفی و حافظ ابن بکیر حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ

سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کیے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لیجاؤ عرض کرینگے الٰہی ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہ کیا رب عزوجل فرمائیگا ادخلا الجنۃ فانی آلیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمہ احمد ولا محمد جنت میں جاؤ کہ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائیگا یعنی جبکہ مومن ہو اور مومن عرف قرآن حدیث و صحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو کما نص علیہ الائمۃ فی التوضیح وغیرہ ورنہ بدمذہبوں کے لئے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں اُن کا کوئی عمل قبول نہیں بدمذہب اگر حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر و طالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اُس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اُسے جہنم میں ڈالے یہ حدیثیں دار قطنی و ابن ماجہ و بیہقی و ابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابو امامہ و حذیفہ و انس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیں اور فقیر نے اپنے فتاوے میں متعدد جگہ لکھیں تو محمد بن عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لئے ان حدیثوں میں اصلا بشارت نہیں نہ کہ سید احمد خاں کی طرح کفار جس کا مسلک کفر قطعی کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقیناً حرام ہے **حدیث ۶** - ابونعیم حلیۃ الاولیا میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں قال اللہ تعالٰی وعزتی وجلالی لا اعذبت احد اتسمی باسمک فی النار رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اُسے دوزخ کا عذاب نہ دونگا **حدیث ۷**۔ حافظ ابن بکیر امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں (۸) دیلمی مسند الفردوس میں موقوفاً راوی کہ مولی علی فرماتے ہیں (۹) ابن عدی کامل اور ابو سعد نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں

ما اطعم طعام علی مائدۃ ولا جلس علیہا وفیہا اسمی الا وقدسوا کل یوم مرتین جس دسترخوان پر لوگ بیٹھکر کھانا کھائیں اور اُن میں کوئی محمد نام کا ہو وہ لوگ ہر روز دو بار مقدس کیے جائیں حاصل یہ کہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو ون میں دو بار اُس مکان میں رحمت الٰہی کا نزول ہو ولہذا حدیث امیر المومنین کے لفظ یہ ہیں مامن مائدۃ وضعت فحضر علیہا من اسمہ احمد او محمد الا قدس اللہ ذٰلک المنزل کل یوم مرتین حدیث ۱۰- ابن سعد طبقات میں عثمٰن عُمری سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ماضر احدکم لو کان فی بیتہ محمد ومحمدان وثلثۃ تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اُسکے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔ ولہذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقے میں صرف محمد نام رکھا پھر نام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز کے لئے عرف جدا مقرر کئے بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کے یہاں پانچ محمد اب موجود ہیں سلمہم اللہ تعالیٰ وعافاہم والی مدارج الکمال رقاہم اور پانچ سے زائد اپنی راہ گئے جعلہم اللہ لنا اجرا و ذخرا و فرطا برحمتہ وبعزۃ اسم محمد عندہ آمین حدیث ۱۱- طبرانی وابن الجوزی امیر المومنین مرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما اجتمع قوم قط فی مشورۃ وفیہم رجل اسمہ محمد لم یدخلوہ فی مشورتہم الا لم یبارک لہم فیہ جب کوئی قوم کسی مشورے کے لئے جمع ہو اور اُن میں کوئی شخص محمد نام ہو اور اُسے اپنے مشورے میں شریک نہ کریں۔ اُن کے لئے اُس مشورے میں برکت نہ رکھی جائے حدیث ۱۲- طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من ولد لہ ثلثۃ اولاد فلم یسم احدا منہم محمدا فقد جہل جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ اُن میں کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے حدیث ۱۳- حاکم و خطیب تاریخ اور دیلمی مسند میں امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا سمیتم الولد محمدا فاکرموہ واوسعوا لہ

فی المجلس ولاتقبحوا لہ وجہا جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اُس کی عزت کرو اور مجلس میں اُس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اُسے بُرائی کی طرف نسبت نہ کرو یا اُس پر بُرائی کی دعا نہ کرو۔

حدیث ۱۴ - بزار مسند میں حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا سمیتم محمدا فلاتضربوہ ولاتحرموہ جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اُسے نہ مارو نہ محروم کرو **حدیث ۱۵** - فتاوے امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابوشعیب حرانی نے امام عطا (تابعی جلیل الشان اُستاد امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کی من اراد ان یکون حمل زوجتہ ذکرا فلیضع یدہ علی بطنہا ولیقل ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا فانہ یکون ذکرا جو چاہے کہ اُس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اُسے چاہیے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھکر کہے اِنْ کَانَ ذَکَرًا فَقَدْ سَمَّیْتُہٗ مُحَمَّدًا اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا انشاء اللہ العزیز لڑکا ہی ہوگا سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں ماکان فی اہل بیت اسم محمد الاکثرت برکتہ جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اُس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے ذکرہ المناوی فی شرح التیسیر تحت الحدیث العاشر والزرقانی فی شرح المواہب بہتر یہی ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے اُس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انھیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں **غلام علی۔ علی حسین۔ غلام غوث۔ غلام جیلانی** اور اُن کے امثال تمام نام جن میں اسمائے محبوبان خدا کی طرف اضافت لفظ غلام ہوں سب کا جواز بھی قطعاً بدیہی۔ فقیر غفر اللہ تعالےٰ نے اپنے فتاوے میں ان ناموں پر ایک فتوےٰ قدرے مفصل لکھا اور قرآن وحدیث اور خود پیشوایان وہابیہ کے اقوال سے ان کا جواز ثابت کیا اللہ عزوجل فرماتا ہے وَیَطُوْفُ عَلَیْہِمْ غِلْمَانٌ لَّہُمْ کَاَنَّہُمْ لُؤْلُؤٌ مَّکْنُوْنٌ اُن پر اُن کے غلام گشت کرتے ہونگے گویا وہ موتی ہیں محفوظ رکھے ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لایقولن احدکم عبدی کلکم عبید اللہ ولکن لیقل غلامی ہذا مختصر

ہرگز تم میں کوئی اپنے مملوک کو یوں نہ کہے کہ میرا بندہ تم سب خدا کے بندے ہو ہاں یوں
کہے کہ میرا غلام رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہابیہ کے شرک ہمیشہ ایسے
ہی ہوتے ہیں کہ خود قرآن وحدیث میں بھرے ہوتے ہیں خدا ورسول تک اُن شرک دوستوں
کے حکم شرک سے محفوظ نہیں والعیاذ باللہ رب العالمین مزہ یہ ہے کہ لفظ غلام کی اسمائے
الٰہیہ جل وعلا کی طرف اضافت خود ممنوع ہے اللہ کا غلام نہ کہا جائے گا کہ غلام
کے معنے حقیقی پسر ہیں ولہذا عبید کو شفقۃً عربی میں غلام اُردو میں چھوکرا کہتے ہیں
سیدی علامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث
مذکور فرماتے ہیں (ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی) مراعاۃ لجانب الادب فی حق اللہ
تعالیٰ لانہ یقال عبد اللہ وامۃ اللہ ولا یقال غلام اللہ وجاریۃ اللہ ولا فتی اللہ ولا فتاۃ اللہ
اھ باختصار سبحٰن اللہ یہ عجب شرک ہے جو خود حضرت عزت کے لئے روا نہیں بلکہ اُس کے غیر ہی
کے لئے خاص ہے۔ مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے دین فاسد میں محبوبان خدا کا نام ذرا اعزاز وتکریم کی
نگاہ سے آیا اور شرک نے مونھ پھیلایا پھر چاہے وہ بات خدا کے لئے خاص ہونا درکنار
خدا کے لئے جائز بلکہ متصور ہی نہ ہو آخر نہ دیکھا کہ ان کے پیشوا نے تقویۃ الایمان
میں قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا مورچھل جھلنا شرک بتا دیا اور اُسے صاف صاف اُن باتوں
میں جو خدا نے اپنی تعظیم کے لئے خاص کی ہیں گنا دیا یعنی اُس کے معبود نے کہہ دیا ہے کہ میری
ہی قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا میری ہی تربت کو مورچھل جھلنا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم آخر
نہ سُنا کہ ان کے طائفہ غیر مقلدان کے اب نئے پیشوا صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی آنجہانی
اپنے رسالہ کلمۃ الحق میں لکھ گئے ع چو غلام آفتابم ہمہ از آفتاب گویم - خدا کی شان غلام محمد
غلام علی غلام حسن غلام غوث تو معاذ اللہ شرک وحرام اور غلام آفتاب ہونا یوں جائز و
بے ملام حالانکہ ترجمہ کیجئے تو جیسا فارسی میں غلام آفتاب ویسا ہی عربی میں مشرکین عرب
کا نام عبد شمس ہندی میں کفار ہنود کا نام سورج داس زبانیں مختلف ہیں اور حاصل

ایک ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہدایت علی کا جواز بھی ایسا ہی ظاہر و باہر جسمیں اصلاً عدم جواز کی بو نہیں۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ محبوبان خدا کے نام سے جلتے ہیں آج تک اُن کے کبرا نے بھی اسمیں کلام نہ کیا البتہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے مجموعہ فتاوے جلد اول طبع اول ۱۳۱۳ھ میں اس نام پر اعتراض دیکھا گیا اول کلام میں تو صرف خلاف اولےٰ ٹھہرایا تھا آخر میں ناجائز و گناہ قرار دیدیا حالانکہ یہ محض غلط ہے اُس کا خلاصہ عبارت یہ ہے استفتا کسے نام خود ہدایت علی میداشت بایہام اسمائے شرکیہ تبدیل نمودہ ہدایت العلی نہاد شخصے براں معترض شد کہ لفظ ہدایت مشترک ست بین معنیین ارارۃ الطریق والایصال الی المطلوب وہکذا لفظ علی بغیر الف و لام مشترک ست بین اسمائے الٰہیہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ مجیب گفت دریں صورت تائید من ست چہ ہرگاہ لفظ ہدایت و علی مشترک شد بین معنیین پس چہار احتمال میشود یکے ازاں از ہدایت معنی اول و از علی اللہ جلشانہ دوم از ہدایت معنی ثانی و از علی جل جلالہٗ سوم از ہدایت معنی اول و از علی حضرت علی کرم اللہ وجہہ چہارم از ہدایت معنی ثانی و از علی حضرت علی پس سہ احتمال اول خالی از ممانعت شرعیہ ہستند البتہ رابع خالی از ممنوعیت نیست چہ در جملہ اسمائے شرکیہ مفہوم میشود پس ہر اسم کہ دائر شود بین اسمائے شرکیہ و عدمہ احتراز ازاں لابدی ست بلکہ واجب واگر کسے بر اسم متنازع فیہ قیاس نمودہ بر عبداللہ شرک ثابت کند یا یا علی گفتن ممانعت نماید آیا قیاس او صحیح ست یا نہ بینوا توجروا هو المصوب لفظ علی کہ از اسمائے الٰہیہ ست الف لام براں زائد میشود برائے تعظیم چنانکہ در الفضل والنعمان وغیرہ بر لفظ علی کہ از اسمائے مرتضےٰ ست لام داخل نمیشود بنا و علیہ ہدایت العلی اولیٰ ست از ہدایت علی چہ در اولےٰ اشتباہ اضافت ہدایت بسوئے علی مرتضیٰ نیست و در صورت ثانیہ بسبب اشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال و اشتراک لفظ علی اشتباہ امر ممنوع موجود و در اسامی ازینچنوا اسم کہ ایہام مضمون غیر مشروع سازد احتراز لازم بہمیں سبب علماء از تسمیہ بعبد النبی وغیرہ منع ساختہ اند و امور بعبداللہ وغیرہ پس ایہام

امر غیر مشروع نیست وہمچنیں دریا علی ہرگاہ مقصود ندائے پروردگار باشد نزاعی نیست حررہ
ابوالحسنات عبدالحی **اقول** یہ جواب سخت عجب عجاب ہے، یتساوک ہزلا بل لیادی ہزلا اولا
اس تمام کلام مختل النظام کا معنی ہی سرے سے پادر ہوا ہے ممنوع ایہام ہے نہ مجرد احتمال و توضیعفا
بعید اایہام و احتمال میں زمین آسمان کا فرق ہے ایہام میں تبادر درکار ہے ذہن اُس معنی ممنوع
کی طرف سبقت کرے نہ یہ کہ شقوق محتملہ عقلیہ میں کوئی شق معنی ممنوع کی بھی نکل سکے
تلخیص میں ہے الایہام ان یطلق لفظ لہ معنیان قریب و بعید ویراد بہ البعید علامہ
سید شریف قدس سرہ الشریف کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں الایہام ویقال لہ التخییل
ایضا وہو ان یذکر لفظ لہ معنیان قریب وغریب فاذا سمعہ الانسان سبق الی فہمہ القریب و
مراد المتکلم الغریب واکثر المتشابہات من ہذا الجنس ومنہ قولہ تعالی والسموات مطویت
بیمینہ مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع وطعن سے خالی رہے گا زید
آگیا اٹھا بیٹھا عمرو نے لکھا یا پیا کہا سنا مجیب صاحب نے سوال دیکھا جواب لکھا وغیرہ وغیرہ
سب افعال اختیاریہ کی اسناد دو معنی کو محتمل ایک یہ کہ زید و عمرو و مجیب نے اپنی قدرت
ذاتیہ مستقلہ تامہ سے یہ افعال کئے دوسرے قدرت عطائیہ ناقصہ قاصرہ سے اول
قطعا شرک ہے لہذا ان اطلاقات سے احتراز لازم ہو جائیگا! اور یہ بداہۃً قطعاً اجماعاً باطل
ہے فاضل مجیب نے بھی عمر بھر اپنے محاورات روزانہ میں ایسے ایہامات شرک برتے اور اُن
کی تصانیف میں ہزار در ہزار ایسے شرک بالایہام بھرے ہونگے ۔ جانے دیجئے نماز میں
وتعالی جدك تو شاید آپ بھی پڑھتے ہوں جس کے دوسرے مشہور معروف بلکہ مشہور تر معنی
یہاں کیسے صریح، شدید کفر ہیں عجب کہ اتنے بڑے کفر کا ایہام جان کر اسے حرام نہ مانا تو
بات وہی ہے کہ ایہام میں تبادر وسبقت واقربیت درکار ہے اور وہی ممنوع ہے نہ مجرد
احتمال ۔ یہ فائدہ واجب الحفظ ہے کہ آج کل بہت جہلا ایہام و احتمال میں فرق نہ کر کے
دھوکے میں پڑتے ہیں **ثانیا** ایسی ہی نکتہ تراشیاں ہیں تو صرف ہدایت علی پر کیوں

الزام رکھئے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے نام پاک علی کو اوس سے سخت تر تشنیع کہئے
وہاں تو چار احتمالوں سے ایک میں آپکو شرک نظر آیا تھا یہاں برابر کا معاملہ نصفا نصف
کا حصہ ہی علی کے دو معنے ہیں علو والی کہ بالذات للذات متعالی عن الاضافات ہو دوسرا
اضافی کہ خلق پر کے لئے ہی اول کا اثبات قطعاً شرک تو علی ہی ایہام شرک ہدایت علی سے
دونا ٹھہریگا ولا یقول بہ جاہل فضلا عن فاضل ثالثا ایک علی ہی کیا جسقدر اسمائے مشترکہ
فی اللفظ بین الخالق والمخلوق ہیں جیسے رشید و حمید و جمیل و جلیل و کریم و علیم و رحیم و حلیم
وغیرہا سب کا اطلاق عباد پر ویسا ہی ایہام شرک ہوگا جو ہدایت علی کے ایہام سے دوچند رہیگا
حالانکہ خود حضرت عزت نے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں کسی کو ایک کسی کو دو نام اپنے
اسمائے حسنیٰ سے عطا فرمائے اور حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ
میں تو ساٹھ سے زیادہ آئے کما فصلہ العلماء فی المواہب وغیرہا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے اپنا نام پاک حاشر بتایا اصحابہ و تابعین و ائمہ دین میں کتنے اکابر کا نام مالک تھا ان سے
ایہاموں کو کیجئے درمختار وغیرہ معتمدات میں تصریح کی کہ ایسے نام جائز ہیں اور عباد کے حق میں دوسرے
معنے مراد لئے جائیں گے نہ وہ جو حضرت حق کے لئے ہیں جاز التسمیۃ بعلی و رشید
وغیرہما من الاسماء المشترکۃ ویراد فی حقنا غیر ما یراد فی حق اللہ تعالیٰ کیوں نہیں کہتے کہ ایسے نام
بوجہ اشتراک ناجائز ہیں کہ دوسرے معنے شرک کا احتمال باقی ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
رابعا سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبد اللہ میں شرک سے سوال کیا تھا حضرت مجیب نے
اپنی نبالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا کہ اپنے نام تابعی کو ایہام شرک سے بچالیں مگر جناب کی
دلیل سلامت ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے عبد النبی میں دو جزء ہیں اور
دونوں کے دو دو معنے ایک عبد مقابل الٰہ دوم مقابل آقا قال اللہ تعالیٰ
وانکحوا الایامی منکم والصلحین من عبادکم وامائکم دیکھو حق سبحنہ نے ہمارے
غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا یوہیں ایک حی اسم الٰہی کہ حیات ذاتیہ ازلیہ ابدیہ واجبہ سے

مشعر اور دوسرا من دلو تو زید و عمرو سب پر صادق جس سے آیہ کریمہ تخرج الحی من المیت وغیرہا مضطراب اگر عبد بمعنی اول اور حی بمعنی دوم لیجئے قطعاً شرک ہے وہی چار صورتیں ہیں اور وہی ایک صورت پر شرک موجود پھر عبد الحی ایہام شرک سے کیوں کر محفوظ اس سے بھی احتراز لازم تھا۔ بعینہ یہی تقریر مولوی عبد الحلیم صاحب کے نام میں جاری ہوگی ملاحظہ ہو کہ یہ تشقیق و تدقیق کہاں تک پہنچی سال اللہ السلامۃ فقیر کے نزدیک ظاہرا یہ بحث کیتی ہوئی برہان حضرت مجیب کو جناب سائل کے فیض سے پہنچی سائل نے ذکر کی مجیب نے بے غور کئے قبول کرلی ورنہ اُن کا ذہن شاید ایسی ذلیل ذلیل علیل کلیل کی طرف ہرگز نہ جاتا جس سے خود اُن کا نام نامی بھی عادم الجواز و لازم الاحتراز قرار پاتا خامساً یا علی کو فرمایا جاتا ہے کہ جب مقصود ندائے معبود تو نزاع منتفی و۔ جی کیا وجہ یہاں بھی صاف دوسرا احتمال موجود۔ اپنا قصد نہ ہونا ایہام و احتمال کا نافی کب ہو سکتا ہے ایہام تو کہتے ہی وہاں ہیں جہاں وہ معنی مُوہم مراد متکلم نہوں تلخیص و تعریفات کی عبارتیں ابھی سُن چکے۔ اور اگر قصد پر مدار و اعتماد ہے تو ہدایت علی پر کیا ایراد ہے وہاں کب معنی شرک مقصود و مراد ہے ۔

سادساً علی پر الف لام لانا کب ایسے عالمگیر ایہام شرک سے نجات دیگا علی علم[*] پر لام تو آتا سہی صفۃً پر تو قطعاً آسکتا ہے اور وہ یقیناً صفات مشترکہ سے ہے تو احتمال اب بھی قائم اور احتراز لازم بلکہ سراجیہ و تاتارخانیہ و منح الغفار وغیرہا سے تو ظاہر

* کہ العلی باللام نام رکھنا بھی رد المحتار میں ہے فی التاتارخانیۃ عن السراجیۃ التسمیۃ باسم یوجد فی کتاب اللہ تعالیٰ کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزۃ الخ ومثلہ فی المنح عنہا وظاہرہ الجواز ولو معرفا بال سابعاً عجب گفتگو احتمال پہ چل رہی ہے تو معینین ایصال الی المطلوب و ارادت طریق میں تفرقہ باطل۔ ایصال و ارادت دونوں دو معنے خلق و تسبب پر مشتمل بمعنی خلق دونوں مختص بحضرت احدیت ہیں کیا ارادت بمعنی خلق رویت غیر سے ممکن ہے اور بمعنی تسبب دونوں غیر کے لئے حاصل ہیں کیا انبیا سے

ایصال بمعنی سببیت فی الوصول نہیں ہوتا فطاح التفرقہ وراح الشقشقہ ہاں یوں کہتے کہ
اُدھر علی مشترک اُدھر ہدایت خلق و تسبب دونوں میں مستعمل یوں بچا احتمال ہوئے مگر
اب یہ مصیبت پیش آئے گی کہ جس طرح ہدایت بمعنی خلق غیر خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی
بمعنی محض تسبب حضرت عزت جل جلالہ کی طرف نسبت نہیں پا سکتی ورنہ معاذ اللہ
اصل خالق و معطی دوسرا ٹھہریگا اور اللہ عزوجل صرف سبب و واسطہ و وسیلہ اس کا پایہ شرک
سے بھی اونچا جائیگا کہ وہاں تو تسویہ تھا یہاں اللہ سبحنہ پر تفضیل دینا قرار پائیگا علی پر لام
لا کر اول کا علاج کر لیا اس دوم کا کہ اُس سے بھی سخت تر ہے علاج کدھر سے آئیگا اب ایک
لام نیا گڑھ کر ہدایت پر داخل کیجئے کہ وہ معنی خلق میں متعین ہو جائے اور احتمال تسبب
اُٹھ کر ایہام شرک و بدتر از شرک راہ نہ پائے ثامنا ایک ہدایت کیا جتنے افعال مشترکۃ الاطلاق
ہیں سب میں اسی آفت کا سامنا ہوگا جیسے احسان و انعام اذلال و اکرام تعلیم و
افہام تعذیب و ایلام عطا و منع اضرار و نفع قہر و قتل نصب و عزل وغیرہا کہ مخلوق کی طرف نسبت
کیجئے تو معنی خلق موہم شرک اور خالق کی طرف تو معنی تسبب مشعر کفر بہر حال مفر کدھر۔ اگر
کہئے خالق عزوجل کی طرف نسبت ہی دلیل کافی ہے کہ معنی خلق مراد ہیں ہم
کہیں گے مخلوق کی جانب اضافت ہی برہان وافی ہے کہ معنی تسبب مقصود ہیں ولہذا
علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ امثال انبت الربیع البقلی و حکم علی الدھر میں قائل کا موحد
ہونا ہی قرینہ شافی ہے کہ اسناد مجاز عقلی ہے تاسعا آپ نے (باآنکہ اسمائے الٰہیہ توقیفیہ
ہیں اور خصوصاً آپ بہت جگہ صرف نہ وارد ہونے نہ منقول ہونے کو حجت ممانعت جانتے ہیں)
حق سبحنہ کا نیا نام مُصَوِّب ایجاد فرمایا ہر جواب کی ابتدا ھو المصوب سے ہوتی ہے یہ کب احتمال
شنیع سے خالی ہے تصویب جس طرح ٹھیک بتانے کو کہتے ہیں یونہی سر جھکانے کو اور مثلاً
جو سر جھکائے بیٹھا ہو اُسے مُصَوِّب اور دونوں معنے حقیقی ہیں تو آپ کے طور پر
اس کلمے میں ایہام تجسیم ہے اور تجسیم کفر و ضلال عظیم ہے عاشرا جب سنی علی کرم اللہ

تعالیٰ وجہہ کی طرف اضافت ہدایت کا اشتباہ امر ممنوع کا اشتباہ اور موجب لزوم احتراز ہے تو بالقصد اُس جناب ہدایت مآب کی طرف اضافت ہدایت کس درجہ سخت ممنوع ومفترض الاحترازنہ ہوگی یہاں مولیٰ علی کو ہادی کہنا حرام ہوگیا حالانکہ یہ احادیث صریحہ واجماع جمیع ائمہ اہل سنت وجماعت کے خلاف ہی شاید یہ عذر کیجئے کہ ہدایت بمعنی خلق کا اشتباہ موجب منع تھا اس معنے پر اضافت قصدیہ ضرور حرام بلکہ ضلال تام ہی نہ بمعنی تسبب کہ جائز ومعمول اہل اسلام ہی مگر یہ وہی عذر معمولی ہے جس کا رد گزر چکا کیا جب مولیٰ علی کی طرف اضافت کا اصلاً قصد ہی نہ ہو اُس وقت تو بوجہ اشتراک معنی مولیٰ علی کی جانب ہدایت بمعنی خلق کی اضافت کا اشتباہ ہوتا ہے اور جب بالقصد خود حضرت مولیٰ علی ہی کی طرف اضافت مراد ہو تو اب وہ اشتراک معنی جاتا رہتا اور اشتباہ راہ نہیں پاتا اگر مانع اشتباہ مخلوق کا اُس معنے کے لیے صالح نہ ہوتا ہی تو صورت عدم قصد میں کیوں مانع نہیں اور اگر باوصف عدم صلوح اشتباہ قائم رہتا ہی تو صورت قصد میں کیوں واقع نہیں **حادی عشر** نہ صرف امیر المومنین علی بلکہ انبیائے کرام ورسل عظام وخود حضور پُرنور سید الانام علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کسی کی طرف اضافت ہدایت اصلا روا نہ رہے گی کہ بوجہ احتمال معنی دوم ایہام شرک ہی اب مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ہادی کہنا بھی حرام ہوگیا اور یہ قرآن عظیم وصحاح احادیث واجماع امت بلکہ ضروریات دین کے خلاف ہی **ثانی عشر** خود جناب مجیب نے اپنے فتاوے جلد سوم صـ۸ میں اس لزوم احتراز کا رد صریح فرمادیا ادعائے ایہام کا فیصلہ لول دیا فرماتے ہیں سوال عبد النبی یا مانند آں نام نہادن درست ست یا نہ جواب اگر اعتقاد ایں معنی ست کہ ایں کس کہ عبد اللہ نام دارد بندہ نبی ست عین شرک ست واگر عبد بمعنی غلام مملوک ست آنہم خلاف واقع ست واگر مجاز اً عبد بمعنی مطیع ومنقاد گرفتہ شود مضائقہ ندارد ولیکن خلاف اولیٰ ست روی مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لایقولن

احدکم عبدی وامتی کلکم عباد اللہ کل نسائکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی انتہے **اقول** قطع نظر اس سے کہ یہ جواب بھی بوجوہ مخدوش ہے اور لاعب۔ وبندہ میں سوا اختلاف زبان کے کوئی فرق نہیں ایک دوسرے کا پورا ترجمہ ہے عبد۔ بندہ دونوں عربی وعجمی۔ دونوں زبانوں میں آلہ وخدا مولے وآقا دونوں کے مقابل بولے جاتے ہیں تو عبد بمعنی بندہ کو مطلقاً عین شرک کہہ دینا ایسا ہی ہے کہ کوئی کہے عین سے مراد عین ہے تو غلط ہے اور چشمہ مقصود ہو تو صحیح حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی مثنوی شریف میں حدیث شرائے بلال رضی اللہ تعالے عنہ میں فرماتے ہیں جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے انھیں خرید لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ہمیں شریک نہ کیا تو اس پر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی ؎

گفت ما دو بندگان کوئے تو کردمش آزاد ہم بر روئے تو

لاجرم جو تفصیل عبد میں ہے وہی بندہ میں **ثانیاً** عبد بمعنی بندہ و بمعنی مملوک میں یہ تفرقہ کہ اول شرک اور ثانی خلاف واقع ہے محض بے اصل وضائع ہے مملوک بھی ملک ذاتی حقیقی وملک عطائی مجازی دونوں کو مشتمل اور اول میں قطعاً شرک حاصل اور بندہ بھی مقابل خداوند واجب دونوں مستعمل اور ثانی سے یقیناً شرک زائل **ثالثاً** آپ نے تو عبد بمعنی مملوک کو خلاف واقع یعنی کذب ٹھہرا کر اس ارادے کو شرک سے اتار کر گناہ مانا مگر ائمہ دین واولیائے معتمدین وعلمائے مستندین قدس اللہ تعالی اسرارہم اجمعین اس اعتقاد کو کمال ایمان مانتے اور اس سے خالی کو حلاوت ایمان سے بے بہرہ جانتے ہیں حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالے عنہ پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقلاً وتذکیراً پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض پھر علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحاً وتفسیراً فرماتے ہیں من لم یر ولایۃ الرسول علیہ فی جمیع

احوالہ دیر نفسہ فی ملکہ لایذوق حلاوۃ سنتہ جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا
والی اور اپنے آپکو حضور کا مملوک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حلاوت
سے اصلا خبردار نہوگا رابعاً مولانا عبدالعزیز صاحب تحفۂ اثنا عشریہ میں نقل فرماتے
ہیں کہ حق سبحنہ وتعالیٰ زبور شریف میں فرماتا ہے یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک من اجل
ذلک ابارک علیک فتقلد السیف فان بہاءک وحمدک الغالب (الی قولہ) الامم یخرون
تحتک کتاب حق جاء اللہ بہ من الیمن والتقدیس من جبل فاران وامتلأت الارض من
تحمید احمد وتقدیسہ وملک الارض ورقاب الامم اے احمد تیرے لبوں پر رحمت نے جوش مارا
میں اسی لئے تجھے برکت دیتا ہوں تو اپنی تلوار حمائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف ہی
غالب ہے سب امتیں تیرے قدموں میں گرینگی سچی کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ مکہ
کے پہاڑ سے بھر گئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے۔ احمد مالک ہوا ساری زمین
اور تمام امتوں کی گردنوں کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا زبور پاک کے ارشاد کو بھی معاذ اللہ
خلاف واقع کہا جائیگا۔ خامساً امام احمد مسند میں بطریق ابی معشر البراء ثنی صدقۃ
بن طیسلۃ ثنی معن بن ثعلبۃ المازنی والحی بعد ثنی الاعشی المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور عبداللہ بن احمد زوائد المسند میں بطریق عوف بن کہمس بن الحسن عن صدقۃ بن طیسلۃ
ثنی اور امام ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں بطریق ابی معشر المذکور نحو روایۃ احمد سندا
ومتنا اور ابن خیثمہ وابن شاہین بعد الطرق وبغیرہ اور بغوی وابن السکن وابن ابی
عاصم بطریق الجنید بن امین بن ذروۃ بن نضلۃ بن طریف بن نہصل الحرمازی عن ابیہ
عن جدہ نضلۃ حضرت اعشی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ یہ خدمت اقدس حضور پر نور سید
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لیکر حاضر ہوئے اور
اپنی منظوم عرضی مسامع قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتدا اس مصرع سے تھی یا مالک
یا مالک الناس و دیان العرب اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی فریاد سُن کر شکایت رفع فرما دی۔ یعنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک شخص کا مالک کہنا آپ کے گمان میں معاذ اللہ کذب تھا تو تمام آدمیوں کا مالک بتانا یا مالک الناس کہہ کر حضور کو ندا کرنا عیاذًا باللہ سنکھوں ہزاروں کذب کا مجموعہ ہوگا حالانکہ یہ حدیث جلیل شہادت دے رہی ہے کہ صحابی نے حضور کو مالک تمام بشر کہا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقبول و مقرر رکھا اسا دسا بات یہ ہے کہ آپ کے خیال شریف میں مالک و مملوک کے یہی معنے تھے کہ زید عمرو کو تانبے کے کچھ ٹکوں یا چاندی کے چند ٹکڑوں پر خریدے جبھی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مالکیت کو (خلاف واقع) فرما دیا حالانکہ یہ مالکیت سخت پوچ محض بے وقعت بے قدر ہے کہ جان در کنار گوشت پوست پر بھی پوری نہیں سچی کامل مالکیت وہ ہے کہ جان و جسم سب کو محیط اور جن و بشر سب کو شامل ہو یعنی اولیٰ بالتصرف ہونا کہ اُس کے حضور کسی کو اپنی جان کا بھی اصلًا اختیار نہ ہو یہ مالکیت حقہ صادقہ محیطہ شاملہ تامہ کاملہ حضور پُر نور مالک الناس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخلافت کبرائے حضرت کبریا عز وعلا تمام جہان پر حاصل ہے قال اللہ تعالیٰ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم نبی زیادہ والی و مالک و مختار ہے تمام اہل ایمان کا خود اُن کی جانوں سے۔ وقال تبارک وتعالیٰ ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ○ نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کردیں اللہ و رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر یہ معنے مالکیت جناب مجیب کے خیال میں ہوتے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مالکیت کو خلاف واقع نہ جانتے اور خود اپنی

جان اور سارے جہان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ملک مانتے ۔ اور اس سے
زائد مرتبہ حق حقائق ہے جس کے سننے کو گوش شنوا سمجھنے کو دل بینا درکار ہے وما اوتیتم من العلم
الا قلیلا ۵ وفوق کل ذی علم علیم ۵ ولا یلقٰھا الا الذین صبروا ولا یلقٰھا الا ذو حظ عظیم ۵
سابعًا حدیث صحیح مسلم محض بے محل مذکور ہوئی حدیث میں تعلیم تواضع ونفی تکبر اور آقاؤں کو
ارشاد ہے کہ اپنے غلاموں کو اپنا عبد کہو نہ یہ کہ غلام بھی اپنے کو اپنے مولےٰ کا عبد یا دوسرے
ان کو اُن کے عبید نہ کہیں یہ ہے قرآن کہ ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرما رہا ہے آیت
عنقریب گزری رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس علی المسلم فی عبدہ
ولا فرسہ صدقۃ مسلمان پر اپنے عبد اور اپنے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں رواہ احمد والستۃ عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ کا محاورہ عامہ دائمہ صدر اول سے آجتک مستمرہ ہے اعتق عبدہ
دبر عبدہ خود مولوی مجیب صاحب اپنے رسالہ نفع المفتی مسائل متعلقہ جمعہ میں فرماتے ہیں ان
اذن المولی عبدہ لما یتخیر وہیں ہے وللمولےٰ منع عبدہ عجب ہے کہ زید وعمرو بلکہ کسی کافر ومشرک
کے غلام کو اُس کا عبد کہنے پر حدیث وارد نہ ہوا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے غلاموں کو اُن کا عبد کہنے پر معترض ہو ۔ اور سنئے تو سہی امام ابو حذیفہ اسحٰق بن بشر
فتوح الشام اور حسن بن بشران اپنے فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے
راوی کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں بر سر منبر
فرمایا قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکنت عبدہ وخادمہ میں حضور پُر نور
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا تو میں حضور کا عبد تھا
حضور کا بندہ حضور کا خدمتی تھا ۔ نیز ابن بشران امالی اور ابو احمد دہقان جزء حدیثی اور
ابن عساکر تاریخ دمشق اور لالکائی کتاب السنہ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب
بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی جب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ
ہوئے منبر اطہر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا حمد ودرود

کے بعد کما ایہا الناس انی قد علمت انکم کنتم تؤنسون منی شدۃ و غلظۃ و ذلک انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کنت عبدہ و خادمہ لوگو میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اُس کا سبب یہ ہے کہ میں رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا عبد حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتگار تھا الحدیث اب تو ظاہر ہوا کہ حدیث مسلم کو اس محل سے اصلا تعلق نہیں ذرا وہابی صاحب بھی اتنا سُن رکھیں کہ یہ حدیث نفیس جس میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے آپ کو عبد النبی عبد الرسول عبد المصطفےٰ کہہ رہے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا مجمع عام زیر منبر حاضر ہے سب سنتے اور قبول کر رہے ہیں جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے بھی ازالۃ الخفا میں بحوالہ ابو حذیفہ و کتاب مستطاب الریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ مستنداً ذکر کی اور مقرر رکھی امیر المؤمنین کو جس طرح بجرم ترویج تراویح معاذ اللہ گمراہ بدعتی لکھ دیا یہاں عیاذاً باللہ شرک کہہ دیجئے اور آپکے اصول مذہب نامہذب پر ضرور کہنا پڑیگا مگر صاحبو ذرا سوچ سمجھکر کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا دامن بھی اسی پتھر کے تلے دبا ہے ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر　　　اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم خیر بات دور پہنچی لفظ عبد و بندہ کی تحقیق تام و تفصیل احکام فقیر کی کتاب بجیر معظم شرح اکسیر اعظم میں ملاحظہ ہو یہاں یہ گزارش کرنی ہے کہ مولوی مجیب صاحب کے اس فتوے نے اُس ادعائے ایہام کا کام تمام کر دیا عبد النبی میں جناب کے نزدیک تین احتمال سمجھے ایک شرک ایک کذب ایک صحیح تو ناجائز احتمال جائز سے دونے تھے بااینہمہ اُس کا حکم صرف خلاف اولےٰ فرمایا جو ممانعت و کراہت تحریمی درکنار کراہت تنزیہی کو بھی مستلزم نہیں ہر مستحب کا ترک خلاف اولیٰ ہے مگر مطلقاً مکروہ تنزیہی نہیں رد المحتار میں بحر الرائق سے ہے لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہۃ اذ لا بد لہا من دلیل خاص اُسی میں تحریر الاصول سے ہے خلاف الاولےٰ ما لیس فیہ صیغۃ نہی کترک صلوٰۃ الضحےٰ

بخلاف المکروہ تنزیہا تو ہدایت علی جسمیں چار احتمالوں سے صرف ایک باطل ہے یعنی جائز
احتمالات ناجائز سے تگنے ہیں یہ کس طرح خلاف اولٰے در کنار مکروہ تنزیہی سے بھی گزر کر لازم
الاحتراز ہو گیا اربعہ کے حساب سے تو اسے خلاف اولٰے کا نصف بھی نہ ہونا چاہئے تھا بلکہ صرف $\frac{3}{8}$
یعنی مباح مساوی الطرفین سے اگر سیر بھر دوری پر خلاف اولٰے کہا جائے تو ہدایت علی میں
صرف ڈیڑھ پاؤ ہوگی اس لئے کہ $\frac{2}{3}$: ۱ :: $\frac{1}{4}$: مجہول پس $\frac{1}{4} \div \frac{2}{3} = \frac{3}{8}$ خیر یہ حساب
تو ایک تطییب قلوب ناظرین تھا حق یہ ہے کہ ہدایت علی میں اصلا کوئی وجہ کراہت تنزیہی
کی بھی نہیں لزوم احتراز تو بڑی چیز ہے اور فی الواقع ہر ادنےٰ عقل والا بھی سمجھ سکتا
ہے کہ عبد النبی سے ہدایت علی کو نسبت ہی کیا ہے جب وہ صرف خلاف اولیٰ
ہے تو اسے خلاف اولٰے کہنا بھی محض بیجا ہے کلام یہاں کثیر ہے اور جس قدر
مذکور ہوا طالب حق کے لئے کافی واللہ یقول الحق ویھدی السبیل
واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد ن المصطفٰے النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مسئلہ ۲۲ ۱۰ محرم الحرام ۲۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس
مسئلہ میں کہ موسم سرما میں زوال کس وقت ہوتا ہے اور موسم گرما میں کس وقت اگر موسم سرما میں زوال
بحساب گھڑی بارہ بجے سے پیشتر ہوتا ہے تو بارہ بجے سے پہلے جو شخص نماز ظہر پڑھے گا
اسکی نماز ہوگی یا نہیں جواب مدلل ارقام فرمایئے بینوا توجروا۔

الجواب

دھوپ گھڑی سے تو ایسا ہی ہے کہ زوال ہمیشہ ٹھیک بارہ بجے ہوتا ہے نہ کبھی پیشتر ہو نہ
بعد مگر گھڑیوں کے اعتبار سے وقت بلدی سے صرف چار دن ۱۶ - اپریل
۱۵ جون یکم ستمبر ۲۵ - دسمبر کے سوا کسی دن ٹھیک بارہ بجے زوال نہیں ہوتا گھڑیوں کی

چال روزانہ ایک سی ہے اور آفتاب کی چال کبھی ایک سی نہیں اوج ۴ - جولائی سے حضیض ۳ - جنوری تک تیز ہوتی ہے کہ ہر روز پہلے دن سے زیادہ قوس قطع کرتا ہے اور روزانہ زیادت بھی یکساں نہیں بلکہ آئندہ زیادت پہلی زیادت سے زیادہ ہوتی ہے یہاں تک کہ حضیض پر اگر غایت سرعت پر پہنچتا ہی پھر حضیض ۳ - جنوری سے اوج ۳ / جولائی تک چال سُست ہوتی ہے کہ ہر روز پہلے دن سے کم قوس قطع کرتا ہے اور روزانہ کمی بھی ایک سی نہیں بلکہ ہر آئندہ کمی پہلی کمی سے کم ہوتی ہے یہاں تک اوج پر پہنچکر نہایت درنگ ہو جاتا ہے پھر وہی دورہ آغاز پاتا ہے اور اب اس سبب سے کہ ہندوستان میں عام طور پر ریلوے وقت رائج ہے یہ چار دن بھی برابری کے باقی نہ رہے بلکہ بلاد شرقیہ میں بقدر تفاوت طولیں تمام تعدیلات ناقص ہونگی اور بلاد غربیہ میں تمامی تعدیلات اُسی قدر بڑھ جائیں گی مثلاً بریلی کے لئے اگر خاص شہر کا وقت دیا جائے تو بلاشبہ یہی چار دن برابری کے ہونگے جن میں زوال جیبی گھڑی اور دھوپ گھڑی دونوں سے ٹھیک ۱۲ بجے ہوگا اور اگر ریلوے سے وقت دیا جائے تو بقدر تفاوت طولیں ۱۲ سکنڈ ۱۲ منٹ ہی تمامی تعدیلات زائد ہو جائیں گی تو اب چار دن برابری کے جن میں دونوں وقتوں سے زوال ٹھیک بارہ بجے تھا ۱۲ سکنڈ ۱۲ منٹ ۱۲ ات پر ہوگا وعلیٰ ہذالقیاس تعمیم نفع کے لئے ایک جدول نصف النہار حقیقی و شروع وقت ظہر بریلی بحذف سکنڈ کہ ایک زمانہ کے لئے کار آمد ہو ریلوے وقت سے دیا جاتا ہے کہ اس وقت وہی رائج ہے ان وقتوں سے اگر ۱۲ منٹ کم کر دیں تو اصلی وقت بریلی کا ہوگا۔

جدول نصف النہار حقیقی وشروع وقت ظہر بریلی

تاریخ مہینہ	وقت گھنٹہ منٹ	تاریخ مہینہ	وقت گھنٹہ منٹ	تاریخ مہینہ	وقت گھنٹہ منٹ	تاریخ مہینہ	وقت گھنٹہ منٹ	تاریخ مہینہ	وقت گھنٹہ منٹ	تاریخ مہینہ	وقت گھنٹہ منٹ	تاریخ مہینہ	وقت گھنٹہ منٹ
یکم جنوری	۱۲ ۱۵	۵ فروری	۱۲ ۲۵	۱۵ اپریل	۱۲ ۱۲	۲۳ جون	۱۲ ۱۴	۲ ستمبر	۱۲ ۱۲	۱۰ اکتوبر	۱۱ ۵۹	۱۱ دسمبر	۱۲ ۵
۲	۱۲ ۱۶	۳ مارچ	۱۲ ۲۴	۱۶	۱۲ ۱۲	۲۷	۱۲ ۱۵	۴	۱۲ ۱۱	۱۴	۱۱ ۵۸	۱۳	۱۲ ۶
۴	۱۲ ۱۷	۷	۱۲ ۲۳	۱۶	۱۲ ۱۱	۲ جولائی	۱۲ ۱۶	۷	۱۲ ۱۰	۱۸	۱۱ ۵۷	۱۵	۱۲ ۷
۶	۱۲ ۱۸	۱۱	۱۲ ۲۲	۲۴	۱۲ ۱۰	۸	۱۲ ۱۷	۱۰	۱۲ ۹	۲۴	۱۱ ۵۶	۱۷	۱۲ ۸
۹	۱۲ ۱۹	۱۵	۱۲ ۲۱	۲۹	۱۲ ۹	۱۵	۱۲ ۱۸	۱۳	۱۲ ۸	۵ نومبر	۱۱ ۵۷	۱۹	۱۲ ۹
۱۱	۱۲ ۲۰	۱۹	۱۲ ۲۰	۸ مئی	۱۲ ۸	۹ اگست	۱۲ ۱۷	۱۶	۱۲ ۷	۲۱	۱۱ ۵۸	۲۱	۱۲ ۱۰
۱۴	۱۲ ۲۱	۲۲	۱۲ ۱۹	۲۴	۱۲ ۹	۱۶	۱۲ ۱۶	۱۹	۱۲ ۶	۲۵	۱۱ ۵۹	۲۳	۱۲ ۱۱
۱۶	۱۲ ۲۲	۲۵	۱۲ ۱۸	۲ جون	۱۲ ۱۰	۲۱	۱۲ ۱۵	۲۱	۱۲ ۵	۲۸	۱۲ ۰	۲۵	۱۲ ۱۲
۱۹	۱۲ ۲۳	۲۹	۱۲ ۱۷	۸	۱۲ ۱۱	۲۵	۱۲ ۱۴	۲۴	۱۲ ۴	یکم دسمبر	۱۲ ۱	۲۶	۱۲ ۱۳
۲۳	۱۲ ۲۴	یکم اپریل	۱۲ ۱۶	۱۳	۱۲ ۱۲	۲۸	۱۲ ۱۳	۲۷	۱۲ ۳	۴	۱۲ ۲	۲۷	۱۲ ۱۳
۲۷	۱۲ ۲۵	۴	۱۲ ۱۵	۱۵	۱۲ ۱۲	یکم ستمبر	۱۲ ۱۲	۳۰	۱۲ ۲	۷	۱۲ ۳	۲۹	۱۲ ۱۴
یکم فروری	۱۲ ۲۶	۸	۱۲ ۱۴	۱۸	۱۲ ۱۳	۰	۰	۳ اکتوبر	۱۲ ۱	۹	۱۲ ۴	۳۱	۱۲ ۱۵
۰	۰	۱۱	۱۲ ۱۳	۰	۰	۰	۰	۷	۱۲ ۰	۰	۰	۰	۰

رامپور و دیگر بلاد کے لئے بھی یہ نقشہ بحسب زیادتی یا کمی وقت بریلی موافق نقشجات رمضان المبارک معدل کر لینے سے ایک زمانہ تک کیلئے ابتدائی وقت ظہر معلوم کرنے کا ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہوگا نماز ظہر میں گھڑیوں کے ۱۲ بجے کا کچھ اعتبار نہیں اگر نصف النہار کے بعد نماز ہوگئی اور قبل پڑھنے سے نماز

نہ ہوگی ۲۸- نومبر کو بریلی میں ریلوے ٹائم سے ٹھیک بارہ بجے نصف النہار ہے پھر بعد کو ہوا کریگا یہاں تک یکم فروری کو ۱۲ ت ۶ ۲ منٹ پر ہوکر گھٹنا شروع ہوگا حتی کہ ۸ مئی کو ۱۲ ت ۸ منٹ پر ہوگا پھر بڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ ۱۵- جولائی کو ۱۲ ت ۱۸ منٹ پر ہوگا پھر گھٹتے گھٹتے ۷- اکتوبر کو ٹھیک ۱۲ بجے ہوکر گھٹتا رہا یہاں تک کہ بارہ بجے سے پہلے وقت ہوجائیگا یہاں تک کہ ۲۴- اکتوبر کو منتہائی نقصان ۱۱ ت ۰۵ منٹ پر آکر بڑھنا شروع ہوگا اور ۲۸- نومبر کو پھر ٹھیک ۱۲ بجے زوال ہوگا تو ۷- اکتوبر سے ۲۸- نومبر تک جس شخص نے ٹھیک بارہ بجے یا کچھ پہلے مگر نصف النہار کے بعد نماز پڑھ لی نماز ہوگئی ہاں جس نے وقت سے پہلے پڑھی اس کی نہ ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۳ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے اور ایمان کامل کیسے ہوتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جاننا حضور کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مقر ہو اُسے مسلمان جانیں گے جبکہ اُسکے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ و رسول جل وعلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے اگرچہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ و رسول کے مخالفوں بدگویوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں جو کچھ دے اللہ کے لئے دے جو کچھ روکے اللہ کے لئے روکے اُسکا ایمان کامل ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۳۷ھ علمائے اہلسنت وجماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ آجکل اکثر سُنّی فرقۂ باطلہ کی صحبت میں رہکر چند مسائل سے بدعقیدہ ہوگئے ہیں اگرچہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا اس واسطے اس کی زیادہ ضرورت ہوئی کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے یعنی انھوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑکر انکی خلافت لیلی اور ہزارہا صحابہ کو شہید کیا۔ بکر کہتا ہے کہ میں اُن کو خطا پر جانتا ہوں انکو امیر نہ کہنا چاہیے عمرو کا یہ قول ہے کہ وہ جملہ اصحابہ میں سے ہیں اُن کی توہین کرنا گمراہی ہے ایک اور شخص جو اپنے آپ کو سُنّی المذہب کہتا ہے اور کچھ علم بھی رکھتا ہے (حق یہ ہے کہ وہ نرا جاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نعوذ باللہ منہا) لالچی تھے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعش مبارک رکھی تھی اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے اور اُن کو سنت جماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے جواب مدلل عام فہم ارقام فرمایئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بہ ایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا جہاد کیا دوسرے وہ کہ بعد پھر فرما دیا کلاً وعد اللہ الحسنیٰ دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کو فرماتا ہے اولٰئک عنہا مبعدون وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں لایسمعون حسیسہا اس کی بھنک تک نہ سنیں گے وھم فی ما اشتھت انفسھم خٰلدون لا یحزنھم الفزع الاکبر۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کریگی۔ تتلقٰھم الملٰئکۃ فر

اُن کا استقبال کریگے ھذا یومکم الذی کنتم توعدون یہ کہتے ہوئے کہ یہی تمہارا وہ دن جس کا
تم سے وعدہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو
کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور اُن کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں
ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اسلام کا کام نہیں رب عزوجل نے اُسی آیت میں اسکا مونہہ بھی بند فرمادیا کہ
دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمادیا واللہ بما تعملون
خبیر○ اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کروگے یا اینہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا اسکے بعد جو کوئی بکے
اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں
فرماتے ہیں ومن یکون یطعن فی معویہ + فذاک کلب من کلاب الہاویہ: جو حضرت امیر معویہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے۔ اُن چار شخصوں میں عمرو کا قول سچا ہے زید
وبکر جھوٹے ہیں اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ
مہم ہے تمام انتظام دین و دنیا اسی سے متعلق ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازہ
انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلا کوئی خلل محتمل نہ تھا انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام
طاہرہ بگڑتے نہیں سیدنا سلیمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقال ایک سال کھڑے رہے
سال بھر بعد دفن ہوئے جنازہ مبارکہ حجرہ ام المؤمنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور
ہے اُس سے باہر لیجانا نہ تھا چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اس نماز اقدس سے مشرف ہونا
ایک ایک جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی دوسری آتی یوں یہ سلسلہ
تیسرے دن ختم ہوا اگر تیس برس میں ختم ہوتا تو جنازہ اقدس تیس برس یونہیں رکھا رہتا کہ
اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھا ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے
سخت تر الزام امیر المؤمنین مولیٰ علی پر ہے یہ تو لالچی نہ تھے اور کفن دفن کا کام گھر والوں سے ہی
متعلق ہوتا ہے یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے انھیں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا
یہ پچھلی خدمت بجالائے ہوتے تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے اور جنازۂ انور کا جلد دفن

نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا جس پر علی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا مگر ؎ چشم بد اندیش
کہ برکندہ باد ÷ عیب نماید بہ نگاہش ہنر۔ یہ خبثا خذلہم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے
بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں حدیث میں ہے من آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ و
من آذی اللہ فیوشک اللہ ان یاخذہ جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے
مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے
والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۵ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ زید کچھ روپیہ دہقانوں
کو فصل سے پہلے اس شرط پر تقسیم کر دیتا ہے کہ جس وقت روپیہ دیا اس وقت گندم خواہ کوئی غلہ ۱۸ کا
تھا اور اس نے ۱۴ ما۔ فی روپیہ نرخ ٹھہرا کر روپیہ دیدیا اب فصل پر خواہ کوئی نرخ کم و بیش ۱۴ مار سے
فروخت ہو لیکن وہ فی روپیہ ۱۴ مار کے حساب سے غلہ لے لیگا بکر کہتا ہے کہ تو نے سود لیا کیوں کہ
نرخ سے زیادہ ٹھہرالیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ صورت بیع سلم کی ہے اگر اس کے سب شرائط پائے گئے تو بلا شبہ جائز ہے اور کسیطرح سود نہیں
اگرچہ دس سیر کی جگہ دس من قرار دے۔ ہاں اگر جبر ہے تو حرام ہے اگر دس سیر کی جگہ سیر ہی بھرے لقولہ
تعالیٰ الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم اور اگر بیع رضامندی سے ہوئی مگر کوئی شرط رہ گئی مثلاً غلہ کی
جنس یا نوع یا صفت یا وزن کی تعیین نہ ہوئی یا وہ چیز ٹھہری جو اس وقت سے وقت وعدہ تک
ہر وقت بازار میں موجود نہ رہے گی یا میعاد مجہول رکھی یا اسی جلسہ میں روپیہ تمام و کمال ادا نہ کر دیا
تو ضرور حرام و سود ہے اگرچہ نرخ بازار سے کچھ زیادہ نہ ٹھہرا ہو اور اگر خرید و فروخت کا مضمون درمیان
نہ آیا مثلاً اس نے کہا کہ روپیہ کے چودہ سیر لیں گے اس نے کہا دونگا تو یہ نہ سود نہ حرام نہ اسکے
لئے کسی شرط کی حاجت نہ اسے اس پر مطالبہ پہنچے اس کی خوشی پر ہے چاہے دے یا نہ دے
کہ یہ سرے سے بیع ہی نہ ہوئی نرا وعدہ ہوا واللہ تعالیٰ اعلم فقیر احمد رضا عفی عنہ

مسئلہ ۲۶ ۱۹- جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں زید نے بکر سے دس۱۰ روپیہ اس شرط پر مانگے کہ میں فصل پر گندم ۵ امار کے دونگا اور خالد نے بکر سے دس روپیہ اس شرط پر مانگے کہ جو نرخ بازار فصل پر ہوگا اُسی نرخ سے دس۱۰ روپیہ کے گندم دونگا۔ بکر نے کہا کہ میرے پاس اس وقت روپیہ نہیں ہے تم دونوں شخص دس دس روپیہ کے سکے گندم جو اس وقت ۱۰ امار کا نرخ ہے لیجاؤ دونوں شخص رضامندی سے گندم حسب شرائط بالا لے گئے اور فروخت کرکے دس۱۰ دس۱۰ روپے اپنے صرف میں لائے اب زید کو فصل پر فی روپیہ ۵ امار گندم حسب وعدہ اور خالد کو فی روپیہ ۱۲۔ امار گندم نرخ بازار دینا ہوئے یہ بیع جائز ہے یا نہیں اور اگر بکر خالد کو حسب شرائط بالا یعنی جو فصل پر نرخ ہوگا دوں گا۔ دیتا تو جائز ہوتا یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ صورت حرام قطعی اور خالص سود ہے ڈھائی من گیہوں جو اُس نے دئے اُن سے زیادہ لینا حرام حرام اور اگر روپیہ دیتا تو اُس میں دو صورتیں تھیں روپیہ قرض دیتا اور یہ شرط ٹھہرالیتا کہ ادا کے وقت گیہوں دینا تو شرط باطل تھی زید و خالد پر صرف اُتنا روپیہ ادا کرنا تھا اور اگر گیہوں کی خریداری کرتا اور روپیہ پیشگی دیتا تو یہ صورت بیع سلم کی تھی اگر اُس کے شرائط پائے جاتے جائز ہوتی ورنہ حرام واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۷ ۱ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر میں بہت جگہ نماز جمعہ ہوتی ہے تو ہر وہ مسجد جس میں جمعہ ہوتا ہے جامع مسجد ہے اور یہ جامع مسجد کی فضیلت رکھتی ہے یا وہی ایک مسجد جو متصل تالاب کے جامع مسجد مشہور ہے اور شہر میں بہت جگہ جمعہ ہونے میں کچھ ممانعت تو نہیں ہے اور جمعہ میں کم از کم کتنے آدمی ہوں جو جمعہ ہوسکے اور زیادہ ثواب شہر کی کس مسجد میں ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جامع مسجد وہی ایک ہے شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہونے کی ممانعت نہیں جمعہ کے لئے کم سے کم

امام کے سوا تین آدمی ہوں مگر جمعہ و عیدین کا امام ہر شخص نہیں ہو سکتا وہی ہوگا جو سلطان اسلام ہو یا اُس کا نائب یا اُس کا ماذون اور ان میں کوئی نہ ہو تو بضرورت جسے عام نمازی امام جمعہ مقرر کرلیں جمعہ کا زیادہ ثواب جامع مسجد میں ہی مگر جبکہ دوسری مسجد کا امام اعلم و افضل ہو واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۸ ۱۵- شعبان المعظم ۱۳۳۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طلاق کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے اور وہ کون کون لفظ ہیں جن سے طلاق ہو جاتی ہے اور پھر اُس کو اپنے نکاح میں کیسے لا سکتا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

طلاق تین قسم ہے رجعی بائن مغلظہ- رجعی وہ جس سے عورت فی الحال نکاح سے نہیں نکلتی عدت کے اندر اگر شوہر رجعت کرلے وہ بدستور اُس کی زوجہ رہے گی ہاں عدت گزر جائے اور رجعت نہ کرے تو اُسوقت نکاح سے نکلے گی پھر بھی برضائے خود نکاح کر سکتے ہیں بائن وہ جس سے عورت فی الفور نکاح سے نکل جاتی ہے ہاں برضائے خود نکاح کر سکتے ہیں عدت کے اندر خواہ بعد مغلظہ وہ کہ عورت فوراً نکاح سے نکل بھی گئی اور اب کبھی ان دونوں کا نکاح نہیں ہو سکتا جبتک حلالہ نہ ہو یہ تین طلاقوں سے ہوتا ہے خواہ ایک ساتھ دی ہوں خواہ برسوں کے فاصلہ سے- رجعی دی ہوں یا بائن یا بعض رجعی بعض بائن طلاق کے سیکڑوں لفظ ہیں بعض سے رجعی پڑتی ہے بعض سے بائن بعض سے مغلظہ رجعی و بائن کے تقریباً دو سو لفظ ہم نے اپنے فتاوے میں ذکر کئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۹ ۲۷- شعبان ۱۳۳۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ مرسلین مسائل ذیل میں صاحب نصاب رائج الوقت کے کتنے روپیہ سے ہو سکتا ہی گیا نوٹ اور روپیہ کا ایک ہی حکم ہے نوٹ تو چاندی سونے سے علیحدہ کاغذ ہی فیصدی کیا زکوٰۃ کا دینا ہوتا ہی جس شخص کے پاس روپیہ نہ ہو اور سونے چاندی کا زیور روز مرہ پہننے کا بقدر نصاب ہو گیا اُس کو اُس زیور میں سے

زکوٰۃ دینا ہوگی جس روپیہ میں سے زکوٰۃ پہلی سال دیدی اور باقی روپیہ بدستور دوسری سال تک رکھا رہا اب دوسری سال آنے پر کیا پھر اُسی روپیہ میں سے جس میں پہلی سال زکوٰۃ دے چکا ہے دینا ہوگی فطرہ کے گندم بریلی کے وزن سے فی کس کتنے ہونا چاہئیں جو شخص روزہ رکھے یا نہ رکھے بالغ یا نابالغ سب کا فطرہ دینا واجب ہے جو شخص بوجہ ضعیفی کے روزہ نہ رکھ سکے اُس کو فی روزہ کتنی خوراک مسکین کو دینا ہوگی وہ مسکین روزہ دار ہو یا غیر روزہ دار بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) نصاب انگریزی رائج روپوں سے چھپن روپے ہیں (۲) نوٹ اور روپے کا ایک حکم نہیں ہوسکتا روپیہ چاندی ہے کہ پیدائشی ثمن ہے اور نوٹ کاغذ ہے اصطلاحی ثمن ہے تو جب تک چلے اُس کا حکم پیسوں کے مثل ہے کہ وہ بھی اصطلاحی ثمن ہیں (۳) زکوٰۃ ہر نصاب و خمس نصاب پر چالیسواں حصہ ہے اور مذہب صاحبین پر نہایت آسان حساب اور فقرا کے لئے نافع یہ ہے کہ فی صدی ڈھائی روپے (۴) بیشک (۵) دس برس رکھا ہے ہر سال زکوٰۃ واجب ہوگی جبتک نصاب سے کم نہ رہ جائے یہ اس لئے کہ جب پہلے سال کی زکوٰۃ نہ دی دوسرے سال اُس قدر کا مدیون ہے تو اتنا کم کر کے باقی پر زکوٰۃ ہوگی تیسرے سال اگلے دونوں برسوں کی زکوٰۃ اس پر دین ہے تو مجموع کم کر کے باقی پر ہوگی یونہیں اگلے سب برسوں کی زکوٰۃ منہا کر کے جو بچے اگر خود یا اس کے اور مال زکوٰۃ سے ملکر نصاب ہے تو زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں (۶) اٹھنی بھر اوپر پونے دو سیر (۷) اپنا صدقہ واجب ہے اور اپنی نابالغ اولاد کا اگرچہ ایک ہی دن کی ہو اور بالغ اولاد یا زوجہ صاحب نصاب ہوں تو اُن کا صدقہ اُن پر ہے نہ ہوں تو کسی پر نہیں۔ غرض اس سے کسی حال اُس کا مطالبہ نہیں۔ ہاں اُن کے اذن سے اُن کی طرف سے دیدے تو احسان ہے (۸) فی روزہ وہی اٹھنی بھر اوپر پونے دو سیر گیہوں واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۳؍ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ آجکل عموماً بہت لوگ مساجد میں دنیوی باتیں کرتے بلکہ بعض بعض بیباک تو قہقہہ آپس میں دل لگی کرتے ہیں اور مسجد کا کوئی ادب نہیں سمجھتے کہ یہ خانہ خدا ہے ان کے واسطے کیا حکم ہے۔ اور مسجد میں باتیں کرنے کی مذمت اور خاموش رہنے کی بھلائی مع حدیث شریف بیان فرمائی جائے تاکہ ایسے لوگ عبرت حاصل کریں بینوا توجروا۔ فقط

الجواب

مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو ایسا کھاتی ہے جیسا آگ لکڑی کو اور مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیری لاتا ہے اس کی حدیثیں بارہا بیان ہوئیں مگر کون سنتا ہے۔ اللہ ہدایت دے
واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسئلہ ۱۳۱ شوال ۱۳۳۰ھ کیا قول ہے علمائے حقانی کا مسئلہ ذیل میں کہ ناجائز روپیہ یعنی سود و شراب ورشوت وغیرہ اگر نیک کام مسجد مدرسہ چاہ و نیاز فاتحہ عرس وغیرہ میں لگایا جاوے تو جائز ہے یا نہیں اور جو شخص اس مسجد میں نماز مدرسہ میں علم اور چاہ کا پانی اور فاتحہ عرس کا کھانا کھاوے تو جائز ہے یا نہیں اور اگر اسی روپیہ کو خیرات کیا جاوے اور امید ثواب رکھی جاوے تو کیا حکم ہے۔ ایسے روپیہ کو کسی شرعی حیلہ سے جائز کر سکتے ہیں یا نہیں اور وہ حیلہ کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

حرام روپیہ کسی کام میں لگانا جائز نہیں نیک کام ہو یا اور۔ سوا اس کے کہ جس سے لیا اُسے واپس دے یا فقیروں پر تصدق کرے بغیر اس کے کوئی حیلہ اس کے پاک کرنے کا نہیں اُسے خیرات کرکے جیسا پاک مال پر ثواب ملتا ہے اس کی امید رکھے تو سخت حرام ہے بلکہ فقہائے کفر لکھا ہے۔ ہاں جو شرع نے حکم دیا کہ جسکا ہے اُسے دے اور نہ ملے تو فقیروں پر تصدق

کردے اس حکم کو مانا تو اس پر ثواب کی امید کر سکتا ہی مسجد مدرسہ وغیرہ میں بعینہ روپیہ نہیں لگایا جاتا بلکہ اس سے اشیا خریدتے ہیں خریداری میں اگر یہ نہ ہو جو کہ حرام دکھا کر کہا اس کے بدلے فلاں چیز دے اس نے دی اس لئے قیمت میں زر حرام دیا تو جو چیز خریدی وہ خبیث نہیں ہوتی اس صورت میں فاتحہ وعرس کا کھانا جائز ہی اور اکثر یہی صورت ہوتی ہے مسجد نماز مدرسہ میں تحصیل علم جائز ہی اور کوئیں کا پانی تو ہر طرح جائز ہی اگرچہ اس میں وہ نادر صورت پائی گئی ہو کہ خباثت آئی تو اینٹوں مسالے میں نہ کہ زمین کے پانی میں واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۲ ۱۱ شوال ۱۳۳۷ھ کیا حکم ہی اہل شریعت کا کہ ملازمت چونگی کی جائز ہے یا نہیں اور حاکم وقت کو اس کا روپیہ تحصیل کرنا جائز ہی یا نہیں۔ یہ روپیہ رعایا سے تحصیل کرنا رعایا ہی کی آسایش کے واسطے روشنی سڑک وغیرہ کے کام میں لگا دیتے ہیں اور چنگی کا محصول چرانا جائز ہی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

نیک نیت سے چنگی کی نوکری تحصیل وصول کی جائز ہے نص علیہ فی الدر وغیرہ من الاسفار الخ چوری یعنی دوسرے کا مال معصوم بے اس کے اذن کے اس سے چھپا کر ناحق لینا کسی کو بھی جائز نہیں اور جائز نوکری میں نوکر کا خلاف داؤ کرنا غدر ہی اور غدر مطلقاً حرام ہے۔ نیز کسی قانونی جرم کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بلا وجہ ذلت و بلا کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہی کما استفید من القرآن المجید والحدیث رہا کہ حاکم وقت کو اس کا تحصیلنا شرعاً کیسا ہے نہ ہم کو اس سے بحث ہی نہ سائل حاکم واللہ تعالیٰ اعلم

كتبه عبدہ المذنب احمد رضا
عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۳ ۲۲ شوال ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گفائے قسم کے

ہوتے ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے اور صحبت کون سے کفار کی سب سے زیادہ مضر
ہے بینوا توجروا۔ فقط

الجواب

اللہ عزوجل ہر قسم کفر و کفار سے بچائے کافر دو قسم ہیں اصلی و مرتد۔ اصلی وہ کہ شروع سے
کافر اور کلمۂ اسلام کا منکر ہے۔ یہ دو قسم ہیں مجاہر و منافق۔ مجاہر وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو اور
منافق وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بدتر
ہے ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار بیشک منافقین سب سے نیچے
طبقۂ دوزخ میں ہیں۔ کافر مجاہر چار قسم ہے اول دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے۔ دوم مشرک
کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود یا واجب الوجود جانتا ہے جیسے ہندو بت پرست کہ
بتوں کو واجب الوجود تو نہیں مگر معبود مانتے ہیں اور آریہ خود پرست کہ روح و مادہ کو معبود
تو نہیں مگر قدیم و غیر مخلوق جانتے ہیں دونوں مشرک ہیں اور آریوں کو موحد سمجھنا سخت باطل
سوم مجوسی آتش پرست چہارم کتابی یہود و نصاریٰ کہ دہریے نہ ہوں ان میں اول
تین قسم کی ذبیحہ مردار اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل اور قسم چہارم کی عورت
سے نکاح ہو جائیگا اگرچہ ممنوع و گناہ ہو کافر مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے اس کی
بھی دو قسمیں ہیں مجاہر و منافق۔ مرتد مجاہر وہ کہ پہلے مسلمان تھا پھر علانیہ اسلام سے
پھر گیا کلمۂ اسلام کا منکر ہو گیا چاہے دہریہ ہو جائے یا مشرک یا مجوسی کتابی کچھ بھی ہو۔
مرتد منافق وہ کہ کلمۂ اسلام اب بھی پڑھتا اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر
اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین
میں کسی شے کا منکر ہے جیسے آجکل کے وہابی رافضی قادیانی نیچری چکڑالوی جھوٹے
صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں۔ حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اس سے جزیہ
نہیں لیا جا سکتا اس کا نکاح کسی مسلم کافر مرتد اس کے ہم مذہب ہوں یا مخالف

مذہب غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہوگا محض زنا ہوگا مرتد مرد ہو خواہ عورت۔ مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے یہی ہے وہ کہ اُس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بنکر کفر سکھاتا ہے خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہلسنت وجماعت کہتے حنفی بنتے چشتی نقشبندی بنتے نماز روزہ ہمارا سا کرتے ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ ورسول کو گالیاں دیتے ہیں یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں۔ ہوشیار خبردار مسلمانو اپنا دین وایمان بچائے ہوئے

فاللہ خیر حفظا وھو ارحم الراحمین واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۴ ۵ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ کیا حکم ہے علمائے اہلسنت وجماعت کا اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر سوال کرنا اپنے یا غیر کے واسطے اور سائل کو دینا اُس کے یا غیر کے واسطے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

یہ جو مسجد میں غُل مچا دیتے ہیں نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے صفوں میں پھرتے ہیں مطلقاً حرام ہے اپنے لئے مانگیں خواہ دوسرے کے لئے حدیث میں ہے جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم ورفع اصواتکم مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور بلند آواز سے بچاؤ رواہ ابن ماجۃ عن واثلۃ بن الاسقع وعبدالرزاق عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث میں ہے من تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ اتخذ جسرا الی جہنم جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اُس نے جہنم تک پہنچنے کا اپنے لئے پُل بنایا رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اگر یہ باتیں نہ ہوں جب بھی اپنے لئے مسجد میں بھیک مانگنا منع ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سمع رجلا ینشد فی المسجد ضالۃ فلیقل لا اداھا اللہ الیک فان المساجد لم تبن لھذا جو کسی کو مسجد میں اپنی گمی چیز

دریافت کرتے سُنے اُس سے کہے اللہ تجھے وہ چیز نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہیں

رواہ احمد و مسلم و ابن ماجہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اتنی بات منع ہے تو بھیک مانگنی خصوصاً اکثر بلا ضرورت بطور پیشہ کہ خود ہی حرام ہے یہ کیونکہ جائز ہو سکتی ہے ولہذا ائمہ دین نے فرمایا ہے جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستر پیسے راہ خدا میں اور دے کہ اُس پیسے کے گناہ کا کفارہ ہوں اور دوسرے محتاج کے لئے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کے لئے چندہ کرنا جس میں نہ غل نہ شور ہو نہ گردن پھلانگنا نہ کسی کی نماز میں خلل یہ بلاشبہ جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ محمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۵ ۲۔ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آجکل لوگ خیرات اس قسم کی کرتے ہیں کہ چھتوں اور کوٹھوں پر سے روٹیاں اور روٹیوں کے ٹکڑے بسکٹ وغیرہ پھینکتے ہیں اور صدہا آدمی اُن کو لوٹتے ہیں۔ ایک کے اوپر ایک گرتا ہے بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے اور وہ روٹیاں نیچے زمین میں گر گر پاؤں سے روندی جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات غلیظ نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور رزق کی سخت بے ادبی ہوتی ہے اور یہی حال شربت کا ہے کہ اوپر سے آبخوروں میں وہ لوٹ مچائی جاتی ہے کہ آدھا آبخورہ بھی شربت کا نہیں رہتا اور تمام شربت گر گر زمین پر بہتا ہے ایسی خیرات اور لنگہ جائز ہے یا بوجہ رزق کی بے ادبی کے گناہ ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ خیرات نہیں شرور و سیآت ہے نہ ارادہ وجہ اللہ کی یہ صورت ہے بلکہ ناموری اور دکھاوے کی اور وہ حرام ہے اور رزق کی بے ادبی اور شربت کا ضائع کرنا گناہ ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ محمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۶: ۲۶ محرم ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے حقانی اس مسئلہ میں کہ جس مسجد میں درخت امرود بیلہ گلاب وغیرہ ہو اور بوجہ تعمیر ہونے حجرہ وغسل خانہ کے ان درختوں کو کاٹا جاوے تو کوئی شخص ان درختوں کو کھود کر اپنے مکان میں لگا سکتا ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ پیال یا لرسی موسم سرما میں جو مسجدوں میں ڈالی جاتی ہے اور بعد گزر جانے موسم سرما کے اس کو نکال کر پھینکدیتے ہیں تو جو شخص اس پیال یا لرسی یا چٹائی کہنہ جو قابل پھینکدینے کے ہو اس کو اپنے صرف میں مثل پانی گرم کرنے کے لا سکتا ہے یا نہیں۔ تیسرے یہ کہ منڈیر یا فصیل مسجد جس پر وضو کرتے ہیں یا اذان دیتے ہیں وہ مسجد کے حکم میں ہے کیا مثل مسجد کے بات وغیرہ کرنے کی وہاں بھی ممانعت ہوگی۔ بینوا توجروا

الجواب

ان درختوں کو مسجد سے واجبی ومناسب قیمت پر مول لیکر لگا سکتا ہے۔ پیال یا چٹائی بیکار شدہ کہ پھینکدی جائے لیکر صرف کر سکتا ہے فصیل مسجد بعض باتوں میں حکم مسجد میں ہے معتکف بلاضرورت اس پر جا سکتا ہے اس پر تھوکنے یا ناک صاف کرنے یا کوئی نجاست ڈالنے کی اجازت نہیں بیہودہ باتیں قہقہے سے ہنسنا وہاں بھی نہ چاہیے اور بعض باتوں میں حکم مسجد میں نہیں اس پر اذان دینگے اس پر بیٹھکر وضو کر سکتے ہیں جبتک مسجد میں جگہ باقی ہو اس پر نماز فرض میں مسجد کا ثواب نہیں دنیا کی جائز قلیل بات جس میں نہ چپقلش ہو نہ کسی نمازی یا ذاکر کی ایذا اس میں حرج نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسئلہ ۳۷: ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ بعد دفن کر دینے میت کے حافظ قرآن کو اس کی قبر پر واسطے تلاوت سوم تک یا کچھ کم و بیش بٹھاتے ہیں اور وہ حافظ اپنی اجرت لیتے ہیں پس اس طرح کی اجرت دیکر قبروں پر پڑھوانا چاہیئے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

تلاوت قرآن عظیم پر اجرت لینا دینا حرام ہے اور حرام پر استحقاق عذاب ہی نہ کہ ثواب پہنچے
اس کا طریقہ یہ ہے کہ حافظ کو اتنے دنوں کے لئے معین داموں پر کام کاج کے لئے نوکر رکھ
لیں پھر اس سے کہیں ایک کام یہ کرو کہ اتنی دیر قبر پر پڑھ آیا کرو یہ جائز ہی واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۸ ۔ ۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ بیمار آدمی کے ساتھ کھاتے ہوئے پرہیز کرتے ہیں اور اس مریض کا کپڑا نہیں پہنتے اور کہتے ہیں بیماری ایک آدمی کی دوسرے شخص کو لگجاتی ہی آیا حدیث میں اسکی کوئی ممانعت آئی ہی یا نہیں۔

الجواب

یہ جھوٹ ہی کہ ایک کی بیماری دوسرے کو اڑ کر لگتی ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا عدوی بیماری اڑ کر نہیں لگتی اور فرماتے ہیں فمن اعدی الاول اس دوسرے کو تو پہلے کی اڑکر لگی اس پہلے کو کس کی لگی۔ جس مریض کے بدن سے نجاست نکلتی اور کپڑوں کو لگتی ہو جیسے تر خارش یا معاذ اللہ جذام ہیں اس کا کپڑا نہ پہنا جائے نہ اس خیال سے کہ بیماری لگجائے گی بلکہ نجاست سے احتیاط کے لئے۔ اور جہاں یہ نہ ہو کپڑا پہننے میں حرج نہیں یونہیں ساتھ کھانے میں جبکہ ایمان قوی ہو کہ اگر معاذ اللہ بتقدیر الٰہی اسے وہی مرض ہوجائے تو یہ نہ سمجھے کہ ساتھ کھانے یا اس کا کپڑا پہننے سے ہو گیا ایسا نہ کرتا تو نہ ہوتا اور اگر ضعیف الایمان ہے تو وہ اُن مرض والوں سے بچے جن کی نسبت متعدی ہونا عوام کے ذہن میں جما ہوا ہے جیسے جذام والعیاذ باللہ تعالیٰ یہ بچنا اس خیال سے نہ ہو کہ بیماری لگ جائے گی کہ یہ تو مردود و باطل ہے بلکہ اس خیال سے کہ عیاذاً باللہ اگر بتقدیر الٰہی کچھ واقع ہوا تو ایمان ایسا قوی نہیں کہ شیطانی وسوسہ کی مدافعت کرے اور جب مدافعت نہ ہو سکی تو فاسد عقیدے میں مبتلا ہونا ہو گا لہذا احتراز کرے ایسوں کو حدیث میں

ساتھ دے والعیاذ باللہ رب العلمین واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۵- کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ میں کہ جمے ہوئے گھی میں حرام جانور مثلاً چوہا بلی یا کتا مر گیا یا چوٹا مر گیا وہ گھی یا تیل کیسے پاک ہوگا اور وہ کھانا درست ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

گھی اگر جما ہوا ہے تو اس جانور یا اس کے منہ لگنے کی جگہ سے کھرچ کر تھوڑا سا پھینک دیں باقی پاک ہے احمد۔ ابوداؤد ابوہریرہ اور دارمی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اذا وقعت الفارۃ فی السمن فان کان جامدا فالقوہا وما حولہا اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو چوہا اور اس کے اس پاس کا گھی نکال کر پھینک دو واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۶- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھی گرم تھا اس میں مرغی کا بچہ گرا اور فوراً مر گیا یہ گھی کھانا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

گھی ناپاک ہوگیا بے پاک کئے اس کا کھانا حرام ہے پاک کرنے کے تین طریقے ہیں ایک یہ کہ اتنا ہی پانی اس میں ملا کر جنبش دیتے رہیں یہاں تک کہ سب گھی اوپر آجائے اسے اتار لیں اور دوسرا پانی اسی قدر ملا کر یوہیں کریں پھر اتار کر تیسرے پانی سے اسی طرح دھوئیں اور اگر گھی سرد ہو کر جم گیا ہو تو تینوں بار اس کے برابر پانی ملا کر جوش دیں یہاں تک کہ گھی اوپر آجائے اتار اتار لیں بلکہ جوش دینے کی پہلے ہی بار حاجت ہے پھر تو گھی رقیق ہوجائیگا اور پانی ملا کر جنبش دینا کفایت کریگا۔ دوم ناپاک گھی جس میں ہے اگر جمنے کی طرف مائل ہوگیا ہو آگ پر پگھلا لیں اور ویسا ہی پگھلا ہوا پاک گھی اس برتن میں ڈالتے جائیں یہاں تک کہ گھی سے بھر کر ابل جائے سب گھی پاک ہوجائیگا۔

سوم دوسرا گھی پاک لیں اور مثلاً تخت پر بیٹھکر نیچے ایک خالی برتن رکھیں اور پرنالے کے مثل کسی چیز میں وہ پاک گھی ڈالیں اور اس کے بعد یہ ناپاک گھی اُس پرنالے میں ڈالیں یوں کہ دونوں کی دھاریں ایک ہوکر پرنالے سے برتن میں گریں اسی طرح پاک و ناپاک دونوں گھی ملاکر ڈالیں یہاں تک کہ سب ناپاک گھی سے ایک دھار ہوکر برتن میں پہنچ جائے سب پاک ہوگیا۔ پہلے طریقہ میں پانی سے گھی کو تین بار دھونے میں گھی خراب ہونیکا اندیشہ ہے اور دوسرے طریقہ میں اُبل کر تھوڑا گھی ضائع ہوجائے گا تیسرا طریقہ بالکل صاف ہے مگر اُس میں احتیاط بہت درکار ہے کہ برتن میں ناپاک گھی کی کوئی بوند نہ پاک سے پہلے پہنچے نہ بعد کو گرے نہ پرنالے میں بہاتے وقت اُس کی کوئی چھینٹ اُڑکر پاک گھی سے جدا برتن میں گرے ورنہ برتن میں جتنا پہنچا یا اب پہنچیگا سب ناپاک ہوجائیگا واللہ تعالےٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسلمان کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ منہ میں آوے کیا حکم ہے زید کہتا ہے کہ کیسی لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

مونچھیں اتنی بڑھانا کہ منہ میں آئیں حرام و گناہ و سُنت مشرکین و مجوس و یہود و نصاریٰ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح میں فرماتے ہیں احفوا الشوارب واعفوا اللحی ولاتشبھوا بالیھود رواہ الامام الطحاوی عن انس بن مالک ولفظ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جزوا الشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجوس مونچھیں کتر کر خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ یہودیوں اور مجوسیوں کی صورت نہ بنو فوجی جاہل ترکوں کا فعل حجت ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۸ - کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے روز سلطان المسلمین کے لئے خطبہ میں دعا مانگنا فرض ہے تو مثلاً اتنی دعا مانگی جائے تو درست ہے یا نہیں اللھم اعز الاسلام والمسلمین بالامام العادل ناصر الاسلام والملۃ والدین زید کہتا ہے نہیں درست سلطان المعظم کا نام لیکر دعا مانگنا چاہیئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

سلطان اسلام کے لئے خطبہ میں دعا فرض نہیں ایک مستحب ہے اور وہ اتنی دعا سے کہ سوال میں لکھی بیشک حاصل ہے زید کا اسے نادرست کہنا محض غلط و باطل ہے بلکہ درمختار میں ہے یندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی خاص نام کی ضرورت اُن شہروں میں ہے جو سلطان کی سلطنت میں ہیں کہ سکہ و خطبہ شعار سلطنت ہے رد المحتار میں ہے الدعاء للسلطان علی المنابر قد صار الآن من شعار السلطنۃ فمن ترکہ یخشی علیہ الخ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۹ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر پیش امام سر پر شال ڈالکر نماز پڑھاوے تو کیسا ہے۔

الجواب

شال اگر ریشمین یا زری کی مغرق ہو یا اُس کا کوئی بوٹا زری یا ریشم کا چار اُنگل سے زیادہ چوڑا ہے تو مرد کو مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ غیر نماز میں اور نماز اُس کے باعث خراب و مکروہ خواہ امام ہو یا مقتدی یا تنہا اور اگر ایسی نہیں تو اب دو صورتیں ہیں اگر سر پر ڈالکر اس کا ایک آنچل شانے پر ڈال لیا جو اوڑھنے کا طریقہ ہے تو حرج نہیں اور اگر سر پر ڈالکر دونوں پلّو لٹکتے چھوڑ دئے تو مکروہ تحریمی و گناہ ہو اور نماز کا پھیرنا واجب درمختار میں ہے اکرہ سدل تحریما للنہی (توبہ) ای ثوبہ سالہ بلا لبس معتاد کشد و مندیل یرسل من کتفیہ رد المحتار میں ہو و کذا الشال واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ولد الزنا کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ولد الزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جب وہ مسلمان ہے اُس کے جنازہ کی نماز فرض ہے اور مسلمانوں کے مقابر میں اُسے دفن کرنا بیشک جائز ہے اگرچہ اس کی ماں یا باپ یا دونوں کافر ہوں۔ بلکہ یہ اور بھی اولیٰ ہے کہ ولد الزنا ہونے میں اس کا اپنا کوئی قصور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ملفوظات

حضور پُر نور امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عرض۔ حضور ۱۳ سال ہوئے میری اہلیہ کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں جن میں سے پانچ اولادیں انتقال کرگئیں کسی کی عمر ۳ سال کسی کی دو سال کسی کی ایک سال ہوئی اور سب کو ایک ہی بیماری لاحق ہوئی یعنی پسلی اور ام الصبیان فی الحال صرف ایک لڑکی ۳ سالہ حیات ہے حضور دعا فرمائیں اور ان امراض کے واسطے کوئی عمل جو مناسب ہو ارشاد فرمائیں

ارشاد۔ مولیٰ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے اب جو حمل ہو اُسے دو مہینے نہ گزرنے پائیں کہ یہاں اطلاع دیجئے اور زوجہ اور اُن کی والدہ کا نام بھی معلوم ہونا چاہیئے اُسوقت سے انشاء اللہ تعالیٰ بندوبست کیا جائے اپنے گھر میں پابندی نماز کی تاکید شدید رکھئے اور پانچوں نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی ایک ایک بار ضرور پڑھا کریں اور علاوہ نمازوں کے ایک ایک بار صبح سورج نکلنے سے پہلے اور شام کو سورج ڈوبنے سے پہلے اور سوتے وقت جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں انہیں بھی ان تین وقت کی آیۃ الکرسی چھوٹے مگر ان دنوں میں آیت قرآن مجید کی نیت سے نہ پڑھے بلکہ اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں۔ اور جن دنوں میں نماز کا حکم ہے اُن میں اس کا بھی التزام رکھیں کہ تینوں قل ۳-۳ بار صبح و شام اور سوتے وقت پڑھیں صبح سے مراد یہ ہے کہ آدھی رات ڈھلنے سے سورج نکلنے تک اور شام سے مراد یہ ہے کہ دوپہر ڈھلے سے غروب آفتاب تک اور سوتے وقت اس طور پر پڑھیں کہ چت لیٹ کر دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلا کر ایک ایک بار تینوں قل پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کر کے سارا منہ اور سینہ اور پیٹ اور پاؤں آگے اور پیچھے

جہاں تک ہاتھ پہنچ سکے سارے بدن پر ہاتھ پھیریں دو بارہ ایسے ہی سہ بارہ ایسے ہی اور جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں اُن میں آپ اسی طرح پڑھکر تین بار اُن کے بدن پر ہاتھ پھیر دیا کیجئے بڑا چراغ یہاں ایک صاحب بناتے ہیں وہ لیجئے اور ایام حمل میں اور بچہ پیدا ہونیکے بعد جس ترکیب سے بتایا جائے آسے روشن کیجئے اور یہ لڑکی جو موجود ہے اسکو اگر ناسازی لاحق ہو تو اُس کے لئے بھی روشن کیجئے اور وہ چراغ باذنہ تعالیٰ سحر آسیب مرض تینوں کے دفع میں مجرب ہے بچہ جو پیدا ہو پیدا ہوتے ہی مگا سے پہلے اُس کے کانوں میں ۷ بار اذانیں دی جائیں ۴ بار اذان سیدھے کان میں اور تین بار تکبیر بائیں میں اس میں ہرگز دیر نہ کی جائے دیر کرنے میں شیطان کا دخل ہو جاتا ہے چالیس روز تک بچہ کو کسی ناج سے تول کر خیرات کیا جائے پھر سال بھر تک ہر مہینے پر پھر دو برس کی عمر تک ہر دو مہینے پر تیسرے سال ہر تین مہینے پر چوتھے سال ہر چار مہینے پر پانچویں سال بھی چار مہینے پر چھٹے سال ہر چھ مہینے پر ساتویں سال سے سالانہ۔ یہ تول اس لڑکی کے لئے بھی کیجئے۔ چوتھے سال میں ہی تو ہر چار مہینے پر تولئے مکان میں سات دن تک مغرب کے وقت ۷ بار اذان باواز بلند کہی جائے اور تین شب کسی صحیح خواں سے پوری سورۂ بقر ایسی آواز سے تلاوت کرائی جائے کہ مکان کے ہر گوشہ میں پہنچے شب کو مکان کا دروازہ بسم اللہ کہکر بند کیا جائے اور صبح کو بسم اللہ کہکر کھولا جائے آپ کے گھر میں جب پاخانہ کو جائیں اُس کے دروازہ سے باہر بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث پڑھکر بایاں پیر پہلے رکھ کر جائیں اور جب نکلیں تو دہنا پاؤں پہلے نکالیں اور الحمد للہ کہیں اور کپڑے بدلنے یا نہانے کے لئے جب کپڑے اتاریں اس سے پہلے بسم اللہ کہہ لیں اور قربت کے وقت نہایت اہتمام کے ساتھ یاد رکھئے کہ شروع فعل کے وقت آپ اور وہ دونوں بسم اللہ کہیں ان باتوں کا التزام رہیگا تو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی خلل نہ ہونے پائیگا۔

عرض ۔ حضور بڑا چراغ روشن کرنے کی کیا ترکیب ہے۔

ارشاد۔ (۱) یہ چراغ معلق روشن کیا جائیگا کسی چھینکے یا قندیل میں (۲) روشن کرتے وقت لو کے پاس سونے کا چھلہ یا انگوٹھی یا بالی ڈالدیا کریں چلہ ختم ہونے پر وہ مساکین مسلمین پر تصدق کریں (۳) چراغ باوضو نمازی آدمی روشن کرے اگرچہ عورت ہو اور مرد بہتر ہے (۴) مرض ہلکا ہو تو چراغ روز ڈیڑھ گھنٹہ روشن ہو اور سخت ہو تو دو گھنٹے تین گھنٹے اور بہت سخت ہو تو شب بھر (۵) مریض اسکی روشنی میں بیٹھے خواہ لیٹے مگر منہ اسی کی طرف رکھے اور اکثر اوقات اسکی لو کو دیکھے (۶) جتنی دیر تک جلانا منظور ہو اسی حساب سے اعلیٰ درجہ کا پھلیل اس میں ڈالیں اور اسے ڈالکر چراغ کے سب طرف پھرالیں کہ تمام نقوش پر دورہ کرآئے پھر جھکا کر رکھدیں اور جس طرف بتی کا نشان ہے بسم اللہ کہکر اس طرف روشن کریں (۷) اگر مرض نہایت شدید ہو تو چاروں گوشوں میں چار بتیاں جلائیں اور چراغ سیدھا رکھیں اور ہر لو کے پاس سونا رکھیں (۸) جس مکان میں یہ چراغ روشن ہو وہاں نہ کوئی تصویر ہو نہ کتا آنے پائے نہ سوا مریضہ کے کوئی عورت حیض یا نفاس والی یا کوئی ناپاک مرد یا عورت (۹) اس جگہ بیٹھکر سب ذکر الٰہی و درود شریف میں مشغول رہیں جو بات ضرورت کی ہو بقدر ضرورت آہستگی سے کہدیں چپقلش نہ کریں نہ کوئی لغو و بیہودہ بات وہاں ہونے پائے (۱۰) جتنی عورتیں وہاں بیٹھیں یا آئیں جائیں سب سنگین کپڑے پہنے ہوں نماز کی طرح سوا منہ کی ٹکلی یا ہتھیلیوں کے سر کا کوئی بال یا گلے یا کلائی یا بازو یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ اصلا نہ کھلنے پائے (۱۱) چراغ پہلے دن جس وقت روشن ہو وہ گھنٹہ منٹ یاد رکھیں کہ کسی دن اس سے زیادہ دیر روشن کرنے میں نہ ہونے پائے اسکے موکلات اپنی حاضری کا وہی وقت مقرر کرلیتے ہیں جس وقت پہلے دن روشن ہوا تھا اگر کسی دن آئے اور چراغ اسوقت روشن نہ پایا تو ان کو تکلیف ہوتی ہے لہذا چاہئے کہ پہلے دن کچھ دیر قصداً کرکے روشن کریں کہ اگر کسی دن اتفاقیہ دیر ہو جائے تو اسوقت سے زیادہ دیر نہ ہونے پائے مگر پہلے دن اتنی دیر بھی نہ کریں کہ کسی

دن چراغ روشن ہو کر اُس وقت کراؔیئے سے پہلے ختم ہو جائے (۱۲) جب چراغ بڑھانے کا وقت آئے کوئی با وضو شخص بڑھائے اور اُس وقت یہ کہے السّلام علیکم ارجوا اجورین (۱۳) روز نیا پھلیل ڈالیں کل کا بچا ہوا آج مریض کے سر اور بدن پر مَل دیں (۱۴) جس کیلئے چراغ روشن ہوا ہو اُس کے سوا اور مریض بھی بہ نیت شفا اُن شرائط کی پابندی سے بیٹھ سکتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

عرض۔ ایک صاحب کی لڑکی بلا ناغہ کچھ عرصہ سے سورۂ مزمل شریف پڑھا کرتی تھیں بلکہ قریب نصف کے حفظ بھی تھی اب اُن صاحبزادی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

ارشاد۔ لاحول شریف ۶ بار الحمد شریف اور آیۃ الکرسی شریف ایک ایک بار تینوں قل تین بار پانی پر دم کر کے پلائیے۔

عرض۔ کیا آیات قرآنی بھی یہ اثر رکھتی ہیں۔

ارشاد۔ جو قیود عامل بتاتے ہیں اُن کی پابندی نہ کرنے سے ایسا ہوتا ہے۔

عرض۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمبل اوڑھنا ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ ہاں حدیث شریف سے ثابت ہے۔

عرض پیراہن اقدس میں کیا کیا کپڑے ہیں۔

ارشاد۔ ردا، تہبند، عمامہ یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیص اور ٹوپی پاجامہ ایک بار خرید نا لکھا ہے پہننے کی روایت نہیں عورتیں بھی تہبند ہی باندھتی تھیں ایک بار حضور تشریف لئے جاتے تھے راہ میں ایک بی بی کا پاؤں پھسلا روئے مبارک اُس طرف سے پھیر لیا صحابہ نے عرض کیا حضور وہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے ارشاد فرمایا اللھم اغفر للمتسرولات اے اللہ بخش دے اُن عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں اور غالباً پاجامہ تنگ تھا اسواسطے اگر ڈھیلا ہوتا تو جب بھی تہبند کی طرح کھل جانے کا احتمال ہو سکتا تھا

عرض۔ موم بتی جس میں چربی پڑتی ہے مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد - اگر مسلمان کی بنائی ہوئی ہے تو جائز ہے ورنہ مسجد ہی میں نہیں دیکھی
جلانا نہ چاہیئے۔

عرض - یہ چربی جرمن وغیرہ غیر ولایتوں سے آتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔

ارشاد - ان کا بھی وہی حکم ہے اس واسطے کہ چربی اور گوشت کا ایک حکم ہے اگرچہ
گائے ہو یا بکری کسی مسلمان سے کوئی ہندو یا نصرانی چربی لے گیا اور تھوڑی دیر میں واپس
لائے اور کہے کہ یہ وہی چربی ہے جو ابھی ابھی تم سے لے گیا ہوں اُس کا لینا حرام ہے النصرانی
لاذبیحۃ لہ بخلاف یہودیوں کے کہ اُن کے یہاں ابتک ذبح کرنے کا اہتمام ہے فتاوٰی
قاضی خاں میں الیہودیۃ یذبحہ او یاکل ذبیحۃ المسلم نصرانی و یہودی کافر دونوں
ہیں کہ ایک محجوبان خدا کی محبت میں اور دوسرے عداوت میں کافر ہوئے قرآن عظیم میں
یہودیوں کو مغضوب علیہم اور نصاریٰ کو ضالین فرمایا یہی وجہ ہے کہ آج روئے زمین
پر کوئی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلاف نصاریٰ کے کہ ان کی سلطنت ظاہر ہے
اور بعینہٖ یہی مثال روافض و وہابیہ کی ہے کہ روافض مثل نصاریٰ کے محبت میں کافر ہوئے
اور وہابیہ مثل یہود کے عداوت میں چنانچہ روافض کی حکومت ایران کا تخت موجود ہے
اور وہابیہ کی کہیں ایک ٹپریا بھی نہیں۔

عرض - امام مسافر کے پیچھے مقتدی مقیم کو ایک رکعت ملی تو بقیہ نماز میں قرأت کسطرح
کرے

ارشاد - پہلے دو رکعت مثل لاحق کے بغیر قرأت بقدر سورہ فاتحہ قیام کرکے قعدہ
کرے اور پچھلی رکعت میں قرأت کرے۔

عرض - جماعت ثانیہ جس وقت شروع ہو سنت ظہر اُس وقت پڑھنا جائز ہے یا
یا نہیں یا فجر کی سنت جماعت ثانیہ کے قعدہ نہ ملنے کی وجہ سے چھوڑ دی جائیں یا کیا۔

ارشاد - جماعت ثانیہ فقط جائز ہے اس کے لئے سنتیں نہ چھوڑے اصل نماز جماعت

اولے ہی جس کے لئے حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر مکانوں میں بچے اور عورتیں نہ ہوتیں تو جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے ہیں ان کے مکانوں کو جلوا دیتا ایک مرتبہ مولوی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ مارہرہ مطہرہ میں اتفاقاً مجھے نماز میں دیر ہو گئی جب میں مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا حضرت میاں صاحب قبلہ نماز پڑھکر تشریف لا رہے تھے ارشاد فرمایا عبدالقادر نماز تو ہو گئی تو اصل نماز جماعت اولے ہی ہے

عرض۔ نماز جنازہ میں تو تین صف کرنے کی فضیلت ہے اُس کی ترکیب درمختار وکبیری میں لکھی ہے کہ پہلی صف میں تین دوسرے میں دو اور تیسری میں ایک آدمی کھڑا ہو اس کی کیا وجہ ہے کہ ہر صف میں دُو دُو کھڑے ہو سکتے تھے۔

ارشاد۔ اقل درجہ صف کامل کا تین آدمی ہیں اس واسطے صف اول کی تکمیل کردی گئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کے برابر دو آدمیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور تین کا مکروہ تحریمی۔ کیونکہ صف کامل ہو گئی اور اسصورت میں امام کا صف میں کھڑا ہونا ہو گیا اور پنج وقتہ نماز میں بھی۔ بعض صورتوں میں تنہا صف میں کھڑا ہونا ناجائز نہیں ہے مثلاً دو مرد اور ایک عورت ہے تو عورت پچھلی صف میں تنہا کھڑی ہو گی

عرض۔ ایام وبا میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورۂ یٰسین شریف اور بائیں میں سورۂ مزمل شریف پڑھکر دم کرتے ہیں اور شہر کے ارد گرد پھرا کر چوراہے پر ذبح کرتے ہیں اور اس کی کھال وسری زمین میں دفن کرتے ہیں یہ کیسا ہے۔

ارشاد۔ کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چوراہے پر لیجا کر ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کر کے مساکین کو تقسیم کردے۔

عرض۔ کیا خطبۂ نکاح بھی کھڑے ہو کر قبلہ رو پڑھنا چاہیئے

ارشاد۔ ہاں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور قبلہ رو ہونا کچھ ضرور نہیں سامعین کی طرف منھ ہونا چاہیئے خطبۂ جمعہ بھی تو قبلہ کی جانب پشت کر کے پڑھا جانا شروع ہے۔

عرض۔ معلم کی اگر تنخواہ مقرر نہو تو بچوں سے کام لے سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر والدین کو ناگوار نہو اور بچہ کو تکلیف نہو تو حرج نہیں تنخواہ مقرر ہو یا نہو۔

عرض۔ میلاد خواں کے ساتھ اگر امرد شامل ہوں یہ کیسا ہے۔

ارشاد۔ نہیں چاہیئے

عرض۔ نوشہ کے اُبٹن مَلنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد خوشبو بے جائز ہے۔

عرض۔ اگر بیسلپور سے بدایوں جاتا ہے اور راستے میں بریلی اُترا تو قصر کریگا یا نہیں

ارشاد۔ اس صورت میں قصر نہیں کہ سفر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

عرض۔ ایک شخص بریلی کا ساکن مراد آباد میں دُکان کھولے اور ہمیشہ وہاں تجارت کا ارادہ ہو اور کبھی کبھی اپنے اہل و عیال کو بھی لیجایا کرے اس صورت میں مراد آباد وطن اصلی ہوگا یا وطن اقامت۔

ارشاد۔ وطن اصلی نہوگا ہاں اگر وہاں نکاح کرلے تو ہو جائیگا۔

عرض۔ اگر وہابی نکاح پڑہائے تو ہو جائیگا یا نہیں۔

ارشاد۔ نکاح تو ہو ہی جائیگا اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب و قبول کا ہے اگرچہ بامن پڑھاوے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اُس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہذا احترام لازم ہے۔

عرض۔ ولیمہ نکاح کی سنت ہے یا زفاف کی۔ اور نابالغ کا نکاح ہو تو ولیمہ کب اور کس دن کرے۔

ارشاد ولیمہ زفاف کی سنت ہے اور نابالغ بھی بعد زفاف کے ولیمہ کرے اور ولیمہ شب زفاف کی صبح کو کرے۔

عرض۔ نکاح کے بعد چھوہارے لٹانے کا جو رواج ہے یہ کہیں ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ حدیث شریف میں ڈٹنے کا حکم ہے اور لٹانے میں بھی کوئی حرج نہیں اور یہ حدیث دارقطنی و بیہقی وطحاوی سے مروی ہے۔

عرض۔ خضاب سیاہ اگر وسمہ سے ہو۔

ارشاد۔ وسمہ سے ہو یا تسمہ سے سیاہ خضاب حرام ہے

عرض۔ کوئی صورت بھی اس کے جواز کی ہے۔

ارشاد۔ ہاں جہاد کی حالت میں جائز ہے۔

عرض۔ اگر جوان عورت سے مرد ضعیف نکاح کرنا چاہے تو خضاب سیاہ کر سکتا ہے یا نہیں

ارشاد۔ بوڑھا بیل سینگ کاٹنے سے بچھڑا نہیں ہو سکتا۔

عرض۔ بعض کتب میں ہے کہ وقت شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسمہ کا خضاب تھا۔

ارشاد۔ حضرت امام حسن و حسین و عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم خضاب وسمہ کا کیا کرتے تھے کہ یہ سب حضرات مجاہدین تھے۔

عرض۔ نماز قصر نہ تھی اور قصر پڑھی تو اعادہ ہوگا یا نہیں۔

ارشاد۔ ضرور اعادہ ہوگا کہ سرے سے نماز ہی نہ ہوئی۔

عرض۔ ایک گاؤں میں مسجد بالکل ویرانہ میں ہے اُس کے متصل ایک کمہار کا مکان ہے مسجد مذکور میں نماز بھی نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے ارد گرد لوگ کوڑا وغیرہ ڈالتے ہیں وہ کمہار زمین مسجد کو خریدنا چاہتا ہے آیا اُس کی بیع ہو سکتی ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ حرام ہے اگرچہ زمین کے برابر سونا دے مسجد کے لئے جو لوگ ایسا کریں اُن کی نسبت قرآن عظیم فرماتا ہے لھم فی الدنیا خزی و لھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم دنیا میں اُن کے لئے رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔

عرض۔ نماز جنازہ کی تعجیل سے کیا مراد ہے۔

ارشاد۔ غسل وکفن بغیر تو نماز پڑھ سکتے ہی نہیں ہاں اُسکے بعد تاخیر نہ کرے بعض لوگ شب جمعہ میں جس کا انتقال ہوا میت کو تا نماز جمعہ رکھے رہتے ہیں کہ آدمیوں کی نماز میں کثرت ہو جائے یہ ناجائز ہے اور اس کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے اور اگر قبر تیار ہونے سے پیشتر کسی عذر سے تاخیر کی جائے تو حرج نہیں۔

عرض۔ مردہ کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹوں کے ڈالنے کے لئے لیجانا کیسا ہے

ارشاد۔ ساتھ لیجانی روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے دپھر فرمایا مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔

عرض۔ معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوشدامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اُس پر سے اس کے جسم کو ہاتھ بشہوت لگائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو تو خیر ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

عرض۔ یہ جو مولود شریف کی بعض کتب میں لکھا ہے کہ جب ات آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں دو سَو عورتیں رشک حسد سے مر گئیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اس کی صحت معلوم نہیں البتہ چند عورتوں کا بہ تمنائے نور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر جانا ثابت ہے

عرض استقاط کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآن عظیم دیا جاتا ہی اسمیں کُل کفارہ ادا ہو جائیگا یا نہیں۔

ارشاد۔ جتنی قیمت قرآن عظیم کی بازار میں ہے اُتنے کا کفارہ ادا ہو جائیگا۔

عرض۔ ثمن کے اندر عاقدین مختار ہیں جتنا چاہیں طے کریں۔

ارشاد۔ یہاں یہ کہ صدقہ دیا جارہا ہے وہی بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہوگا۔

عرض۔ خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں لینا سنت ہے یا کیا۔

ارشاد۔ اختلاف ہی علما کا بعض کہتے ہیں کہ سنت ہے اور بعض مکروہ بتاتے ہیں

عرض۔ سنت و مکروہ میں تعارض ہو تو کیا کرنا چاہیئے۔

ارشاد۔ ترک اولےٰ ہے جامع الرموز میں محیط سے نقل کیا ہے کہ سنت ہے اور محیط ہی میں ہے کہ مکروہ ہے اسی کو ہندیہ میں نقل کیا ہے۔

عرض۔ دیہات میں جمعہ نہ پڑھنے کے مسائل ورسائل علمانے لکھے ہیں اس سے اہل دیہات بہت پریشان ہیں۔

ارشاد۔ مذہب حنفی میں جمعہ وعیدین جائز نہیں لیکن جہاں قائم ہو وہاں منع نہ کیا جائے اور جہاں نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے آخر شافعی مذہب پر تو ہو ہی جائیگا ایسی صورتیں جہلا جمعہ تو جمعہ ظہر بھی چھوڑ دینگے ارءیت الذی ینھےٰ عبدًا اذا صلےٰ سے خوف کرنا چاہیئے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ ایک شخص کو طلوع آفتاب کے وقت نفل پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع نہ فرمایا جب وہ پڑھ چکا تو مسئلہ تعلیم فرمایا۔

عرض۔ حضور کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئیگا یا نہیں۔

ارشاد۔ نہیں۔

عرض۔ قسم حضور کی کھانا جائز ہے۔

ارشاد۔ نہیں

عرض۔ کیا بے ادبی ہے۔

ارشاد۔ ہاں۔

عرض۔ خلال تانبے پیتل کا گلے میں لٹکانا کیسا ہے۔
ارشاد۔ ناجائز ہے کیونکہ یہ تعلیق کے حکم میں ہے ویسے جائز ہے اور سونے چاندی کا حرام ہے بلکہ عورتوں کو بھی ایسے ہی سونے چاندی کے ظروف میں کھانا ناجائز ہے اور گھڑی کی چین بھی عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی ہاں ڈورا باندھ سکتا ہے۔
عرض۔ جوان غیر محرم عورت کے سلام کا جواب دینا چاہیئے یا نہیں۔
ارشاد۔ دل میں جواب دے۔
عرض۔ اگر غائبانہ نامحرم کو سلام کہلائے۔
ارشاد۔ یہ بھی ٹھیک نہیں ع بسا کیں آفت از گفتار خیزد۔
عرض۔ سنت الفجر اول وقت پڑھے یا متصل فرضوں کے۔
ارشاد۔ اول وقت پڑھنا اولےٰ ہے حدیث شریف میں ہے جب انسان سوتا ہے شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے جب صبح اُٹھتے ہی وہ رب عزوجل کا نام لیتا ہے ایک گرہ کھل جاتی ہے اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھی تیسری بھی کھل جاتی ہے لہٰذا اول وقت سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے۔
عرض۔ ظہر کے وقت بغیر سنت پڑھے امامت کر سکتا ہے۔
ارشاد۔ بلا عذر ٹھیک نہیں۔
عرض۔ سنت جمعہ اگر خطبہ شروع ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو بعد نماز جمعہ پڑھے یا نہیں۔
ارشاد۔ پڑھے اور ضرور پڑھے۔
عرض۔ بعض جگہ دستور ہے کہ مسلمان ہندو کی آڑہت میں مال فروخت کرتا ہے اور اس صورت میں ہندو کو کمیشن دینا پڑتا ہے اور وہ لوگ کمیشن کے ساتھ چار آنے سیکڑہ اس بات کا لیتے ہیں کہ اس رقم کا اناج خرید کر کبوتروں کو ڈالا جائیگا یہ دینا

جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر جانوروں کیلئے لیں کچھ حرج نہیں البتہ بت وغیرہ کیلئے ناجائز ہے۔

عرض۔ دست غیب و کیمیا حاصل کرنا کیسا ہے۔

ارشاد۔ دست غیب کے لئے دعا کرنا محال عادی کے لئے دعا کرنا ہے جو مثل محال عقلی و ذاتی کے حرام ہے اور کیمیا تضییع مال ہے اور یہ حرام ہے آج تک کہیں ثابت نہیں ہوا کہ کسی نے بنا لی ہو کباسط کفیہ الی الماء ملهو ببالغہ۔ دست غیب جو قرآن عظیم میں ارشاد ہے اس کی طرف لوگوں کو توجہ ہی نہیں کہ فرماتا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ؟ تقوی اللہ پر عمل نہیں ورنہ حقیقتاً سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے میرے ایک دوست مدینہ طیبہ کے رہنے والے اُن کا مدینہ منورہ سے بھیجا ہوا ایک خط اتوار کے روز مجھے ملا جس میں پچاس روپے کی طلب تھی بدھ کے روز یہاں سے ڈاک جاتی تھی جو ہفتہ کو ڈاک کے جہاز میں روانہ ہو جاتی تھی پیر کے دن تو مجھے خیال ہی نہ رہا منگل کے روز یاد آیا دیکھا تو اپنے پاس پانچ پیسے بھی نہیں وہ دن بھی ختم ہوا نماز مغرب پڑھکر حسب معمول استنجے کو گیا اور یہ فکر کہ کل بدھ ہے اور ابھی تک روپے کی کوئی سبیل نہیں ہوئی منبر سرکار میں عرض کیا کہ حضور ہی میں بھیجنا ہیں عطا فرمائے جائیں کہ باہر سے حسنین (اعلی حضرت مد ظلہ کے بھتیجے) نے آواز دی سیٹھ ابراہیم بمبئی سے ملنے آئے ہیں میں باہر آیا اور ملاقات کی چلتے وقت اکیاون روپے انھوں نے دئے حالانکہ ضرورت صرف پچاس روپے کی تھی یہ اکیاون یوں تھے کہ ایک روپیہ فیس منی آرڈر کا بھی تو دینا پڑتا غرض صبح کو فوراً منی آرڈر کر دیا۔

مؤلف یہ ہے یرزقہ من حیث لا یحتسب۔

ﻋﮧ جیسے کوئی دونوں ہاتھ پھیلائے پانی کی طرف بیٹھا ہو اور وہ پانی یوں اُسے پہنچنے والا نہیں ۱۲

ﻋﮧ جو اللہ سے ڈرتا ہے (پرہیزگار ہے) اللہ عزوجل اُس کے لئے فرما دیتا ہے اور اوسے روزی پہنچاتا ہے وہاں سے جہاں کا اُسے گمان بھی نہیں ہوتا ۱۲

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین
الحمد للہ

کہ مجموعہ مبارکہ جامع مسائل ضروریہ حاوی احکام شرعیہ معدن نکات لطیفہ

مخزن اسرار عجیبہ

یعنی

بعض فتاوے حضور پر نور اعلیحضرت مجدد مائۃ حاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمے بہ

احکام شریعت

حصہ دوم

جس کو

جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ بریلی نے اپنے صرف سے

الیکٹرک ابو العلائی پریس آگرہ میں چھپوا کر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ [۱] - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر کھانا پینا جائز ہے یا مکروہ یا حرام کیا وہ شخص جو نفل اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہوا ہو کھا پی سکتا ہے یا نہیں اگر کھا پی سکتا ہے تو کیا کچھ ذکر الٰہی کرنیکے بعد یا داخل ہوتے ہی فوراً کھا پی سکتا ہے - بینوا توجروا۔

الجواب

مسجد میں ایسا کھانا پینا کہ مسجد میں گرے اور مسجد آلودہ ہو مطلقاً حرام ہے معتکف ہو یا غیر معتکف اسی طرح ایسا کھانا جس سے نماز کی جگہ گھرے اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو غیر معتکف کو مکروہ اور معتکف کو مباح کہ اگر واقعی اُسے اعتکاف منظور ہی تھا جب تو نیت کرتے ہی معاً کھا پی سکتا ہے اور اگر اعتکاف کی نیت اس لئے کی کہ کھانا پینا جائز ہو جائے تو پہلے کچھ دیر ذکر الٰہی کرے پھر کھائے پیئے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ [۲] - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اُس کی حیات میں اُس کی چھوٹی بہن کے ساتھ نکاح کیا نکاح دوم جائز ہے یا ناجائز اور ان دونوں عورتوں سے جو اولاد ہوگی وہ کیسی ہوگی اور زید کا متروکہ پانے کی مستحق ہے یا نہیں اور یہ دونوں عورتیں مہر پانے کی مستحق ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زوجہ جبتک زوجیت یا عدت میں ہے اُسکی بہن سے نکاح حرام قطعی ہے قال تعالیٰ
وان تجمعوا بین الاختین اُس سے جو اولاد ہو گی شرعاً اولاد حرام ہے مگر ولدالزنا نہیں
اسے ولدحرام بمعنی ولدالزنا کہنا جائز نہیں۔ جبتک اس دوسری کو ہاتھ نہ لگایا تھا پہلی
حلال تھی اُس وقت تک کے جماع سے جو اولاد پہلی سے ہوئی ولد حلال ہے اور بعد کے
جماع سے جو اولاد ہو وہ بھی شرعاً اولاد حرام ہے مگر ولدالزنا نہیں دونوں عورتوں کی سب
اولادیں کہ زید سے ہوئیں زید کا ترکہ پائیں گی کہ نسب ثابت ہے۔ ہاں زوجہ ثانیہ ترکہ نہ
پائے گی کہ نکاح فاسد ہے۔ دونوں عورتیں مہر کی مستحق ہیں۔ پہلی مطلقاً اور دوسری اُس
صورت میں کہ حقیقۃً اُس سے جماع کیا ہو فقط خلوت کافی نہیں پھر پہلی اپنا پورا مہر
پائے گی اور دوسری مہر مثل اور جو مہر بندھا تھا ان دونوں میں سے جو کم ہو وہ پائے گی
درمختار میں ہے یجب مہر المثل فی نکاح فاسد وہو الذی فقد شرطا من شرائط الصحۃ کشہود
مثلہ تزوج الاختین معا ونکاح الاخت فی عدۃ الاخت اھ ش بالوطء لا بغیرہ کالخلوۃ ولم
یزد مہر المثل علی المسمی لرضاہا بالحط ولو کان دون المسمی لزم مہر المثل ہدایہ باب نکاح الرقیق
میں ہے بعض المقاصد فی النکاح الفاسد حاصل کالنسب ووجوب المہر والعدۃ درمختار
میں ہے یستحق الارث بنکاح صحیح فلا توارث بفاسد ولا باطل اجماعا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا قول ہے وقت مغرب بہت
قلیل ہے اسی وجہ سے چھوٹی سورۃ مغرب میں پڑھتے ہیں اور بعد دو سنت ونفل
کے مغرب کا وقت نہیں رہتا یا ۵-۶ منٹ اور رہتا ہے۔ عمرو کہتا ہے نماز مغرب اول
وقت پڑھنا اور چھوٹی سورۃ کا پڑھنا یہ سب مستحب ہے مغرب کا وقت جب تک سرخی شفق
کی رہتی ہے باقی رہتا ہے بلکہ آدھ گھنٹہ سے زیادہ رہتا ہے لہذا گزارش ہے کہ
ولمت مغرب کی پہچان کہ کب تک رہتا ہے اور کتنی دیر رہتا ہے اور زید وعمرو کے قول

کی تصدیق اور یہ کہ سُرخی کے بعد جو سفیدی رہتی ہے اگر اُس وقت کوئی شخص نماز مغرب ادا
کرے تو جائز ہے یا نہیں اور بلاکراہت کس وقت تک پڑھنا جائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زید کا قول محض غلط ہے اُس نے اپنی طبیعت سے یہ بات گڑھی ہے جبھی تو وہ شک
کی حالت میں ہی خود نہیں جانتا کبھی کہتا ہے نہیں رہتا پھر کہتا ہے ۵ یا ۶ منٹ اور رہتا
ہے یہ سب اُس کے باطل خیالات ہیں جن کو شرعی معاملات میں استعمال کرنا حرام ہے بلکہ مغرب
کا وقت اُس سپیدی کے ڈوبنے تک رہتا ہے جو عرضاً یعنی جانب مغرب میں شمالاً جنوباً
سپیدۂ صبح کی طرح پھیلی ہوتی ہے اُس کے بعد جو سپیدی نہ جنوباً شمالاً بلکہ آسمان میں اوپر کی
طرف کو صرف طولاً صبح کاذب کی طرح باقی رہے اُس کا اعتبار نہیں۔ غروب آفتاب سے
اُس سپیدی ڈوبنے تک جو عرضاً پھیلی ہوتی ہے اِن بلاد میں کم از کم ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ
وقت ہوتا ہے اور زائد سے زائد ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ ۔۱۸ سے ۳۵ منٹ تک وقت
بدلتا رہتا ہے کہ بعض دنوں میں سپیدی ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ بعض دنوں میں ایک گھنٹہ
۱۹ منٹ بعض میں ۲۰۔ اسی طرح ۳۵ منٹ بعد غروب ہوتی ہے رد المحتار تحت قول
ماتن الشفق ہو الحمرۃ عندہما و بہ قالت الثلثۃ والیہ رجع الامام فرمایا ردہ المحقق فی الفتح بانہ
لایساعدہ روایۃ ولا درایۃ الخ وقال تلمیذہ العلامۃ قاسم فی تصحیح القدوری ان رجوعہ لم
یثبت لما نقلہ الکافۃ من لدن الائمۃ الثلثۃ الی الیوم من حکایۃ القولین و دعوی عمل عامۃ الصحابۃ
بخلافہ خلاف المنقول قال فی الاختیار الشفق البیاض وہو مذہب الصدیق الخ ہاں مغرب
کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے اور بلا عذر دو رکعتوں کے قدر دیر لگانا مکروہ تنزیہی یعنی
خلاف اولیٰ ہے درمختار میں ہے والمستحب تعجیل مغرب مطلق و تاخیر قدر رکعتین یکرہ
تنزیہا اور بلا عذر اتنی دیر لگانا جس میں کثرت سے ستارے ظاہر ہو جائیں مکروہ تحریمی و
گناہ ہے اسی میں ہے والمغرب الی اشتباک النجوم ای کثرتہا کرہ تحریما الا بعذر واللّٰہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ - کیا حکم ہے علمائے اہلسنت وجماعت کا مسائل ذیل میں۔

(الف) زیور نقرئی یا طلائی روزانہ پہنا جاتا ہو یا رکھا رہے کیا دونوں پر زکوٰۃ ہے۔

(ب) حساب قیمت کا جس وقت زیور بنوایا تھا وہ رہے گا یا نرخ بازار جو بروقت دینے زکوٰۃ کے ہو۔

(ج) جو روپیہ تجارت میں ہے مثلاً پارچہ یا کرانہ وغیرہ خرید لیا ہے اُس پر زکوٰۃ کس حساب سے دینا ہوگی۔

(د) فی صدی کیا زکوٰۃ کا دینا ہوگا۔

(ہ) زکوٰۃ کا روپیہ کافر مشرک وہابی رافضی قادیانی وغیرہا کو دینا چاہیے یا نہیں

(و) زکوٰۃ کا دینا اولیٰ کس کو ہے بھائی بہن والدین جو صاحب نصاب نہوں اُن کو دینا چاہیئے یا نہیں۔

(ز) چھپن روپے جس شخص کے پاس ہوں وہ صاحب نصاب ہے اب وہ زکوٰۃ کا کیا دیوے۔

(ح) قربانی کس پر ہے اور واجب ہے یا فرض

(ط) آج کل ہندوستان میں گائے کی قربانی کو بعض مسلمان مشرکوں کی خوشنودی کے لئے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بکری کی قربانی کرو تو کس کی قربانی کی جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(الف) زیور پر مطلقاً زکوٰۃ ہے ہر وقت پہنے رہیں خواہ کبھی نہ پہنیں واللہ تعالیٰ اعلم

(ب) سونے کے عوض سونا اور چاندی کے عوض چاندی زکوٰۃ میں دی جائے جب تو نرخ کی کوئی حاجت ہی نہیں وزن کا چالیسواں حصہ دیا جائیگا۔ ہاں اگر سونے کے بدلے چاندی یا چاندی کے بدلے سونا دینا چاہیں تو نرخ کی ضرورت ہوگی

نرخ نہ بنوانے کیوقت کا معتبر ہو گا نہ وقت ادا کا اگر ادا سال تمام سے پہلے یا بعد ہو بلکہ جس وقت یہ مالک نصاب ہوا تھا وہ ماہ عربی وہ تاریخ وہ وقت جب عود کریں گے اُس پر زکوٰۃ کا سال تمام ہو گا اُسوقت کا نرخ لیا جائیگا واللہ تعالیٰ اعلم

(ج) سال تمام پر بازار کے بھاؤ سے جو اُس مال تجارت کی قیمت ہو اُس کا چالیسواں دینا ہو گا واللہ تعالیٰ اعلم

(د) آسانی اس میں ہے کہ فیصدی ڈھائی روپے واللہ تعالیٰ اعلم

(ھ) اُن کو دینا حرام ہے اور ان کو دئے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی واللہ تعالیٰ اعلم

(و) یہ جن کی اولاد میں ہے جیسے ماں باپ دادا دادی نانا نانی اور جو اُس کی اولاد ہیں جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی ان کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اور بھائی بہن اگر مصرف زکوٰۃ ہوں تو ان کو دینا سب سے افضل ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(ز) چھپن ۵۶ روپیہ کا چالیسواں حصہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ح) صاحب نصاب جو اپنی حوائج اصلیہ سے فارغ چھپن ۵۶ روپیہ کے مال کا مالک ہو اُس پر قربانی واجب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ط) مشرکوں کی خوشنودی کے لئے گائے کی قربانی بند کرنا حرام حرام سخت حرام ہے اور جو بند کریگا جہنم کے عذاب شدید کا مستحق ہو گا اور روز قیامت مشرکوں کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کے ذمہ نماز قضا دس یا بارہ یا چودہ سال کی ہو وہ شخص کس طریقہ سے نماز قضا پھیرے جو طریقہ آسان ہو ارقام فرمایئے مع نیت اور وتر کے کہ نماز وتر قضا پڑھی جائے گی یا نہیں۔ جواب عام فہم ہو بینوا توجروا۔

الجواب

قضا ہر روز کی نماز کی بیس ۲۰ رکعتیں ہوتی ہیں۔ دو فرض فجر کے چار ظہر۔ چار عصر۔ تین مغرب چار عشا کے اور تین وتر۔ اور قضا میں یوں نیت کرنی ضرور ہے۔ نیت کی میں نے سب میں پہلی یا سب میں پچھلی فجر کی جو مجھ سے قضا ہوئی یا پہلی یا پچھلی ظہر کی جو مجھ سے قضا ہوئی اور ابھی تک میں نے اسے ادا نہ کیا۔ اسی طرح ہر نماز میں کیا کرے اور جس پر قضا نمازیں کثرت سے ہیں وہ آسانی کے لئے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سبحان ربی العظیم سبحان ربی الاعلیٰ کی جگہ صرف ایک ایکبار کہے مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نمازیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جب آدمی رکوع میں پورا پہنچ جائے اسوقت سبحٰن کا سین شروع کرے اور جب عظیم کا میم ختم کرے اُس وقت رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح سجدہ میں۔ ایک تخفیف کثرت قضا والے کے لئے یہ ہو سکتی ہے دوسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ فقط سُبحٰن اللہ تین بار کہکر رکوع کرے مگر وتروں کی تینوں رکعت میں الحمد اور سورۃ دونوں ضرور پڑھی جائیں تیسری تخفیف یہ کہ پچھلی التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف اللھم صل علی محمد و اٰلہ کہکر سلام پھیر دے چوتھی تخفیف یہ کہ وتروں کی تیسری رکعت میں دعا قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہکر فقط ایک یا تین بار رب اغفرلی کہے واللہ تعالےٰ اعلم

مسئلہ ۶۔ کیا حکم ہے شرع مطہر کا اس مسئلہ میں کہ تین بھائی حقیقی ایک مکان میں رہتے تھے کچھ عرصہ کے بعد تین قطعہ ہوگئے دو مکانوں کا دروازہ ایک ہی رہا اور تیسرے قطعہ کا دروازہ علیحدہ دوسری جانب کو بنایا گیا مگر اس مکان میں ایک کھڑکی پچھلے دونوں قطعوں میں آمد و رفت کے واسطے رہی جس کے باعث سے تینوں بھائیوں کے مکان ایک ہی سمجھے جاتے ہیں۔ اِس تیسرے قطعہ یعنی کھڑکی والے مکان کے ساکن کا انتقال ہو گیا تو مرحوم کی بی بی ایام عدت میں اُس کھڑکی سے پچھلے دونوں قطعوں میں جا سکتی ہے یا نہیں اور پچھلے دونوں قطعوں کے مالک بھی مرحوم ہی تھے بینوا توجروا۔

الجواب

جبکہ میت کا مکان سکونت وہ تھا عورت اُس میں عدت پوری کرے اور کھڑکی دو مکانوں کو ایک نہیں کر سکتی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے نکاح کیا بعد رخصت کے یہ معلوم ہوا کہ عورت امراض سخت میں مبتلا ہے اور اولاد کی اُس سے قطعاً نا امیدی ہے اور کار و بار خانہ داری سے بالکل مجبور ہے۔ دو سال تک زید نے اپنی عورت کا علاج کیا مگر کچھ افاقہ نہیں ہوا۔ مجبوراً زید نے دوسرا نکاح کیا۔ زوجۂ اولے کے والدین نے اپنی لڑکی کو اپنے مکان پر روک لیا اور زید کے یہاں بھیجنے سے انکار کیا چند بار زید اپنی بی بی کے لینے کے واسطے گیا اور بہت خوشامد کی مگر زوجہ اولے کے والدین کسی طرح رضامند نہیں ہوئے زید اُس کے بلانے کی کوشش میں ہے ایسی حالت میں زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

اگر یہ صورت واقعہ ہے تو زید کا قصور کیا ہے اُس کے پیچھے نماز بے تکلف روا ہے اگر اور شرائط امامت رکھتا ہے قال اللہ تعالیٰ لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بازاری عورت طوائف کا بیٹا ہے۔ بچپن سے زید کی طبیعت علم کی طرف مائل تھی حتیٰ کہ وہ عالم ہو گیا نماز اُس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اُس کے والد کا پتہ نہیں کہ کون تھا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

نماز جائز ہونے میں تو کلام نہیں بلکہ جب وہ عالم ہے اگر عقیدہ کا سُنّی ہو اور کوئی وجہ اُس کے پیچھے منع نماز کی نہ ہو تو وہی امامت کا مستحق ہے جبکہ حاضرین میں اُس سے زیادہ کسی کو مسائل نماز و طہارت کا علم نہ ہو کما فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹ کیا حکم ہے شرع مطہر کا اس میں کہ دعوت طعام کونسی سنت ہے اور کس دعوت طعام سے انکار کرنا اور قبول نہ کرنا گناہ ہے بالتفصیل ارشاد ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب

دعوت ولیمہ کا قبول کرنا سنت موکدہ ہے جبکہ وہاں کوئی معصیت مثل مزامیر وغیرہ نہ ہو نہ اور کوئی مانع شرعی ہو اور اس کا قبول وہاں جانے میں ہے کھانے نہ کھانے کا اختیار ہے باقی عام دعوتوں کا قبول افضل ہے جبکہ نہ کوئی مانع ہو نہ کوئی اس سے زیادہ اہم کام ہو اور خاص اس کی کوئی دعوت کرے تو قبول نہ کرنے کا اسے مطلقاً اختیار ہے رد المحتار میں ہے دعی الی ولیمۃ ہی طعام العرس وقیل الولیمۃ اسم لکل طعام وفی الہندیۃ عن التمرتاشی اختلف فی اجابۃ الدعوۃ قال بعضہم واجبۃ لایسع ترکہا وقال العامۃ ہی سنۃ والافضل ان یجیب اذا کانت ولیمۃ والا فہو مخیر والاجابۃ افضل لان فیہا ادخال السرور فی قلب المومن واذا اجاب فعل ما علیہ اکل اولا والافضل ان یاکل لو غیر صائم وفی البنایۃ اجابۃ الدعوۃ سنۃ ولیمۃ او غیرہا واما دعوۃ یقصد بہا التطاول او انشاء الحمد او ما اشبہہ فلا ینبغی اجابتہا لاسیما اہل العلم اھ ملخصاً وفی الاختیار ولیمۃ العرس سنۃ قدیمۃ ان لم یجبہا اثم دجقالا انہ استہزاء بالمضیف اھ ومقتضاہ انہا سنۃ موکدۃ بخلاف غیرہا وصرح شراح الہدایۃ بانہا قریبۃ من الواجب وفی التاتارخانیۃ عن الینابیع لو دعی الی دعوتہ قالواجب الاجابۃ ان لم یکن ہناک معصیۃ ولا بدعۃ والامتناع اسلم فی زماننا الا اذا علم یقینا ان لا بدعۃ ولا معصیۃ اھ والظاہر حملہ علی غیر الولیمۃ لما مرتامل اھ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۱۰ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔

(۱) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج براق پر سوار ہوتے وقت اللہ تعالی سے وعدہ لے لیا ہے کہ روز قیامت جبکہ سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے ہر ایک مسلمان کی قبر پر اسی طرح ایک ایک براق بھیجوں گا جیسا کہ آج آپ کے واسطے بھیجا گیا ہے یہ مضمون صحیح ہے یا نہیں کیونکہ کتاب معارج النبوۃ سے لوگ اس کو بیان کرتے ہیں۔

(ب) کتاب معارج النبوۃ کیسی کتاب ہے اور اس کے مصنف عالم اہلسنت معتبر محقق تھے یا نہیں۔

(ج) طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اسکی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(د) مجلس میلاد شریف میں بیان مولود شریف کے ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور واقعات کربلا پڑھنا جائز ہیں یا نہیں۔

(ہ) خاتون جنت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روز محشر دہ برہنہ سر و پا ظاہر ہونگی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون آلودہ اور زہر آلودہ کپڑے کاندھے پر ڈالے ہوئے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دندان مبارک جو جنگ احد میں شہید کیا گیا تھا ہاتھ میں لئے ہوئے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گی اور عرش کا پایہ پکڑ کر ہلائیں گی اور خون کے معاوضہ میں امت عاصی کو بخشوائیں گی صحیح ہے یا نہیں۔

(و) مجلس میلاد شریف پڑھنے کے لئے پیشتر ٹھہرالینا کہ ایک روپیہ دو تو ہم پڑھیں گے اور اس سے کم پر نہیں پڑھیں گے اور وہ بھی اس سے پیشگی بطور بیعانہ یا سائی جمع کرالینا جائز ہے یا نہیں۔

(ز) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شب معراج عرش الٰہی پر مع نعلین مبارک تشریف لیجانا صحیح ہے یا نہیں۔

(ح) رافضیوں کے یہاں محرم میں ذکر شہادت و مصائب شہدائے کربلا وسوز خوانی و مرثیہ مصنفہ انیس و دبیر پڑھنا جائز ہیں یا نہیں

(ط) بیان کیا جاتا ہے کہ شب معراج حضور انور صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو آپ کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عذاب دکھایا گیا اور ارشاد باری ہوا کہ اے حبیب یا ان باپ

کو بخشوائے یا امت کو۔ آپ نے ماں باپ کو چھوڑ امت اختیار کی یہ صحیح ہے یا نہیں

(ی) زید باوجود اطلاع پانے جوابات سوالات مذکور الصدر کے اگر اپنے قول وافعال مذکور بالا سے باز نہ آئے اور تائب نہ ہو اور ان جوابات کو جھوٹا تصور کرے اور یہی بیانات اور طریقے جاری رکھے تو اس سے مجلس شریف پڑھوانا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(ا) بے اصل ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) سُنّی واعظ تھے۔ کتاب میں رطب ویابس سب کچھ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(ج) اُس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جبکہ اُس نے مال بدلکر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لیکر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہوگا کما نص علیہ فی الھندیۃ وغیرھا بلکہ شیرینی اگر اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اُس پر عقد ونقد جمع نہ ہوئی یعنی حرام روپیہ دکھا کر اُس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دیا اگر ایسا نہ ہوا ہو تو مذہب مفتیٰ بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی۔ جو شیرینی اُسے خاص اجرت زنا یا غنا میں ملی یا اُس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اُس کی خریداری میں عقد ونقد مال حرام پر جمع ہوئی وہ شیرینی حرام اور اُس پر فاتحہ حرام ہے یہ حکم تو شیرینی وفاتحہ کا ہو امگر اُن کے یہاں جانا اگرچہ مجلس شریف پڑھنے کے لئے ہو معصیت یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اوران سب سے بچنے کا حکم ہے حدیث میں ہے من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یقفن مواقع التھم جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو اول تو اُن کی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز انھیں احتمالات خباثت پر ہی ہے۔ جو اہل تقوےٰ نہیں اُسے اُن کے ساتھ قرب۔ آگ اور بارود کا قرب ہے

اور جو اہلِ تقوٰی ہے اُس کے لئے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہو نگے پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے ومن وقع حول الحمٰی اوشک ان یقع فیہ جو رُمنے کے گرد چرائیگا کبھی اُسمیں پڑ بھی جائیگا واللہ تعالٰی اعلم

(د) علمائے کرام نے مجلس میلاد شریف میں ذکرِ شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس سرور ہے ذکرِ حزن مناسب نہیں، کمافی مجمع البحار واللہ تعالٰی اعلم

(ہ) یہ سب محض جھوٹ اور افترا اور کذب اور گستاخی و بے ادبی ہے مجمع اولین و آخرین میں اُن کا برہنہ سر تشریف لانا جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب نے بھی نہ دیکھا وہ کہ جب صراط پر گزر فرمائیں گی زیرِ عرش سے منادی ندا کریگا اے اہل محشر اپنے سر جھکالو اور اپنی آنکھیں بند کرلو کہ فاطمہ رضؓ بیٹی محمدؐ کی صراط پر گزر فرماتی ہیں پھر وہ نور الٰہی ایک برق کی طرح ستّر ہزار حوریں جلو میں لئے ہوئے گزر فرمائیگا۔ واللہ تعالٰی اعلم

(و) اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے لاتشتروا باٰیٰتی ثمنا قلیلا یہ ممنوع ہے اور ثواب عظیم سے محرومی مطلق واللہ تعالٰی اعلم۔

(ز) یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے واللہ تعالٰی اعلم

(ح) حرام ہے ؏ کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ حدیث میں ارشاد ہوا لا تجالسوھم اُن کے پاس نہ بیٹھو۔ دوسری حدیث میں فرمایا من کثر سواد قوم فھو منھم جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ انھیں میں سے ہے واللہ تعالٰی اعلم

(ط) محض جھوٹ افترا اور کذب و بہتان ہے۔ اللہ و رسول پر افترا کرنے والے فلاح نہیں پاتے جل وعلا صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔ واللہ تعالٰی اعلم

(ی) جو بعد اطلاع احکام شرعیہ نہ مانے اور انھیں افعال پر مصر رہے اور فتوائے شریعت کو جھوٹا تصور کرے وہ گمراہ ہے اُس سے مجلس شریف پڑھوانا یا اُس کا سننا اُس سے امید ثواب رکھنا اُسکی تعظیم کرنا سب ناجائز ہے جبتک تائب نہ ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم

ع۵ اُن مراثی کا پڑھنا جن میں [illegible]

مسئلہ ۱۱ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے اگر ہجرت ہی کرنا ہے تو بجائے کابل کے مدینہ منورہ کو ہجرت کرونگا کم از کم یہ تو ہوگا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملیگا اور کہتا ہے دین مدینہ منورہ سے نکلا ہے اور پھر اُسی طرف پلٹ جائیگا پس اس جگہ سے کون جگہ افضل ہوگی اور اس زمانہ میں جبکہ نصاریٰ کا قبضہ اُس جگہ پر کابل سے ہزار درجہ اس جگہ کی ہجرت کو افضل کہتا ہے اور اپنے لئے باعث سلامتی دین وشفاعت تصور کرتا ہے زید کا یہ خیال درست ہے یا نہیں اور یہ ہجرت اُس کی درست ہوگی یا نہیں اور اگر ہجرت میں یہ نیت کرے کہ جبتک بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ پر کفار کا قبضہ ہے اُتنی مدت اپنے وطن میں نہ آئیگا ایسی نیت اُس کی درست ہوگی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں بیشک مدینہ منورہ سے کسی شہر کو نسبت نہیں ہوسکتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں والمدینۃ خیر لھم لو کانوا یعلمون - مدینہ منورہ اُن کے لئے سب سے بہتر ہے اگر وہ جانیں مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ آداب نہیں ہو سکیگا اور قبضۂ کفار کا بیان غلط اور رہو تو یہ نیت کہ اُن کے قبضہ تک وہاں رہیگا اُلٹی نیت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲ - خدمت والا میں گزارش ہے کہ براہ کرم امور ذیل کا جواب مرحمت فرما کر خادم کی تسلی فرمائیں۔

(۱) مسائل خلافت اسلامیہ وہجرت عن الہند کے متعلق مولوی عبدالباری فرنگی محلی و ابوالکلام آزاد وغیرہ نے جو کچھ آواز اُٹھائی ہے یہ حدود اسلامیہ وشرعیہ کے موافق ہے یا خلاف (۲) ہر لحاظ سے جناب والا کی خاموشی کن مصالح کی بنا پر ہے اگر موافق ہی تو کیوں ان اصحاب کی تائید میں آواز نہیں اُٹھاتے اور اگر خلاف ہے تو دوسرے مسلمانوں کو

خطرناک ہلاکت سے کیوں نہیں روکا جاتا جناب والا نے اپنے لئے کیا راہ تجویز فرمائی ہے
بینوا توجروا۔

الجواب

مقصد بتایا جاتا ہے اماکن مقدسہ کی حفاظت اسمیں کون مسلمان خلاف کرسکتا ہے اور
کارروائی کی جاتی ہے کفار سے اتحاد مشرک لیڈروں کی غلامی و تقلید قرآن شریف وحدیث
شریف کی عمر کو بت پرستی پر نثار کرنا مسلمانوں کا قشقہ لگوانا کافروں کی جے بولنا۔ رام لچھمن پر
پھول چڑھانا۔ اور رامائن کی پوجا میں شریک ہونا مشرک کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر اسکی
جے بولکر مرگھٹ کو لیجانا۔ کافروں کو مسجد میں لیجاکر مسلمانوں کا واعظ بنانا۔ شعار اسلام
قربانی گاؤ کو کفار کی خوشامد میں بند کرنا ایک ایسے مذہب کی فکر میں ہوتا جو اسلام دین
کفر کی تمیز اٹھادے اور بتوں کے معبد پراگ کو مقدس ٹھہرائے اور اسی طرح کے بہت اقوال
احوال افعال جن کا پانی سر سے گزر گیا جنھوں نے اسلام پر یکسر پانی پھیر دیا کون مسلمان
ان میں موافقت کرسکتا ہے۔ ان حرکات خبیثہ کے رد میں فتوے لکھے گئے اور لکھے جاتے
ہیں اس سے زیادہ کیا اختیار ہے باقی ہے اُسے جو مقلب القلوب والابصار ہے۔
حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو پتا یا درخت بوجہ غفلت تسبیح
گرجاتا ہے یا جانور ذبح کردیا جاتا ہے تو پھر بوجہ سزائے غفلت اُن کا تسبیح میں مشغول ہونا
ثابت ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

رب عزوجل فرماتا ہے تسبح لہ ما فی السموٰت السبع والارض ومن فیھن وان من شیء
الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم اُس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور
جو کوئی اُن میں ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اُس کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم

اُن کی تسبیح نہیں سمجھتے یہ کلیہ عامہ جمیع اشیاء عالم کو شامل ہے ذی روح ہوں یا بے روح اجسام محضہ جن کے ساتھ کوئی روح نباتی بھی قائم نہیں دائم التسبیح ہیں کہ ان من شیئ کے دائرے سے خارج نہیں مگر اُن کی تسبیح بے منصب ولایت نہ مسموع نہ مفہوم اور وہ اجسام جن سے روح انسی یا ملکی یا جنی یا حیوانی یا نباتی متعلق ہو اُن کی دو تسبیحیں ہیں ایک تسبیح جسم کہ اُس روح متعلق کے اختیاری نہیں وہ اُسی ان من شیئ کے عموم میں اُسکی اپنی ذاتی تسبیح ہے دوسری تسبیح روح یہ ارادی و اختیاری ہے اور ہر رخ میں ہر مسلمان کو مسموع و مفہوم۔ اس تسبیح ارادی میں غفلت کی سزا حیوان و نباتات کو قتل و قطع سے دیجاتی ہے اور اُس کے بعد یا جب جانور مرجائے یا نبات خشک ہوجائے منقطع ہوجاتی ہے ولہذا ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ تر گھاس مقابر سے نہ اکھیڑیں فانہ مادام رطبا یسبح اللہ تعالٰی فیونس المیت کہ وہ جبتک تر ہے اللہ تعالٰی کی تسبیح کرتی ہے تو میت کا دل بہلتا ہے مگر قتل و قطع و موت و یبس کے بعد بھی وہ تسبیح کہ نفس جسم کی تھی جبتک اُس کا ایک جزو لایتجزے باقی رہے گا منقطع نہ ہوگی ان من شیئ الا یسبح بحمدہ اسے روح سے تعلق نہ تھا کہ تعلق روح نہ رہنے سے منقطع ہو واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۴۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اہلسنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب وعظ میں اس طرح کہتے تھے "اللہ تعالٰی اپنے پیارے بندوں کو اپنے کلام پاک میں یوں ارشاد فرماتے ہیں" اور کبھی اس طرح کہتے تھے "ارشاد فرماتا ہے" کہیں تو اللہ تعالٰی فرماتے ہیں اور کہیں اللہ تعالٰی فرماتا ہے ایسے کلام کے کہنے سے انسان پر کفر و شرک تو لازم نہیں آتا یا آتا ہے۔ گنہگار ہوتا ہے یا نہیں اور کتابوں کے مصنف نے اللہ فرماتے ہیں کیوں نہیں لکھا اور فرماتا ہے لکھا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اللہ عزوجل کو ضمائر مفرد سے یاد کرنا مناسب ہے کہ وہ واحد فرد وتر ہے اور تعظیماً ضمائر

جمع میں بھی حرج نہیں اس کی نظیر قرآن عظیم میں ضمائر متکلم میں تو صدہا جگہ ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون اور ضمائر خطاب میں صرف ایک جگہ ہے وہ بھی کلام کافر سے کہ عرض کریگا رب ارجعون اعمل صالحا اُس میں علمانے تاویل فرمادی ہے کہ ارجع کی جمع باعتبار تکرار ہے یعنی ارجع ارجع ارجع ہاں ضمائر غیبت میں بے ذکر مرجع۔ صیغے جمع فارسی اور اُردو میں بکثرت بلانکیر رائج ہیں ؎

آسماں بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

ع سعد بار وزاز ل جنگ بترکاں دادند ؎

زرویت ماہ تاباں آفریدند زقدرت سرو بستاں آفریدند

ایسی جگہ لوگ قضا و قدر کو مرجع بتاتے ہیں۔ بہرحال یوہیں کہنا مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر اس میں کفر و شرک کا حکم کسی طرح نہیں ہوسکتا نہ گناہی کہا جائیگا بلکہ خلاف اولیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر قاعدہ ہے جب لڑکا چار برس چار ماہ چار دن کا ہوجاتا ہے تو بسم اللہ شریف اُس کو پڑھاتے ہیں اور خوشی کرتے مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں اس کا کیا حکم ہے جائز ہے یا نہیں سُنّت ہے یا مستحب کیا یہی ضرور ہے کہ جب لڑکے کی عمر مذکورہ بالا ہو جب ہی پڑھائی جائے یا کم و بیش پر بھی پڑھا سکتا ہے اور کسی عالم کے پاس لیجائے یا ہر شخص صحیح عقیدہ پڑھا سکتا ہے نیز مسنون طریقہ ارقام فرمایئے بینوا توجروا

الجواب

طریقۂ مذکورہ جائز ہے اور اتنی عمر ضروری نہیں کم و بیش بھی ہوسکتی ہے اور عالم کو پڑھانا بہتر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶ حضرات کرام اہلسنت وارث علوم شریعت کیا فرماتے ہیں کہ زید سُنّی

مسئلہ ۵۵ - کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سامنے کی گزرا دوسرے سے کہا صلاۃ ہوگئی اور جماعت تیار ہے اُس نے کہا نماز پڑھنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں۔ جب یہ ذکر ایک تیسرے شخص کے سامنے ہوا اور لوگوں نے کہا یہ کلمہ کفر ہے تو اُس نے کہا کہ ایسی باتوں سے کفر نہیں عائد ہوا کرتا حالانکہ یہ شخص عاقل بالغ ہے اس شخص کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اِس کہنے سے وہ شخص کافر ہوگیا اُس کی عورت نکاح سے نکل گئی اور یہ تیسرا بھی نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھے اور اپنی عورت سے اس کے بعد نکاح کرے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۶ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے بعد مکان چھوڑنے اپنے دو سال کے ایک خط صرف بنام وارث زوجہ اپنی کے اِس مضمون کا لکھا کہ ہم اپنی زوجہ کو طلاق دیتے ہیں اب اُس کو بے مرے چاہیئے کہ گھر سے میرے چلی جائے اب ہمارا آنا نہیں ہوگا اور اس کا نشان و پتہ نہیں کہ کہاں چلا گیا۔ حروف اس خط کا اُس کے دوسرے خطوں کے ساتھ ملتا جلتا ہے شبہہ کو دخل نہیں آیا طلاق ہوئی یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

اگر عورت باور کرتی ہے کہ یہ خط اُس کے شوہر ہی کا ہے تو اسے اختیار ہے کہ بعد عدت جس سے چاہے نکاح کرلے کما نص علیہ فی الھندیۃ عن محیط السرخسی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۷ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایام حمل میں طلاق دینا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو عدت اُس کی کیا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

حمل میں طلاق نہ دی جائے اگر دیگا ہو جائے گی عدت وضع حمل ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۸ - چہ میفرمایند علمائے دین و شرع متین دریں مسئلہ کہ امام نے سورۂ الم پورے رکوع یعنی ولہم عذاب عظیم ۰ تک پڑھی جس میں الم ذلک الکتب لاریب فیہ ھدی للمتقین ۰ الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنٰہم ینفقون ۰ تک ٹھیک پڑھی بعدہٗ بجائے والذین یومنون بما انزل کے والذین یومنون بالغیب پڑھکر آگے کو بڑھ گئے اور آگے بجائے ان الذین کے والذین پڑھی اور سجدہ سہو بھی کیا نماز ہوئی یا نہیں و صرف آیات مذکورہ کے پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

نماز ہوگئی سجدہ سہو کی بھی کوئی حاجت نہ تھی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۹ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی پنواڑی یا کسی سرمہ فروش کو دس یا پانچ روپے کوئی شخص دے اور اس سے کہے کہ جبتک میرا روپیہ تمہارے ذمہ ہے مجھے پان بقدر خرچ روزانہ کے دیا کرو اور جب روپیہ واپس کردوگے تو مت دینا یہ صورت جائز ہے یا نہیں اور نہیں تو جواز کی کونسی صورت ہے بینوا توجروا

الجواب

یہ صورت خاص سود اور حرام ہے۔ سود کے جواز کی کوئی شکل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۰ کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نصاب کے لئے یہی شرط ہے کہ ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا بمقدار اس کے روپیہ موجود ہوں جب قربانی واجب یا کہ اتنی مقدار کی مالیت ہو چاہے اس کے پاس کاشت ہو یا چوپائے ہوں اگر ایک شخص کے پاس ساٹھ روپے کی بھینس یا بیل ہے تو اس پر قربانی ہے یا نہیں۔ کسی شخص کو ہزار روپے ماہوار کی آمدنی ہے لیکن بزمانۂ قربانی ایک روپیہ بھی اس کے پاس موجود نہیں تو کیا وہ شخص قرض لیکر قربانی کریگا یا نہیں علیٰ ہذا القیاس کاشت فروخت کرکے قربانی کرے یا نہیں۔ بینوا۔ توجروا۔

الجواب

قربانی واجب ہونے کے لئے صرف اتنا ضرور ہے کہ وہ ایام قربانی میں اپنی تمام اصلی حاجتوں کے علاوہ چھپّن [۵۶] روپے کے مال کا مالک ہو چاہے وہ مال نقد ہو یا بیل بھینس یا کاشت۔ کاشتکار کے ہل کے بیل اس کی حاجت اصلیہ میں داخل ہیں ان کا شمار نہو۔ ہزار روپے ماہوار کی آمدنی والا آدمی قربانی کے دن چھپّن [۵۶] روپے کے مال کا مالک نہ ہو یہ صورت خلاف واقعہ ہے اور اگر ایسا فرض کیا جائے کہ اُس وقت وہ فقیر ہے تو ضرور اُس پر قربانی نہ ہوگی اور جس پر قربانی ہے اور اُس وقت نقد اُس کے پاس نہیں وہ چاہے قرض لیکر کرے یا اپنا کچھ مال بیچے واللہ تعالےٰ اعلم۔

مسئلہ [۶۱]۔ کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ امام کو تین آیتوں کے بعد معنی میں فساد ہوگیا جیساکہ سورۂ یوسف کے شروع میں چار آیات کے بعد رَاَیْتُھُمْ کی جگہ رَاَیْتَھُمْ پڑھا اس حالت میں نماز ہوگی یا نہیں۔

الجواب

فساد معنے اگر ہزار آیت کے بعد ہو نماز جاتی رہے گی مگر یہاں رایتھم میں ت کا زبر پڑھنا مفسد نہیں نماز ہوگئی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ [۶۲]۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر اذان [۱] نہ ہوئی ہو یا ہوئی ہو مگر غلط تو نماز میں کیا خرابی ہے جبکہ ان صورتوں میں نماز پڑھی۔ نماز تراویح [۲] حافظ نابالغ پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔ نابالغ اذان دے سکتا ہے یا نہیں اگر دیدی ہو تو لوٹانی چاہیے [۳] یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) بغیر اذان کے جماعت کرنا مکروہ ہے اور نماز مکروہ ہوگی اور اذان اگر ایسی غلط ہوئی کہ شرعاً اذان نہ ٹھہری تو وہ بھی بغیر اذان ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۲) نابالغ کے پیچھے

بالغ کی کوئی نماز نہیں ہو سکتی اگرچہ تراویح یا نفل محض ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۳) نابالغ اگر عاقل ہے کہ اس کی اذان اذان سمجھی جائے تو حرج نہیں اور اگر اس کی اذان کو اذان نہ سمجھیں گے نقل گمان کریں گے تو لوٹی جائے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے بعد ختم ہونے وقت سحری کے حقہ پیا بہ گمان شب کے یعنی وقت سحری کے تو اس کا روزہ ہوا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

اگر بعد طلوع صبح صادق پیا روزہ نہ ہوا اسے پورا کرے اور قضا رکھے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۴۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے، چاندی، پیتل، کانسہ وغیرہ کی انگوٹھی یا بٹن یا گھڑی کی زنجیر مرد کو پہننا جائز ہے یا نہیں اور ان کو پہنکر نماز پڑھنا یا پڑھانا درست ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور دو انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ خواہ زائد چاندی کی اور سونے کانسے پیتل لوہے تانبے کی مطلقاً ناجائز ہیں گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں منع کی گئی ہیں ان کو پہنکر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۵۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے چاندی کے بلا زنجیر کے بٹن مرد کو درست ہیں یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

بے زنجیر کے بٹن چاندی سونے کے مرد کو جائز ہیں اور زنجیردار منع واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۶ - کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص چاندی کے زنجیر بٹن بہ نیت زیبائش نہ پہنے بلکہ اس خیال سے پہنے کہ دوسری قسم کے بٹن جلد ٹوٹ جاتے ہیں پہننا درست ہیں یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

اس نیت سے ناجائز جائز نہیں ہوسکتا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۷ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہ شخص جس نے سنتیں فجر کی نہ پڑھی ہوں اور دس بارہ منٹ طلوع میں باقی ہوں تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں اسی طرح ظہر کی سنتیں بغیر پڑھے امامت کرسکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

اگر وقت بقدر فرض ہی کے باقی ہے تو آپ ہی سنتیں چھوڑیگا پھر اگر جماعت میں کسی نے ابھی سنتیں نہ پڑھیں یا جس نے پڑھیں وہ قابل امامت نہیں تو جس نے نہ پڑھیں وہی امامت کریگا اور اگر وقت میں وسعت ہے تو سنت قبلیہ کا ترک کرنا گناہ ہے اور اس کی امامت مکروہ دس بارہ منٹ میں سنتیں اور فرض دونوں ہوسکتے ہیں سنتیں پڑھ کر نماز پڑھائے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۸ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کیواسطے سوتے آدمی کو جگانا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

جگانا ضرور ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۹ - کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ تکبیر کھڑے ہوکر سننا مسنون ہے یا بیٹھکر بینوا توجروا

الجواب

بیٹھ کر سُننے کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام رکوع میں ہے اور ایک شخص صرف ایک تکبیر کہکر شامل جماعت ہوگیا تو یہ تکبیر تحریمہ یعنی اولیٰ ہوئی یا مسنونہ اس صورت میں نماز اس مقتدی کی ہوگی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر اُس نے تکبیر تحریمہ کہی یعنی سیدھے کھڑے ہوئے تکبیر کہی کہ ہاتھ پھیلائے تو زانو تک نہ جائے تو نماز ہوگئی اور اگر تکبیر انتقال یعنی جُھکتے ہوئے تکبیر کہی تو نماز نہ ہوگی اُسے تکبیر کہنے کا حکم ہے تکبیر تحریمہ اور تکبیر انتقال۔ پہلی تکبیر تحریمہ قیام کی حالت میں اور دوسری تکبیر انتقال، رکوع کو جاتے ہوئے۔ درمختار میں ہے ولو وجد الامام راکعاً فکبر منحنیا ان الی القیام اقرب صح ولغت نیتہ تکبیرۃ الرکوع واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو غسل کی حاجت ہے اگر وہ غسل کرتا ہے تو فجر کی نماز قضا ہوئی جاتی ہے تو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

تیمم کرکے نماز پڑھ لے اور غسل کرکے پھر اعادہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داڑھی مُنڈانے اور خسخشی کرانے والا اور حد شرعی سے کم رکھنے والا فاسق ہے یا نہیں اور اُس کے پیچھے نماز فرض خواہ تراویح پڑھنا چاہیئے یا نہیں اور حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے حق میں کیا ارشاد فرمایا ہے اور وہ حشر کے دن کس گروہ میں اُٹھیگا۔ بینوا توجروا

الجواب

داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے اُسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح

کسی نماز میں اُسے امام بنانا جائز نہیں حدیث میں اُس پر غضب اور ارادۂ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن عظیم میں اُس پر لعنت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالفوں کے ساتھ اُس کا حشر ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۳ - کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ داڑھی شرعی کتنی ہونی چاہیئے بینوا توجروا۔

الجواب

ٹھوڑی سے نیچے چار انگل چاہیئے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۴ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طلوع آفتاب سے کتنی دیر بعد نماز قضا پڑھنے کا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

طلوع کے بعد کم ازکم بیس منٹ کا انتظار واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۵ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبروں کا پختہ بنانا روا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

میت کے گرد پختہ نہ ہو اوپر کا حصہ پختہ کردیں تو حرج نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۶ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سنی مسلمان کسی وہابی یا یہودی یا نصرانی یا کسی کافر سے بات چیت کرے یا کسی کے پاس بیٹھے یا نوکری کرے تو یہ مسلمان کافر ہوگیا یا نہیں اور اگر کافر نہ ہوا تو دوسرا شخص اُس کو کافر کہے اُس کے لئے کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

کافر اصلی غیر مرتد کی نوکری جس میں کوئی امر ناجائز شرعی کرنا نہ پڑے جائز ہے اور کسی دنیوی

معاملہ کی بات چیت اُس سے کرنا اور اس لئے کچھ دیر اُس کے پاس بیٹھنا بھی منع نہیں اتنی بات پر کافر بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جا سکتا ہاں مرتد کے ساتھ یہ سب مطلقاً منع ہیں اور کافر اُس وقت بھی نہ ہوگا مگر یہ کہ اُس کے مذہب وعقیدہ کفریہ پر مطلع ہو کر اُس کے کفر میں شک کرے تو البتہ کافر ہو جائیگا۔ بجز ثبوت وجہ کفر کے مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ عظیم ہے بلکہ حدیث میں فرمایا کہ وہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ کو اُس کے والدین کے یہاں جانے کو اس وجہ سے منع کرتا ہے کہ ایک مکان ہے جس کا دروازہ اور صحن بھی ایک ہی جس میں زید کی زوجہ کے والدین ہیں اور دو غیر شخص کرایہ دار ہیں ایسی صورت میں زید کو اپنی زوجہ کے شرعاً روک لینے کا حکم ہے یا نہیں اگر بلا اجازت زید کے زوجہ چلی جائے تو زید کیا سزا دے سکتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر وہاں شرعی پردہ کا بندوبست ہو سکتا ہے تو زید اس کا بندوبست کرے اور عورت کو آٹھویں دن ماں باپ کے پاس صرف دن میں جانے کی اجازت دے رات کو وہاں نہ رہے ایسی حالت میں اتنے جانے سے نہیں روک سکتا اور اگر روکے تو عورت آٹھویں دن بلا اجازت بھی بندوبست پردہ کے ساتھ دن کے دن جا کر واپس آ سکتی ہے زید اگر اتنی بات پہ سزا دے گا ظالم ہوگا اور اگر وہاں شرعی پردہ کا بندوبست نہیں ہو سکتا تو بلا اشتبہ زید روک سکتا ہے بلکہ روکنے کا حکم ہی اور عورت اگر بلا اجازت چلی جائے تو جبتک واپس نہ آئے اُس کا نان نفقہ ساقط ہے اور زید اُسے جائز سزا دے سکتا ہے کہ اولاً سمجھائے نہ مانے تو اُس سے الگ سوئے نہ مانے تو مارے مگر نہ منہ پر نہ ایسا کہ ضرب شدید ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۸- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ذکر جلی کرنا جائز ہے یا نہیں اور آواز کس قدر بلند کرسکتا ہے کوئی حد معین ہے یا نہیں حلقہ باندھکر ذکر کرتے وقت ذکر کرتے کرتے کھڑے ہوجانا اور سینہ پر ہاتھ مارنا ایک دوسرے پر گر پڑنا لپٹ جانا رونا زاری کی دھوم مچانا کیسا ہے- بینوا توجروا-

الجواب

ذکر جلی جائز ہے حد معین یہ ہے کہ اتنی آواز نہو جس سے اپنے آپ کو ایذا ہو یا کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے اور ذکر کرتے کرتے کھڑا ہوجانا وغیرہ افعال مذکورہ اگر بحالت وجد صحیح ہیں کوئی حرج نہیں اور معاذ اللہ ریا کے لئے بناوٹ ہیں تو حرام بینہما وسط لا یذکر للحرام واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۹- کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص نماز نہیں جانتا اور نہ کلمہ یاد ہے اور جو اس سے کہا جاتا ہے کہ کلمہ یاد کرو اور نماز سیکھو تو کہتا ہے کہ ہم نہیں سیکھیں گے اور نہ ہم سے یاد ہوگا اور نہ ہم سے ہوسکیگا پس شرعًا کیا حکم ہے بتفصیل تحریر فرمایئے اور وہ ایک انگریز کے یہاں ملازم ہے بینوا توجروا-

الجواب

اس کو نئے سرے سے مسلمان ہونا چاہیئے جس سے کلمہ طیبہ پڑھنے کو کہا جائے اور وہ انکار کرے اس کی نسبت علما نے حکم کفر لکھا ہے نہ کہ جو کلمہ سیکھنے ہی سے انکار کرے والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ برائے تعلم مناظرہ دو سُنی ایک جگہ مباحثہ کریں یعنی ایک وہابیہ کے اعتراضات یا اُن کی طرف سے جوابات پیش کرے دوسرا سنیوں کی طرف سے تو جائز وبہتر ہے یا نہیں علیٰ ہذا القیاس دوسرے بد مذہبوں کے مباحث۔ مجلس عوام نہ ہوگی سب طلبہ ہونگے اگرچہ مبتدی- بینوا توجروا

الجواب

بلا اکراہ وہابی بننا وہابی ہونا ہی کافر بننا کافر ہونا ہے مناظرہ کا تمرن سوانگ یا تعبیر نہیں کہ وہابی بن ہی کر ہو ہاں اگر وہابی بننا نہو اور تمرن کے لئے وہابیہ کے شبہات ایک دوسرے پر پیش کرکے جواب سُنے اور بحث کرے تو تین شرطوں سے جائز ہے۔

(ا) یہ شبہات پیش کرنے والا مستقل مستقیم متصلب سُنّی ہو ایسا نہو کہ کوئی شبہ خود اُس کے قلب میں خدشہ ڈالکر متزلزل کردے کہ بحث بالائے طاق ایمان ہی جائے۔

(ب) جب جواب شافی پائے بات نہ پلٹے کہ عناد مطلقاً حرام ہے نہ کہ ایسی صورت میں۔

(ج) وہاں طلبہ خواہ غیر کوئی ایسا نہو جس پر اس سے فتنہ وتذبذب کا اندیشہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۱ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر مسلمان اپنی لاعلمی سے مشرکین کی بابت کہتے ہیں فلاں شخص فلاں کام میں یا اخلاق میں اچھا ہی یہ کہنا مسلمان کا کس حد تک جائز ہے اور کیا گناہ اُس کے ذمہ عائد ہوتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اخلاق میں اچھا کہنا گناہ ہے اور کسی دنیوی کام میں کہنا مثلاً تیرتا اچھا ہے یا گھوڑے پر اچھا چڑھتا ہے یا اچھا تولتا ہے حرج نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طالب علم جس کا عرصہ قریب تین سال کا ہوا انتقال ہوگیا۔ اُسکی تجہیز وتکفین اہل محلہ کی جانب سے ہوئی تھی اُس کے پاس کچھ سامان جو کہ اُس کا ذاتی تھا کمبل بستر وچند کتابیں اور چار روپیہ نقد جو کہ اہلِ محلہ میں سے ایک شخص کے پاس امانتاً ابتک جمع ہے اس سامان وغیرہ کی بابت اُس کے ورثہ کو مدرسہ منظر اسلام کے طالب علموں کے ذریعہ سے اطلاع دی

گئی۔ لیکن اس وقت تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہیں پایا گیا لہٰذا اُس سامان کو کسی دوسرے طالب علم کے صرف میں لانا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

تلاش ورثہ میں کوشش کی جائے جب ناامیدی ہو جائے کسی غریب سُنّی طالب علم کو دیدیا جائے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم وابدہم وایدہم اس مسئلہ میں کہ ایک سنیوں کے محلہ میں بکر قادیانی آکر بسا زید سُنّی نے مردوں عورتوں کو اس کے گھر میں جانے سے اُس سے خلا ملا میل جول حصہ بخرہ رکھنے سے منع کیا ہندہ جس کے بیٹے وغیرہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہیں اُس نے کہا کہ بڑے نمازیہ پڑھ کر ملا ہو گئے ہم عذاب ہی بُھگت لیں گے اُس بیچارے قادیانی کو دق کر رکھا ہے تو اب ہندہ کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہندہ نماز کی تحقیر کرنے اور عذاب الٰہی کو ہلکا ٹھہرانے اور قادیانی کو اس فعل مسلمانان سے مظلوم جاننے اور اُس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے کے سبب اسلام سے خارج ہو گئی اپنے شوہر پر حرام ہو گئی جب تک نئے سرے سے مسلمان ہو کر اپنے ان کلمات سے توبہ نہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قادیانی مذہب ایسی جگہ آباد ہوا جہاں بالکل قطعاً مسلمان رہتے ہیں وہ قادیانی مسلمانوں کو بہکانا چاہتا ہے نیز اُن کے یہاں کا اصول بھی یہی ہے کہ ناسمجھ مسلمانوں کو اخلاق و نرمی سے اپنی طرف کھینچکر بہکا لیتے ہیں اس خوف سے جمیع مسلمانوں نے اُس سے علیحدگی اختیار کر لی اور کسی نے اُس سے میل جول نہ رکھا مگر اُسی محلہ کا ایک سقہ اُس قادیانی سے مانوس

ہو گیا اس کی بی بی نے اپنے شوہر سقہ کو منع کیا اور کہا کہ ہم کو تم کو خدا و رسول سے کام پڑیگا
ایسے بد مذہب سے علیحدہ رہو اور پانی بھی اس کے یہاں نہ بھرو ایک روپیہ جھبنہ نہ سہی
اس پر وہ سقہ اپنی بی بی کو طلاق دینے کے لئے تیار ہو گیا اور کہنے لگا تو میرے مکان سے
نکل جائیں تو اس قادیانی سے ایسا ہی ملونگا اور پانی بھروں گا گو میرے تمام ٹھکانے چھوٹ
جائیں مگر میں اس کو نہ چھوڑوں گا ہاں اگر سارے شہر کے بھشتی ایسا ہی کریں اور چھوڑ دیں
تو میں بھی چھوڑ دوں ورنہ میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا بلکہ اگر وہ قادیانی سوئر کھائیگا تو میں
بھی سوئر کھاؤنگا۔
سوال یہ ہے کہ جن مسلمانوں نے اس سے ترک سلام وکلام کر دیا ہے ان کے واسطے
از روئے شریعت کیا جزا ملے گی اور سقہ کے واسطے شریعت پاک کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

مسلمانوں کے لئے ثواب عظیم اور اس فعل سے اللہ و رسول کی رضا ہے جل جلالہ
وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور وہ سقہ اشد گنہگار و مستحق عذاب نار ہے سقاؤں اور ان
کے چودھری کو لازم ہے کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے برادری سے نکال دیں اللہ عزوجل
فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۵ ۔ کیا ارشاد ہے شریعت مقدسہ کا اس مسئلہ میں کہ زید بد مذہبوں کے یہاں کا
کھانا علانیہ کھاتا ہے بد مذہبوں سے میل جول رکھتا ہے مگر خود سنی ہے اس کے پیچھے
نماز کیسی ہے اور اس کی تراویح سننا کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اس صورت میں وہ فاسق معلن ہے اور امامت کے لائق نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

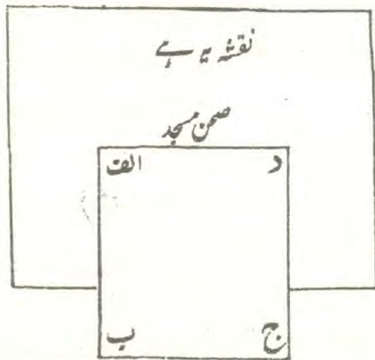
مسئلہ ۸۶ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ
جہیز کس کا حق ہوتا ہے لڑکی والوں کا یا لڑکے والوں کا بعد وفات زوجہ کے اس کے جہیز

میں تقسیم فرائض ہوگی یا نہیں۔ زید جو سلیمہ کا شوہر تھا سلیمہ کے مرنے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے اُس کو کھلایا پلایا ہے لہٰذا جہیز میرا حق ہے یہ قول زید کا صحیح ہے یا باطل۔ اگر جہیز میں تقسیم فرائض نہ ہو تو آیا صرف والدین کو ملیگا یا اور کس کس کو بینوا توجروا۔

الجواب

جہیز عورت کی ملک ہے اُس کے مرنے پر حسب شرائط فرائض ورثا پر تقسیم ہوگا زید کا دعویٰ باطل محض ہے نفقہ کے عوض میں کچھ نہیں لے سکتا کہ نفقہ اُس پر شرعًا واجب تھا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنّت کا کہ ایک مسجد کا حوض اس طرح پر ہے کہ نصف حوض کے داہنے بائیں صحن مسجد ہے اور نصف کے اردگرد صرف زمین مقام الف میں اُس کی سیڑھیاں ہیں زید کو مرض ہے کہ اگر ڈھیلا لیکر فوراً علی الاتصال پانی سے استنجا نہ پاک کرے تو قطرہ آجاتا ہے اب وہ استنجا کرتا ہوا آیا ہے پانی حوض میں بہت نیچا ہو گیا ہے ادھر اُدھر لوٹوں میں وضو کا بچا ہوا پانی رکھا ہے مقام ب سے فصیل مقام الف تک ہاتھ میں ڈھیلا ہے درحالیکہ رزائی یا چادر وغیرہ اوڑھے ہو جا کر پانی لا سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا



الجواب

جبکہ حوض کی فصیل ہی پر گیا اور چادر اوڑھے ہے صحن مسجد میں قدم نہ رکھا یوں جاکر پانی لے آیا اور غسل خانہ میں استنجا کیا تو اصلاً کسی قسم کا حرج نہیں فصیل حوض مسجد سے خارج ہے ولہذا اُس پر وضو و اذان بلاکراہت جائز ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رشتہ داروں کی کن کن عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں اور کن کن سے ناجائز ہے مفصل تحریر فرمادیں بینوا توجروا۔

الجواب

یہ شخص جن کی اولاد میں ہے جیسے باپ دادا نانا یا جو اس کی اولاد میں ہو جیسے بیٹا پوتا نواسا اُن کی بیبیوں سے نکاح حرام ہے اور خسر کی بی بی سے بھی حرام ہے جبکہ وہ اپنی زوجہ کی حقیقی ماں ہو باقی رشتہ داروں کی بیبیوں سے اُن کی موت یا طلاق و انقضائے عدت کے بعد نکاح جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اہل سنت والجماعت کو رافضیوں سے ملنا جلنا کھانا پینا اور رافضیوں سے سودا سلف خریدنا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص سُنّی ہو کر ایسا کرتا ہے اُس کی نسبت شرعاً کیا حکم آیا ہے وہ شخص دائرہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے یا نہیں اور شخص مذکورۂ بالا سے تمام مسلمانوں کو اپنے دینی و دنیوی تعلقات منقطع کرنا چاہیئے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

روافض زمانہ علی العموم مرتد ہیں کما بیناہ فی رد الرفضہ ان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں اُن سے میل جول نشست برخاست سلام کلام سب حرام ہے قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے سیاتی قوم لھم نبز یقال لھم الرافضہ

یطعنون السلف ولا یشہدون جمعۃ ولا جماعۃ فلا تجالسوہم ولا تواکلوہم ولاتشاربوہم ولاتناکحوہم واذا مرضوا فلا تعودوہم واذا ماتوا فلا تشہدوا ہم ولاتصلوا علیہم ولا تصلوا معھم عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں اُن کا ایک بدلقب ہوگا اُنھیں رافضی کہا جائیگا سلف صالح پر طعن کریں گے اور جمعہ وجماعت میں حاضر نہوں گے اُن کے پاس نہ بیٹھنا اُن کے ساتھ نہ کھانا نہ اُن کے ساتھ پانی پینا نہ اُن کے ساتھ شادی بیاہ کرنا بیمار پڑیں تو اُنھیں پوچھنے نہ جانا مرجائیں تو ان کے جنازے پر نہ جانا نہ اُن پر نماز پڑھنا نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھنا جو سُنّی ہو کر اُن کے ساتھ میل جول رکھے اگر خود رافضی نہیں تو کم از کم اشد فاسق ہے مسلمانوں کو اُس سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۰ تبارک صرف رجب شریف میں ہوسکتی ہے یا جب چاہیں کریں۔ اور اگر میت پر اتنی قضا نمازیں یا روزے ہوں کہ اُس کے غریب ورثا ہر نماز کے بدلے ۱۷۵ ½ روپے بھر گیہوں نہ دے سکیں تو اسقاط کا کیا طریقہ ہے بینوا توجروا۔

الجواب

تبارک ہر مہینے میں ہوسکتی ہے یہ تعینات بغرض تحفظ دیا دہانی ہوتے ہیں۔ اور میت کے ورثا جس قدر پر قادر ہوں مسکین کو بہ نیت کفارہ دیکر قابض کردیں وہ بعد قبضہ اپنی طرف سے وارث کو ہبہ کردے وارث بعد قبضہ پھر بہ نیت کفارہ مسکین کو دے اسی طرح دَور کریں یہاں تک کہ مقدار مطلوب ادا ہوجائے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۱ - علمائے اسلام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ افیون کی تجارت اور اُس کی دُکان کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

افیون کی تجارت دوا کے لئے جائز اور افیونی کے ہاتھ بیچنا ناجائز ہی لان المعصیۃ

تقوم بعینہ وکل ماکان کذلک کرہ بیعہ کما فی تنویر الابصار واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۲ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ (۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں۔ (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں خود بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں توجہ ایسی دیتے ہیں کہ عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں اُچھلتی کودتی ہیں اور اُن کی آواز مکان سے باہر دور سنائی دیتی ہے ایسی بیعت ہونا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم (۲) یہ صورت محض خلاف شرع وخلاف حیاء ہے ایسے پیر سے بیعت نہ چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زندگی کا بیمہ کرنا شرعًا جائز ہے یا حرام صورت اُس کی یہ ہے جو شخص زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اُس سے یہ قرار پاجاتا ہے کہ ۵۵ سال یا ۶۰ سال یا ۵۰ سال کی عمر تک مبلغ دو ہزار روپیہ للعہ یا ۷ روپیہ ماہوار کے حساب سے تنخواہ میں سے وضع ہوتے رہیں گے اگر وہ شخص ۵۵ سال تک زندہ رہا تو خود اُس کو اور اگر میعاد مقررہ کے اندر مرگیا تو اُس کے ورثا کو دو ہزار روپیہ یکمشت ملیگا خواہ وہ بیمہ کرانے کے بعد اور اُس کی منظوری آنے کے بعد فوراً ہی مرجائے اور اگر میعاد مقررہ تک زندہ رہا تو بھی وہی دو ہزار ملیگا یہ بیمہ گورنمنٹ کی جانب سے ہو رہا ہے کسی کمپنی وغیرہ کو اس سے تعلق نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جبکہ یہ بیمہ صرف گورنمنٹ کرتی ہے اور اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے کوئی حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اُس کے سبب اُس کے ذمہ کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو جیسے روزوں یا حج کی ممانعت واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۴ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ زید کا دادا پٹھان تھا دادی اور والدہ سیدانی اس صورت میں زید سید ہے یا پٹھان بینوا توجروا۔

الجواب

شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے جس کے باپ دادا پٹھان یا مغل یا شیخ ہوں وہ انھیں قوموں سے ہوگا اگرچہ اس کی ماں اور دادی اور پردادی سب سیدانیاں ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا من ادعی الی غیر ابیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لایقبل اللہ منہ یوم القیمۃ صرفا ولا عدلا ہذا مختصر جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو نسبت کرے اس پر خدا اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول کرے نہ نفل بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وغیرہم نے یہ حدیث مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن وامام حسین اور ان کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے ٹھہرے پھر جو ان کی خاص اولاد ہے ان میں بھی وہی قاعدہ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں اسلئے سبطین کریمین کی اولاد سید ہیں نہ بنات فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائیں گی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۵ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ صفر کے اخیر چہارشنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض سے صحت پائی تھی بنابر اس کے اس روز کھانا وشیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں علی ہذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں کہیں اس روز کو نحس ونامبارک جان کر گھر کے پرانے برتن گلی توڑ ڈالتے ہیں اور تعویذ وچھلہ چاندی کے اس روز کی

صحت بخشی جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں یہ جملہ امور بربنائے صحت پانے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمل میں لائے جاتے ہیں لہذا اصل اسکی شرع میں ثابت ہی کہ نہیں اور فاعل عامل اسکا بربنائے ثبوت یا عدم ثبوت معصیت ہوگا یا قابل ملامت تادیب۔ بینوا توجروا

الجواب

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اُس دن صحت یابی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اُس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے آخر اربعاء من الشہر یوم نحس مستمر اور مروی ہوا ابتدائی ابتلائے سیدنا ایوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم اسی دن تھی اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضاعت مال ہے بہر حال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۶ - نماز کے وقت مسجد میں تمام نمازی کسی شخص کے آنے پر تعظیماً کھڑے ہونا اور مثل سجدہ کے قدموں پر سر رکھکر بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

عالم دین اور سلطان الاسلام اور علم دین میں اپنا استاذ ان کی تعظیم مسجد میں بھی کیجائیگی اور مجالس خیر میں بھی اور تلاوت قرآن عظیم میں بھی عالم دین کے قدموں پر بوسہ دینا سنت ہے اور قدموں پر سر رکھنا جہالت واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۷ - کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ اگر زوجہ کے نان و نفقہ خبر گیری اخراجات کا بار زوج کا والدیا کوئی عزیز واراٹھاتا ہو اور وہ عورت کو والدین کے یہاں جانے کی اجازت تو خاوند زوجہ کو جانے سے روک سکتا ہے اور عورت بلا اجازت خاوند کے جانے سے گنہگار ہوگی یا زوج کو روکنا جائز نہیں ہے اور زوجہ جانے سے گنہگار نہ ہوگی بینوا توجروا۔

الجواب

اگر مہر معجل نہ تھا یا جس قدر معجل تھا ادا ہو گیا تو چند مواضع حاجت شرعیہ جن کا استثنا فرما دیا گیا مثلاً والدین کے یہاں آٹھویں دن دیگر محارم کے یہاں سال پیچھے دن کے دن کو جانا اور شب شوہر ہی کے یہاں کرنا وغیر ذلک ان کے سوا کسی جگہ عورت کو بے اذن شوہر جانے کی اجازت نہیں اگر جائے گی گنہگار ہوگی شوہر روکنے کا اختیار رکھتا ہے اگرچہ نفقہ کا بار دوسرا شخص اٹھاتا اور وہ دوسرا عورت کو جانے کی اجازت دیتا ہو اس کی اجازت مہمل ہوگی اور شوہر کی ممانعت واجب العمل، علما تصریح فرماتے ہیں کہ بعد ادائے مہر معجل عورت مطلقاً پابند شوہر ہے اس میں کوئی قید و تخصیص ادائے نفقہ و تکفل حوائج کی نہیں فرماتے درمختار میں ہے لہا الخروج من بیت زوجہا للحاجۃ ولہا زیارۃ اہلہا بلا اذنہ مالم تقبض المعجل فلا تخرج الا لحق لہا اوعلیہا اوزیارۃ ابویہا کل جمعۃ مرۃ اوالمحارم کل سنۃ ولکونہا قابلۃ اوغاسلۃ لافیما عدا ذلک رد المحتار میں ہے قولہ فلا تخرج جواب شرط مقدر ای فان قبضتہ فلا تخرج الخ والد کا متکفل نفقۂ پسر و زن پسر ہونا تو ہمارے بلاد میں معمول ہے اور دیگر بعض اعزا بھی تبرعاً تکفل کریں تو یہ ضرور نہیں کہ شوہر نفقہ دینے سے منکر ہو۔ علمائے کرام تو اس صورت میں کہ شوہر نے ظلماً انفاق سے دست کشی کی یہاں تک کہ عورت محتاج نالش ہوئی تا آنکہ شوہر کو نفقہ دینے پر مجبور کرنے کیلئے حبس کی درخواست دی اور حاکم نے شوہر کا تعنت دیکھ کر اُسے قید کر دیا اسصورت میں تصریح فرماتے ہیں کہ عورت شوہر ہی کے گھر رہے بلکہ عورت پر واقعی اندیشۂ فساد ہو تو شوہر قید خانہ میں اپنے پاس رکھنے کی درخواست کر سکتا ہے اور محبس میں مکان تنہائی ہو تو حاکم عورت کو حکم دے گا کہ وہیں اُس کے پاس رہے ہندیہ میں ہے لو فرض الحاکم النفقۃ علی الزوج فامتنع من دفعہا وہو موسر وطلبت المرأۃ حبسہ فان یحبسہ کذا فی البدائع واذا احبسہ لاتسقط عنہ النفقۃ۔ ولو امر بالاستدانۃ حتی ترجع علی الزوج فان قال للقاضی احبسہا فان لی موضعا

فی الحبس خالیا فالقاضی لایحبسها معہ ولکنها تصبر فی منزل الزوج ویحبس الزوج لماکذا فی المحیط درمختار میں ہے وفی البحر عن مآل الفتاوے ولوخیف علیها الفساد تحبس معہ عند المتأخرین تو جب صریح ظلماً نفقہ نہ دینے پر بھی عورت پابند شوہر ہی رہی تو صورت سوال میں کیونکر خود مختار ہوسکتی ہے نفقہ نہ دینا رافع پابندی ہو تو نفقہ نہ دینا مسقط نفقہ ہو جائے اور عورت کو ہرگز دعوی نفقہ کا اختیار نہ رہے کہ نفقہ جزائے پابندی ہے جب پابندی نہیں نفقہ کس بات کا درمختار میں ہے النفقۃ جزاء الاحتباس وکل محبوس لمنفعۃ غیرہ یلزمہ نفقۃ لمفت وقاضی ووصی زیلعی الخ **اقول** وایاک ان تتوہم ان النفقۃ اذا کانت جزاء الحبس فاذا عدمت عدم وذلک لان وجوبها متفرع عنہ فوجوب الاحتباس علیها متقدم علی وجوب النفقۃ علیہ لاان الاحتباس متفرع علی الانفاق فان عدم عدم وبالجملہ ان کان لاتلازم فوجوب الانفاق لادوعہ فرع الوقوع لایتفع الملزوم واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۵ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کاشتکاروں پر بابت بقایا لگان یا کسی قرضدار پر بابت قرض نالش کرنے پر جو خرچ کچہری بابت محنتانہ وغیرہ علاوہ اصل رقم کے دلادے وہ لینا سوائے سود کے کیسا ہے (ب) زید سے خالد پندرہ ہزار روپیہ تجارت کیلئے مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ میں سو روپے ماہوار نفع دونگا خواہ نفع ہو یا نہ ہو زید کو یہ نفع لینا کیسا ہے سود تو نہ ہوگا اس طرح نفع لینے کے جواز کی کوئی صورت شرعاً ہوسکتی ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

(الف) خرچہ جو مدعی کو دلایا جاتا ہے اُسے لینا حرام ہے والمسئلۃ فی العقود الدریہ ہاں کاشتکار یا قرضدار کفار ہو تو لے سکتا ہے لعدم العصمۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) یہ صورت حرام قطعی اور خالص سود ہے نفع لینا چاہے تو مضاربت کرے کہ اتنے روپے تمہیں دے ان سے تجارت کرو جو نفع ہو وہ نصف یا ثلث یا ربع یا اس قدر

جو حصہ نامعین قرار پایا مجھے دیا کر جو اُسے نفع ہوگا اُتنا حصہ سے دینا ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۹ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی منکوحہ عورت خالد کے ساتھ بھاگ گئی اور آٹھ دس برس کے بعد چند لڑکے اور لڑکیاں لیکر آئی زید کا انتقال ہوگیا وہ اولاد زید کی اولاد شرعًا متصور ہو کر زید کا ترکہ پائیں گی یا بوجہ اولاد الزنا ہونے کے ترکہ سے محروم رہیں گے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بچہ اپنی ماں کا یقینی جز ہے جس میں شک و احتمال کو اصلاً گنجایش نہیں کہہ سکتے کہ جو بچہ اس عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا شاید کسی دوسرے کا ہو اور باپ کی جزئیت جبتک خارج سے کوئی دلیل قاطع مثل اخبار خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قائم ہو نظر بحقیقت ظنی ہے۔ اگرچہ بحسب حکم شرعی و عرفی کا قطعی ہی جس میں تشکیک مخذول و نامقبول الولد للفراش والناس امناء علی انسابھم ولہذا النسب پر شہادت بتسامع و شہرت روا ہی پھر بھی اسی فرق حقیقی کا ثمرہ ہے کہ روز قیامت شان ستاری جلوہ فرمائیگی اور لوگ اپنی ماؤں کی طرف نسبت کرکے پکارے جائیں گے یہی فرق ہی کہ قرآن عظیم نے امہات کے حق میں تو اخبارًا فرمایا ان امھتھم الا الیٔ ولدنھم اُنکی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور حق آبا میں صرف انشائً فرمایا ادعوھم لاباٰئھم ھو اقسط عند اللہ اُنھیں اُن کے باپ کی طرف نسبت کرکے پکارو یہ زیادہ انصاف کی بات ہے اللہ کے یہاں نیز اس فرق کے ثمرات سے ہے کہ جانوروں میں نسب ماں سے ہے زید کا گھوڑا اور عمرو کی گھوڑی ہو تو بچہ عمرو کی ملک ہوگا نہ زید کی لان کان ھذا وجہ آخر انہ ینفصل منھا حیوانا دمنہ ماءً مھینا مگر کرامت انسان کے لئے رب عز و جل نے نسب باپ سی رکھا ہے کہ بچہ محتاج پرورش ہے محتاج تربیت ہے محتاج تعلیم ہے اور ان باتوں پر مردوں کو قدرت ہے نہ عورتوں کو جن کی عقل بھی ناقص دین

بھی ناقص اور خود دوسرے کی دست نگر۔ ولہذا بچہ پر رحمت کے لئے اثبات نسب میں ادنیٰ بعید سے بعید ضعیف سے ضعیف احتمال پر نظر رکھی کہ آخر امر فی نفسہ عند الناس محتمل ہے قطع کی طرف اُنھیں راہ نہیں غایت درجہ وہ اس پر یقین کر سکتے ہیں کہ فلاں نے عورت سے جماع کیا یا اس قدر اور بھی سہی کہ اُس کا نطفہ اس کے رحم میں گرا پھر اس سے بچہ اُس کا ہونے پر کیونکر یقین ہوا ہزار بار جماع ہوتا ہے نطفہ رحم میں گرتا ہے اور بچہ نہیں بنتا تو عورت جس کے پاس اور جس کے زیر تصرف ہے اُس میں بھی احتمال ہی ہے اور شوہر کہ دور ہو احتمال اُس کی طرف سے بھی قائم ہے ممکن ہے وہ طی ارض پر قدرت رکھتا ہو کہ ایک قدم میں دس ہزار کوس جائے اور چلا آئے ممکن کہ جن اُس کے تابع ہوں۔ ممکن کہ صاحب کرامت ہو۔ ممکن کہ کوئی عمل ایسا جانتا ہو ممکن کہ روح انسانی کی طاقتوں سے کوئی باب اُس پر کھل گیا ہو ۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ احتمالات عادۃً بعید ہیں مگر وہ پہلا احتمال شرعاً و اخلاقاً بعید ہے زنا کے پانی کے لئے شرع میں کوئی عزت نہیں تو بچے اولاد زانی نہیں ٹھہر سکتے اولاً اُس کی قرار پانی ایک عمدہ نعمت ہے جسے قرآن عظیم نے بلفظ ہبہ تعبیر کہ یھب لمن یشاء اناثا و یھب لمن یشاء الذکور اور زانی اپنی زنا کے باعث مستحق غضب و سزا ہے نہ کہ مستحق ہبہ و عطا ولہذا ارشاد ہوا وللعاھر الحجر زانی کے لئے پتھر تو اگر اُس احتمال بعید از روئے عادت کو اختیار نہ کریں بے گناہ بچے ضائع ہو جائیں کہ اُن کا کوئی باپ مربی معلم پرورش کنندہ نہ ہوگا لہذا ضرور ہوا کہ دو احتمالی باتوں میں کہ ایک کا احتمال عادۃً قریب اور شرعاً و اخلاقاً بہت بعید سے بعید اور دوسری کا احتمال عادۃً بعید اور شرعاً و اخلاقاً بہت قریب سے قریب اسی احتمال ثانی کو ترجیح بخشیں اور بعد عادی کے لحاظ سے بعد شرعی و اخلاقی کو کہ اس سے بدرجہا بدتر ہے اختیار نہ کریں اسمیں کونسا خلاف عقل و درایت ہے بلکہ اس کا عکس ہی خلاف عقل و شرع و اخلاق و رحمت ہے لہذا یہ حکم ارشاد ہوا کہ الولد للفراش وللعاھر الحجر ولہذا اگر زید اقصی مشرق میں ہے اور ہندہ منتہائے

مغرب میں اور بذریعہ وکالت اُن میں نکاح منعقد ہوا اُن میں بارہ ہزار میل سے زیادہ فاصلہ اور صدہا دریا پہاڑ سمندر حائل ہیں اور اسی حالت میں وقت شادی سے چھ مہینے بعد ہندہ کے بچہ ہوا بچہ زید ہی کا ٹھہریگا اور مجہول النسب یا ولد الزنا نہیں ہو سکتا درمختار میں ہے ثم اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینہما سنۃ فولدت لستۃ اشہر مذ تزوجہا لتصور کرامۃ و استخداما فتح رد المحتار میں ہے قولہ بلا دخول المراد نفیہ ظاہرا والا فلا بد من تصورہ وامکانہ فتح القدیر میں ہے والتصور ثابت فی المغربیۃ لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوۃ او جنی صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کان عتبۃ بن ابی وقاص ای الکافر المیت علی کفرہ) عہد الی اخیہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ابن ولیدۃ زمعۃ منی فاقبضہ الیک (ای کان زنی بہا فی الجاہلیۃ فولدت فاوصی اخاہ بالولد) فلما کان عام الفتح اخذہ سعد فقال انہ ابن اخی وقال عبد بن زمعۃ اخی ابن ولیدۃ ابی ولد علی فراشہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو لک یا عبد بن زمعۃ الولد للفراش وللعاہر الحجر وفی روایۃ ہو اخوک یا عبد بن زمعۃ من اجل انہ ولد علی فراش ابیہ اھ مختصرا مزیدا ما بین الہلالین - بالجملہ ان میں جو بچے زید کی زندگی میں پیدا ہوئے یا زید کی موت کے بعد عدت کے اندر یا چار مہینے دس دن پر عورت نے عدت گزر جانے کا اقرار نہ کیا ہو تو موت زید سے دو برس کے اندر یا اقرار انقضاء عدت کر چکی ہو تو اُس دن سے چھ مہینے کے اندر پیدا ہوئے ہوں وہ سب شرعاً اولاد زید قرار پائیں گے اور زید کا ترکہ اُن کو ملیگا ہاں جو موت زید سے دو برس کے بعد یا بصورت اقرار زن یا بقضائے عدت اُس دن سے چھ مہینے کے بعد پیدا ہوئے وہ نہ اولاد زید ہیں نہ اُس کا ترکہ پائیں درمختار میں ہے یثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منہما (ای من سنتین مش) من وقت الموت اذا کانت کبیرۃ ولو غیر مدخول بہا وان لاکثر منہما وقت لا یثبت بدائع وکذا المقرۃ بمضیہا لو لاقل من اقل مدتہ من وقت الاقرار

لمتقین یکذبہا والا لا احتمال حدوثہ بعد الاقرار اھ ملخصا واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں آیا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں عقیقہ وختنہ میں لوگوں کو بغرض ادائے اُن سُنن کے بلاتے تھے یا نہیں اگر نہیں بلاتے تھے تو یہ بدعت سیئہ ہے یا نہیں۔ وقت رخصتی جیسا کہ ہندوستان میں رسم بھات کی ہے آیا اُن کی کچھ اصلیت ثابت ہے اور بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی رخصتی کے وقت بھی کچھ کھانا تقسیم کیا گیا تھا یا نہیں اور نیوتے کی رسم شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ آیا یہ بات کہ شارع علیہ السلام نے دعوت ولیمہ کی بابت فرمایا اور خود بھی حضور نے متعدد بار اس پر عمل کیا اور کبھی صاحبزادیوں کی رخصتی میں کھانے کی بابت نہ فرمایا اور نہ کیا اس کے بدعت سیئہ ہونے کے لئے کافی نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

عقیقہ شکر نعمت ہے اور نعمت کے لئے اعلان کا حکم قال اللہ تعالیٰ واما بنعمۃ ربک فحدث اور دعوت موجب اعلان۔ اور بدعت سیئہ وہ ہے کہ رد سنت کرے نہ وہ کہ تائید کما نص علیہ الائمۃ قدیما وحدیثا منہم حجۃ الاسلام فی الاحیاء والعلامۃ سعد فی شرح المقاصد والسید عارف باللہ عبد الغنی فی الحدیقۃ الندیۃ لاجرم ردالمحتار میں فرمایا بعق عقیقۃ مرق لحما نیا اوطبخہ مع اتخاذ دعوۃ اولا یوہیں ختنہ کا اعلان سنت ہی کمان السنۃ فی الخفاض الخلفار علما نے دعوتیں گیارہ گنائیں اُن میں دعوت ختنہ ودعوت عقیقہ بھی ہے بعض نے آٹھ گنیں اُن میں یہ دونوں داخل شرح شرعۃ الاسلام میں ہے قیل الضیافۃ ثمانیۃ الولیمۃ للعرس والاعذار للختان والعقیقۃ لسابع الولادۃ الخ علما نے مطلقا اجابت دعوت کو سنت فرمایا ولیمہ ہو یا اور بنایہ پھر طحطاوی پھر ردالمحتار میں ہے اجابۃ الدعوۃ سنۃ ولیمۃ او غیرہا نکاح کے بھی اعلان کا حکم ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلنوا النکاح رواہ احمد وابن حبان والطبرانی والحاکم وابو نعیم عن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سند احمد صحیح

وزاد الترمذی والبیہقی عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف اور وہ لڑکے والوں ہی کے ساتھ خاص نہیں دونوں طرف اعلان چاہیئے ابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال نکحت عائشۃ ذات قرابۃ لہا من الانصار فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اہدیتم الفتاۃ قالوا نعم قال ارسلتم معہا من تغنی الحدیث اور طعام موجب جمع ہے اور جمع موجب اعلان معہذا اطعام حاضرین سنن اہل کرم و مروت سے ہے خصوصاً جبکہ طول اقامت ہو اتباع فعل میں ہے۔ علی تفصیل فیہ نہ عدم فعل میں فانہ غیر مامور بل ولا مقصود کما فی غمز العیون خصوصاً امور عادیہ میں اور حکم ہے کہ خالقوا الناس باخلاقہم علما فرماتے ہیں الخروج عن العادۃ شہرۃ ومکروہ رب عزوجل فرماتا ہے ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا جو نہ آئی ہے نہ نہی وہ نہ خذوا میں داخل نہ انتہوا میں یعنی نہ واجب نہ منع بلکہ مباح ہے یہ تمام مباحث ہمارے رسائل رد وہابیت میں طے ہو چکے۔ ہاں نیت مذموم یا باعث مذموم یا طور مذموم پر ولیمہ بھی ہو تو وہ بھی مذموم ہو جائیگا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمۃ معہذا فرمایا ومن لم یجب الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ نیوتے کی رسم ایک محمود قصد یعنی معاونت اخوان سے رکھی گئی کہ وقت حاجت ایک کا کام سو کی اعانت سے نکل جائے نہ اُس پر سارا بار ہو نہ سوال وغیرہ سے خرج دعار ہو۔ پھر معاونوں میں جسے یہ معاملہ پیش آئے وہ معاون اور باقی اخوان اُس کی اعانت کریں وہکذا اس میں جبکہ عرفاً معاوضہ مقصود ہو قرض ہے اور اُس کی ادا واجب فان المعروف کالمشروط فتاوٰے خیریہ میں ہے سئل فیما اعتادہ الناس فی الاعراس والافراح والرحوع من الحج من اعطار الثیاب والدراہم و ینتظرون بہ لہ عند ما یقع لہم مثل ذلک ما حکمہ اجاب انکان العرف شائعا فیما بینہم انہم یعیدون ذلک بالخذہ وابدلہ کان حکمہ کحکم القرض الخ اُسی میں ہے انکان العرف قاضیا بانہم یدفعونہ علی وجہ البدل یلزم الوفاء بہ ان مثلیا فمثلہ وان قیمیا فبقیمتہ وان کانوا یدفعونہ علی وجہ الہبۃ

والا ینظرون فی ذلک الی اعطار البدل فحکمہ حکم الہبۃ الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۱ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتاب ارشاد رحمانی تصنیف مولوی محمد علی سابق ناظم ندوہ جن کی بابت اُن کے ایک پیر بھائی نے مجھ سے کہا کہ وہ اب سابق افعال و کوشش متعلق ندوہ سے تائب ہو گئے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم متعلق حالات مولانا فضل الرحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ بخاری شریف کے سبق میں حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے ذکر پر احمد میاں نے کہا کہ کرشن کے سولہ ہزار گوپیاں تھیں اس پر مولانا مرحوم نے فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور مصنف نے اس کے بعد لکھا ہی کہ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی مُردے کے کفر پر تا وقتیکہ ثبوت شرعی نہ ہو حکم نہ لگانا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لکل قوم ھاد اس تقدیر پر ہو سکتا ہے کہ رامچندر اور کرشن ولی یا نبی ہوں لہذا فدوی مکلف خدمت فیضدرجت ہی کہ کیا حضرت مرزا مظہر جان جاناں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مکتوب وغیرہ میں یہ لکھا ہے اور حضور نے ملاحظہ فرمایا ہے قول مذکور متعلق رامچندر و کرشن مرزا صاحب علیہ الرحمہ نے کسی شخص کے خواب کی تعبیر میں فرمایا ہے یہ بھی اُسی کتاب میں مرقوم ہے۔

(۲) جو پتا یا درخت بوجہ غفلت تسبیح گر جاتا ہے یا جانور ذبح کر دیا جاتا ہے تو پھر بعد سزائے غفلت اُن کا تسبیح میں مشغول ہونا ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب

مولوی محمد علی صاحب نہ خیالات سابقہ سے تائب ہوئے نہ اس حکایت کی کچھ اصل جو مولانا فضل الرحمن صاحب کی طرف منسوب ہوئی۔ نہ یہ بات جناب مرزا صاحب نے کسی خواب کی تعبیر میں کہی بلکہ کسی خط کے جواب میں ایک مکتوب لکھا ہے اُس میں ہندوں کے دین کو محض بربنائے ظن وتخمین دینی دی گمان کرنیکی جزو کوشش فرمائی ہے بلکہ معارف و مکاشفات وعلوم عقلی و نقلی میں اُن کا یہ طولیٰ مانا ہے اور اُن کے اعتقاد تناسخ کو کفر سے

جدا بلکہ اُن کی بُت پرستی کو شرک سے منزہ اور صوفیہ کرام کے تصور برزخ کے مثل مانا ہے اور بحکم لکل امۃ رسول ہندوستان میں بھی بعثت انبیا ہونا اور ان کے بزرگوں کا مرتبہ کمال و تکمیل رکھنا لکھا ہے مگر رام یا کرشن کسی کا نام نہیں باینہمہ فرمایا ہے درشان آنہا سکوت اولی ست نہ مارا جزم بکفر و ہلاک اتباع آنہا لازم ست و نہ یقین بنجات آنہا بر ما واجب و مادہ حسن ظن متحقق ست یہ اُس تمام مکتوب کا خلاصہ ہے ان حضرات کا حال قبیل اظہار خود آشکار۔ اگر یہ مکتوب مرزا صاحب کا ہے اور اگر اُن کا بے دلیل فرمانا سند میں پیش کیا جا سکتا ہے تو اُن سے بدرجہا اقدم و اعلم حضرت زبدۃ العارفین سید نا میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ السامی سبع سنابل شریف میں بارگاہ رسالت میں پیش اور سرکار کو مقبول ہو چکی منشا میں فرماتے ہیں مخدوم شیخ ابو الفتح جون پوری را در ماہ ربیع الاول بجہت رسول علیہ الصلاۃ والسلام از دہ جا استدعا آمد کہ بعد از نماز پیشین حاضر شوند ہر دہ استدعا قبول کردند حاضران پرسیدند اے مخدوم ہر دہ استدعا را قبول فرمودید و ہر جا بعد از نماز پیشین حاضر باید شد چگونہ میسر خواہد آمد فرمود کشن کہ کافر بود چند صد جا حاضر میشد اگر ابو الفتح دہ جا حاضر شود چہ عجب بات یہ ہے کہ نبوت و رسالت میں اوہام و تخمین کو دخل نہیں اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ اللہ و رسول نے جن کو تفصیلاً نبی بتایا ہم اُن پر تفصیلاً ایمان لائے اور باقی تمام انبیاء اللہ پر اجمالاً لکل امۃ رسول اسے مستلزم نہیں کہ ہر رسول کو ہم جانیں یا نہ جانیں تو خواہی نخواہی اندھے کی لاٹھی سے ٹٹولیں کہ شاید یہ ہو شاید یہ ہو۔ کاہے کے لئے ٹٹولنا اور کاہے کے لئے شاید آمنا باللہ و رسلہ ہزاروں امتوں کا ہمیں نام و مقام تک معلوم نہیں وقرونا بین ذلک کثیرا قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام و کرشن کا ذکر تک نہیں اُن کے نفس وجود پر سوا تواتر ہنود کے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ واقعی کچھ اشخاص تھے بھی یا محض انیاب اغوال و رجال بوستان خیال کی طرح اوہام تراشیدہ ہیں تواتر ہنود

اگر محبت نہیں تو اُن کا وجود ہی ناثابت اور اگر محبت ہے تو اُسی تواتر سے اُن کا فسق و فجور و لہو و لعب ثابت پھر کیا معنے کہ وجود کے لئے تواتر ہنوز مقبول اور احوال کے لئے مردود مانا جائے اور انھیں کامل و مکمل بلکہ ظننا معاذ اللہ انبیا و رسل جانا جائے واللہ الہادی واللہ تعالےٰ اعلم۔

(۲) رب عز و جل فرماتا ہے تسبح لہ السمٰوٰت السبع والارض ومن فیہن وان من شیئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحھم اُس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کوئی اُن میں ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم اُن کی تسبیح نہیں سمجھتے یہ کلیہ عامہ جمیع اشیاء عالم کو شامل ہے ذی روح ہوں یا بے روح اجسام محضہ جنکے ساتھ کوئی روح نباتی بھی متعلق نہیں دائم التسبیح ہیں کہ ان من شیئ کے دائرے سے خارج نہیں مگر اُن کی تسبیح بے منصب ولایت نہ مسموع نہ مفہوم اور وہ اجسام جن سے روح انسی یا ملکی یا جنی یا حیوانی یا نباتی متعلق ہے اُن کی دو تسبیحیں ہیں ایک تسبیح جسم کہ اُس روح متعلق کے اختیار نہیں وہ اُسی ان من شیئ کے عموم میں اُس کی اپنی ذاتی تسبیح ہے دوسری تسبیح روح یہ ارادی اختیاری ہے اور برزخ میں ہر مسلمان کو مسموع مفہوم اس تسبیح ارادی میں غفلت کی سزا حیوان و نبات کو قتل و قطع سے دی جاتی ہے اور اُس کے بعد یا جب جانور مر جائے یا نبات خشک ہو جائے منقطع ہو جاتی ہے ولہذا ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ تر گھاس مقابر سے نہ اکھیڑیں فانہ مادام رطبا یسبح للہ تعالیٰ فیونس المیت کہ وہ جبتک تر ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے تو میت کا دل بہلتا ہے مگر قتل و قطع و موت و یبس کے بعد بھی وہ تسبیح کہ نفس جسم کی تھی جب تک اس کا ایک جزو لا یتجزی بھی باقی رہے گا منقطع نہ ہوگی کہ ان من شیئ الا یسبح بحمدہ اسے روح سے تعلق نہ تھا کہ تعلق روح نہ رہنے سے منقطع ہو واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ مسائل الصحف علیٰ رسول مولنا السید الصحف

۱۳۳۹ھ

مسئلہ ۱۰۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

(یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک)

قبلہ کونین وکعبہ دارین دامت برکاتہم بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حصول سعادت ستانہ بوسی التماس اینکہ بفضلہ تعالیٰ کترین بخیریت ہے صحتوری ملازمان سامی کی بدام بارگاہ احدیت سے مطلوب - اشتہار اسلامی پیام میں عبدالماجد کے اس لکھنے پر کہ "مسلمان ڈوب رہا ہے نامسلم تیراک ہاتھ دے تو جان بچانا چاہیئے یا نہیں" یوں درج ہے کہ مسلمان کو اگر ڈوبنے پر یقین نہ ہو ہاتھ پاؤں مارکر بچ جانیکی امید ہو یا کوئی مسلمان فریادرس خواہ کوئی درخت وغیرہ ملنے کا ظن ہو تو کافر کو ہاتھ دینے کی اجازت نہیں الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے معاملت کی بھی اجازت نہو۔ اُن سی علاج بھی نہ کرائے لا یالونکم خبالا سے کیا مقصود ہے آیا دین کے معاملہ میں کفار محارب فی الدین نقصان پہنچانے میں کمی نہ کرینگے یا ہر معاملہ میں اور ہر وقت جب موقع پائیں۔ اور ایک کافر کہ غیر محارب ہو تفسیر کبیر میں آیۂ کریمہ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم الی آخرالآیۃ کے متعلق لکھا ہے وقال اہل التاویل ہذہ الآیۃ تدل علی جواز البر بین المشرکین والمسلمین وان کانت الموالاۃ منقطعۃ رسالہ الرضا بابت ماہ ذیقعدہ حصہ ملفوظات صفحہ ۸۶ میں ہے "حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں بخلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے" جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار ومرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے الخ بعض کفار کی آنکھوں میں سلائی پھروانا تو قصاصًا تھا۔ کیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قبل نزول

آیت یایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین نرمی نہ فرماتے تھے اور کیا جو رجوع نہ لانے والے تھے اُن سے بہ شدت پیش آتے تھے یا پہلے اُن سے بھی نرمی سے پیش آتے کفار مختلف طبائع کے تھے اور ہیں۔ بعض کو اسلام اور مسلمانوں سے سخت عداوت ہے اور بعض کو بہت کم۔ کیا سب سے یکساں حکم ہے یا امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں اُن سے حسب مراتب تدریجاً سختی کرنے کا حکم ہے اور محارب غیر محارب کا فرق کیا ہے۔

حضور فدوی کو اس مسئلہ میں کہ مرتدہ کا نکاح باقی رہتا ہے فتاوے کی کتابوں کے خلاف ہونیکی وجہ سے تعلیماً ن رہتا ہے حضور کے فتاوے میں اور کتابوں کے خلاف لکھا ہے۔ گو بعض احکام بوجہ اختلاف زمانہ مختلف ہو جاتے ہیں لیکن فتاوے ہندیہ جو قریب زمانہ کی ہے اُس میں بھی نہیں ہے اگرچہ بوجہ سلطنت اسلامیہ نہ ہونیکے مرتدہ پر احکام شریعت نہیں جاری کئے جاسکتے مثلاً ضرب وغیرہ کے۔ لیکن جب وہ اسلام سے خارج ہو گئی تو نکاح کا باقی رہنا کیسا۔ کیا وہ ترکہ بھی اپنے سابق شوہر کا شرعاً پائیگی اور اُس کے مرنے پر اُس کا جو پہلے شوہر تھا ترکہ اُس کا شرعاً پائیگا۔ اگر کفار غیر محارب کے ہمراہ محارب کفار کا مقابلہ کیا جائے اور محارب کفار کو غیر محارب کی امداد سے نقصان پہنچایا جائے، تو کیا گناہ ہے اُسی اسلامی پیغام میں ہے "اب جو قرآن کو جھٹلائے وہ مشرک یا مرتد کو ڈوبنے سے نجات دینے والا حامی ومددگار جانے" کیا نعوذ باللہ جتنے مسلمان کفار سے علاج کراتے ہیں اور معاملات میں اُن سے مدد لیتے ہیں سب قرآن کو جھٹلاتے ہیں فقط

والتسلیم عریضہ ادب فدوی محمد آصف یغفراللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المؤمنین والمومنات بحرمتہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولنا المکرم اکرمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ارشاد الٰہی یایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ۔ عام ومطلق ہے کافر کو رازدار بنانا مطلقاً

ممنوع ہے اگرچہ امور دنیویہ میں ہو وہ ہرگز تا قدر قدرت ہماری بدخواہی میں کمی نہ کرینگے
اقول صدق اللہ ومن اصدق من اللہ قیلا سیدنا امام اجل حسن بصری رضی اللہ
تعالےٰ عنہ نے حدیث لا تستضیئوا بنار المشرکین (مشرکین کی آگ سے روشنی نہ لو) کی تفسیر
فرمائی کہ اپنے کسی کام میں ان سے مشورہ نہ لو اور اُسے اسی آیۂ کریمہ سے ثابت بتایا ابویعلی
مسند اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم تفاسیر اور بیہقی شعب الایمان
میں بطریق ازہر بن راشد انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال قال
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تستضیئوا بنار المشرکین قال فلم ندر ما ذلک حتی
اتوا الحسن فسالوہ فقال نعم یقول لا تستشیروہم فی شیٔ من امورکم قال الحسن وتصدیق ذلک
فی کتاب اللہ تعالیٰ ثم تلا ہذہ الآیۃ یاایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم
امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی آیت کریمہ سے کافر کو محرر بنانا منع فرمایا
ابن ابی شیبہ مصنف اور ابنائے حمید و ابی حاتم رازی تفاسیر میں اُس جناب سے راوی
انہ قیل لہ ان ہہنا غلاما من اہل الحیرۃ حافظا کاتبا فلو تخذتہ کاتبا قال اتخذت اذن بطانۃ
من دون المومنین تفسیر کبیر میں انھیں امور دنیویہ میں اُن سے مشاورت و موانست
کو سبب نزول کریمہ اور اس سے نہی مطلق کے لئے بتایا اور اُسے اس گمان کا کہ اُن سے
مخالفت تو دین میں ہے دنیوی امور میں بدخواہی نہ کریں گے رد ٹھہرایا کہ ان المسلمین کانوا
یشاورونہم فی امورہم ویؤانسونہم لما کان بینہم من الرضاع والحلف ظنا منہم انہم ان خالفوہم
فی الدین فہم ینصحون لہم فی اسباب المعاش فنہاہم اللہ تعالیٰ بہذہ الآیۃ عنہ فمنع المومنین
ان یتخذوا البطانۃ من غیر المومنین فیکون ذلک نہیا عن جمیع الکفار وقال تعالےٰ
یاایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء وحمایؤکد ذلک ما روی
انہ قیل لعمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھھنا رجل من اھل الحیرۃ نصرانی
لا یعرف اقوی حفظا ولا احسن خطا منہ فان رایت ان تتخذہ کاتبا فامتنع

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منا ذلک وقال اذن اتخذت بطانۃ من غیر المؤمنین فقد جعل

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہذہ الآیۃ دلیلا علی النہی عن اتخاذ النصرانی بطانۃ اس سے جملہ انواع معاملت کیوں ناجائز ہوگئی بیع وشرا واجارہ واستیجار وغیرہا میں کیا رازدار بنایا اُسکی خیرخواہی پر اعتماد کرنا ہے جیسے چمار کو دام دے جوتا گنٹھوالیا بھنگی کو مہینہ دیا پاخانہ کموالیا۔ بزاز کو روپے دئے کپڑا مول لے لیا آپ تاجر ہے کوئی جائز چیز اُس کے ہاتھ بیچی دام نے لئے وغیرہ وغیرہ۔ ہر کافر حربی کافر محارب ہے حربی ومحارب ایک ہی ہے جیسے جدلی و مجادل وہ ذمی ومعاہد کا مقابل ہے۔ رازدار بنانا ذمی ومعاہد کو بھی جائز نہیں امیرالمومنین کا وہ ارشاد ذمی ہی کے بارے میں ہے یوہیں موالات مطلقاً جملہ کفار سے حرام ہے حربی ہوں یا ذمی۔ ہاں صرف در بارہ بر واحسان ان میں فرق ہے معاہد سے جائز ہے لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین عبارت کبیر منقولہ سوال کا یہی مطلب ہے یہی قول اکثر اہل تاویل ہے اور اسی پر اعتماد وتعویل ہے اور ائمہ حنفیہ کے یہاں تو اس پر اتفاق جلیل ہے خود کبیر میں زیر کریمہ لا ینھٰکم اللہ ہے الاکثرون علی انھم اہل العہد

وہذا قول ابن عباس والمقاتلین والکلبی ہم نے المحجۃ المؤتمنہ میں یہ مطلب نفیس جامع صغیر امام محمد وہدایہ[۲] درر[۳] الحکام وغایۃ البیان وکفایہ وجوہرہ نیرہ ومستصفے ونہایہ و فتح القدیر وبحر الرائق وکافی وتبیین[۱۲] الحقائق وتفسیر احمدی وفتح اللہ المعین وغنیہ والاحکام ومعراج الدرایہ وعنایہ ومحیط برہانی وچلپی زادہ وبدائع ملک العلماء سے ثابت کیا حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ہیں قبل ارشاد واغلظ علیھم انواع کے نرمی وعفو وصفح فرمائے۔ خود اموال غنیمت میں مؤلفۃ القلوب کا ایک سہم مقرر تھا مگر اس ارشاد کریم نے ہر عفو وصفح کو نسخ فرمادیا اور مؤلفۃ القلوب کا سہم ساقط ہوگیا وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظلمین نارا احاط بھم سرادقھا سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل الاساتذہ امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ

تعالیٰ عنہ جن کی نسبت امام فرماتے ہیں نے ان سے افضل کسی کو نہ دیکھا وہ کریمۂ واغلظ علیھم کو فرماتے ہیں نسخت ہذہ الآیۃ کل شیٔ من العفو والصفح قرآن عظیم نے یہود و مشرکین کو عداوت مسلمین میں سب کافروں سے سخت تر فرمایا لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیہود والذین اشرکوا مگر ارشاد یایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم وماوٰھم جہنم وبئس المصیر عام آیا اس میں کسی کا استثنا نہ فرمایا کسی وصف پر حکم کا مرتب ہونا اس کی علیت کا مشعر ہوتا ہے یہاں انھیں وصف کفر سے ذکر فرما کر ان پر جہاد و غلظت کا حکم دیا تو یہ سزا ان کے نفس کفر کی ہے نہ کہ عداوت مومنین کی اور نفس کفر میں وہ سب برابر ہیں الکفر ملۃ واحدۃ ہاں معاہد کا استثنا دلائل قاطعہ متواترہ سے ضرورۃً معلوم و مستقر فی الاذہان کہ حکم جاہد سنکر اس کی طرف ذہن جاتا ہی نہیں نفس النص لم یتعلق بہ ابتداء کما افادہ فی البحر الرائق تفاوت عداوت پر بنائے کار ہوتی تو یہود کا حکم مجوس سے سخت تر ہوتا حالانکہ امر بالعکس ہے اور نصاریٰ کا حکم یہود سے کمتر ہوتا حالانکہ یکساں ہے۔ ذمی و حربی کا فرکا فرق میں بتا چکا ہوں اور یہ کہ ہر حربی محارب ہے حسب حاجت ذلیل و قلیل ذمیوں سے خرمہو کے مقاتلہ و مقابلہ میں مدد لے سکتے ہیں ایسی جیسے سدھائے ہوئے مسخر کتے سے شکار میں امام سرخسی نے شرح صغیر میں فرمایا۔ والاستعانۃ باہل الذمۃ کالاستعانۃ بالکلاب اور بروایت امام طحاوی ہمارے ائمۂ مذہب امام اعظم و صاحبین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسمیں بھی کتابی کی تخصیص فرمائی مشرک سے استعانت مطلقاً ناجائز رکھی اگرچہ ذمی ہو۔ ان مباحث کی تفصیل جلیل الحجۃ المؤتمنہ میں ملاحظہ ہو۔ رہا کافر طبیب سے علاج کرانا خارجی یا ظاہر شو علاج جسمیں اسکی بدخواہی نہ چل سکے وہ تو لایأ لونکم خبالا سے بالکل بے علاقہ ہی اور دنیوی معاملات بیع و شرا و اجارہ و استیجار کی مثل ہے ہاں اندرونی علاج جسمیں اس کے فریب کو گنجائش ہو اسمیں اگر کافروں پر یوں اعتماد کیا کہ ان کو اپنی مصیبت میں ہمدرد اپنا دلی خیرخواہ اپنا مخلص باخلاص خلوص کے ساتھ ہمدردی کر کے اپنا دلی دوست بنانے والا اس کی

بیکسی میں اس کی طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھانے والا جانا تو بیشک آیہ کریمہ کا مخالفت ہے اور ارشاد آیت جان کر ایسا سمجھا تو نہ صرف اپنی جان بلکہ جان وایمان وقرآن سب کا دشمن اور انھیں اس کی خبر ہو جائے اور اس کے بعد واقعی دل سے اسکی خیر خواہی کریں تو کچھ بعید نہیں وہ تو مسلمان کے دشمن ہیں اور یہ مسلمان ہی نہ رہا فانہ منھم ہو گیا اگلی تو ولی تمنا یہی تھی قال تعالٰی ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء ان کی آرزو ہی کہ کسی طرح تم بھی ان کی طرح کافر ہو تو تم اور وہ ایک سے ہو جاؤ والعیاذ باللہ مگر الحمد للہ کوئی مسلمان آیہ کریمہ پر مطلع ہو کر ہرگز ایسا نہ جانیگا اور جانے تو آپ ہی اس نے تکذیب قرآن کی بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اس سے روٹیاں کماتے ہیں ایسا کریں تو بدنام ہوں دکان پھیکی پڑے کھل جائے تو حکومت کا مواخذہ ہو سزا ہو۔ یوں بدخواہی سے باز رہتے ہیں تو اپنے خیر خواہ ہیں نہ کہ ہمارے۔ اس میں تکذیب نہ ہوئی پھر بھی خلاف احتیاط وشنیع ضرور ہے خصوصاً یہود ومشرکین سے خصوصاً سربرآوردہ مسلمان کو جس کے کم ہونے میں وہ اشقیا اپنی فتح سمجھیں۔ وہ جسے جان وایمان دونوں عزیز ہیں اس بارے میں آیہ متلوہ لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یألونکم خبالا کسی کافر کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں گئی نہ کرینگے وکریمہ ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ اللہ ورسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو دخیلکار نہ بنانا وحدیث مذکور لا تستضیئوا بنار المشرکین مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو بس ہیں اپنی جان کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دیدینے سے زیادہ اور کیا رازدار ودخیل کار ومشیر بنانا ہوگا۔ امام محمد عبدری ابن الحاج کی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں واشد فی القبح واشنع ما ارتکبہ بعض الناس فی ہذا الزمان من معالجۃ الطبیب والکحال الکافرین الذین لا یرجی منہما نصح ولا خیر بل یقطع بغشہما واذیتہما لمن ظفرا بہ من المسلمین سیما ان کان المریض کبیرا فی دینہ او علمہ یعنی سخت تر قبیح وشنیع ہے وہ جس کا ارتکاب آج کل بعض لوگ کرتے ہیں۔ کافر طبیب اور ستیے سے علاج کرانا جن سی خیر خواہی

اور بھلائی کی امید در کنار یقین ہے کہ جس مسلمان پر قابو پائیں اس کی بد سگالی کرینگے اور
اُسے ایذا پہنچائیں گے۔ خصوصاً جبکہ مریض دین یا علم میں عظمت والا ہو پھر فرمایا انہم لا یعطون
احد من المسلمین شیأ من الادویة التی تضرہ ظاہر الا انہم لو فعلوا ذلک نظر غشہم وانقطعت مادة معاشہم
لکنہم یصفون لہ من الادویة ما یلیق بذلک المرض ویظہرون صنعتہ فیہ والنصح وقد یتعافی المریض فینسب
ذلک الی حذق الطبیب ومعرفتہ لینفع علیہ المعاش کثیر السبب ما یقع لہ من الثناء علی نصحہ فی
صنعتہ لکنہ یدس فی اثنائہ وصفہ حاجة لا یفطن لما فیہا من الضرر غالبا وتکون تلک الحاجة مما تنفع
ذلک المریض وینتعش منہ فی الحال لکنہ یعود علیہ بالضرر فی آخر الحال وقد یدس حاجة کما تقدم
ان جامع انتکس ومات وحاجة اخری یصح بعد استعمالہا لکنہ اذا دخل الحمام انتکس ومات وحاجة
اخری اذا استعملہا صح وقام من مرضہ لکن لہا مدة اذا انقضت عادة بالضرر وتختلف المدة
فی ذلک فمنہا ما یکون مدتہا سنة او اقل او اکثر الی غیر ذلک من غشہم وہو کثیر ثم یتعلل عدو اللہ ان ہذا
مرض آخر لیس لہ فیہ حیلة ویظہر التأسف علی ما اصاب المریض ثم یصف اشیاء تنفع لمرضہ لکنہا لا تفید
بعد ان فات الامر فیہ فیصح حیث لا ینفع نصحہ فیبقی ذلک منہ یعتقد انہ من الناصحین وہو من اکبر
الغاشین ؎

کل العداوة قد ترجی ازالتہا الا عداوة من عاداک فی الدین

یعنی وہ مسلمان کو کھلے ضرر کی دوا نہیں دیتے کہ یوں تو اُن کی بد خواہی ظاہر ہو جائے اور
اُن کی روزی میں خلل آئے بلکہ مناسب دوا دیتے اور اس میں اپنی خیر خواہی و فن دانی
ظاہر کرتے ہیں اور کبھی مریض اچھا ہو جاتا ہے جس میں اُن کا نام ہو اور معاش خوب چلے اور
اسی کے ضمن میں ایسی دوا دیدیتے ہیں کہ فی الحال مریض کو نفع دے اور آئندہ ضرر لائے
یا ایسی دوا کہ اس وقت مرض کھو دے مگر جب مریض جماع کرے مرض لوٹ آئے اور مر جائے
یا ایسی کہ سر دست تندرست کر دے مگر جب حمام کرے مرض پلٹے اور موت ہو یا ایسی کہ
اس وقت مریض کھڑا ہو جائے اور ایک مدت سال بھر یا کم و بیش کے بعد وہ اپنا رنگ لائے

اور ان کے سوا اُن کے فریبوں کے اور بہت طریقے ہیں۔ پھر جب مرض پلٹا تو اللہ کا دشمن یوں بہانے بناتا ہے کہ یہ جدید مرض ہے اس میں میرا کیا اختیار ہے اور مریض کی حالت پر افسوس کرتا ہی۔ پھر صحیح نافع نسخے بتاتا ہے مگر جب بات ہاتھ سے نکل گئی کیا فائدہ تو اُس وقت خیر خواہی دکھاتا ہے جب اُس سے نفع نہیں۔ دیکھنے والے اُسے خیر خواہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سخت تر بدخواہ ہی ۵

تمام دشمنیوں کا زوال ممکن ہے مگر عداوتِ دینی کہ یہ نہیں جاتی

پھر فرمایا وقد یستعملون النصح فی بعض الناس ممن لاخطر لہم فی الدین ولا علم وذلک ایضا من غشہم لانہم لو لم ینصحوا لما حصلت لہم الشہرۃ بالمعرفۃ بالطب ولتتعطل علیہم معاشہم وقد یفطن لغشہم ومن غشہم نصحہم لبعض ابناء الدنیا لیشتہروا بذلک وتحصل لہم الخطوۃ عندہم وعند کثیر ممن شابہہم ویتسلطون بسبب ذلک علی قتل العلماء والصالحین وہذا النوع موجود ظاہر وقد ینصحون العلماء والصالحین وذلک منہم غش ایضا لانہم یفعلون ذلک لکے تحصل لہم الشہرۃ و تظہر صنعتہم فیکون سببا الی اتلاف من یریدون اتلافہ منہم وہذا منہم مکر عظیم یعنی وہ کبھی عوام کے علاج میں خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی اُن کا مکر ہے کہ ایسا نہ کریں تو شہرت کیسے ہو روزی میں فرق آئے اور کبھی اُن کے فریب پر لوگ چرچ جائیں۔ یوہیں یہ فریب ہے کہ بعض رئیسوں کا علاج اچھا کرتے ہیں کہ شہرت اور اُس کے نزدیک اور اُس جیسوں کی نگاہ میں وقعت ہو پھر علما و صلحا کے قتل کا موقع ملے اور ایسے اب موجود و ظاہر ہیں اور کبھی علما و صلحا کے علاج میں بھی خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی فریب ہے کہ مقصود ساکھ بندھنا ہی۔ پھر جس عالم یا دیندار کا قتل مقصود ہے اُس کی راہ ملنا اور یہ اُن کا بڑا مکر ہے پھر اپنے زمانے کا ایک واقعہ ثقہ معتمد کی زبانی بیان فرمایا کہ مصر میں ایک رئیس کے یہاں ایک یہودی طبیب تھا رئیس نے کسی بات پر ناراض ہو کر اُسے نکال دیا وہ خوشامدیں کرتا رہا یہاں تک کہ رئیس راضی ہو گیا کا فر وقت کا منتظر رہا پھر رئیس کو کوئی سخت مرض ہوا میں طبیب مغربی طب پڑھ رہا تھا

لوگ انھیں بلانے آئے انھوں نے عذر کیا لوگوں نے اصرار کیا گئے اور مجھے فرما گئے میرے آنے تک بیٹھے رہنا تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کانپتے تھرتھراتے واپس آئے میں نے کہا خیر ہے فرمایا میں نے پوچھا کہ یہودی نے کیا نسخہ دیا معلوم ہوا کہ وہ رئیس کا کام تمام کرچکا میں اندر نہ گیا کہ ایک تو اس کے بچنے کی امید نہیں پھر یہ اندیشہ کہ کہیں یہودی میرے ذمے نہ رکھدے رئیس کل تک نہ بچے گا وہی ہوا کہ صبح تک اس کا انتقال ہوگیا۔ پھر فرمایا بعض لوگ کافر طبیب کے ساتھ مسلمان طبیب کو بھی شریک کرتے ہیں کہ جو نسخہ وہ بتائے مسلمان کو دکھالیں اس کے مکر سے امن سمجھتے ہیں اور اس میں کچھ حرج نہیں جانتے فرمایا وھذا لیس بشیئ ایضا من وجوہ الاول ان المسلم قد یغفل عن بعض ما صنعہ الثانی فیہ اقتدار الغیر بہ الثالث فیہ الاعانۃ لھم علی کفرھم بما یعطیہ لھم الرابع فیہ ذلۃ المسلم لھم الخامس فیہ تعظیم شانھم لاسیما ان کان المریض رئیسا وقد امر الشارع علیہ الصلوٰۃ والسلام بتصغیر شانھم وھذا عکسہ یہ بھی بوجوہ کچھ نہیں۔ ایک تو ممکن کہ جو دوا کافر نے بتائی اسوقت مسلمان طبیب کے خیال میں اس کا ضرر نہ آئے پھر اس کی دیکھا دیکھی اور مسلمان بھی کافر سے علاج کرائیں گے۔ فیس وغیرہ جو اسے دی جائے وہ اس کے کفر پر مدد ہوگی۔ مسلمان کو اس کے لئے تواضع کرنی پڑیگی علاج کی ناموری سے کافر کی شان بڑھے گی خصوصاً اگر مریض رئیس تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی تحقیر کا حکم دیا اور یہ اس کا عکس ہے پھر فرمایا ثم مع ذلک ما یحصل من الانس والود لھم وان قل الا من عصم اللہ وقلیل ما ھم ولیس ذلک من اخلاق اھل الدین پھر ان سب وجوہ کے ساتھ یہ ہے کہ اس سے ان کے ساتھ انس اور کچھ محبت پیدا ہوجاتی ہے اگرچہ تھوڑی ہی سہی سوا اس کے جسے اللہ محفوظ رکھے اور وہ بہت کم ہیں اور کافر سے انس اہل دین کی شان نہیں پھر فرمایا ومع ذلک یخشی علی دین بعض من یستطبھم من المسلمین ان سب قباحتوں کے ساتھ سخت آفت یہ ہے کہ کبھی ان سے علاج کرانے والے کے ایمان پر اندیشہ ہوتا ہے پھر اپنے بعض ثقہ معتمد برادران دینی کا واقعہ بیان فرمایا کہ

اُن کے یہاں بیماری ہوئی مریض نے ایک یہودی طبیب کی طرف رجوع پر اصرار کیا اُنھوں نے اُسے بلایا وہ علاج کرتا رہا ایک دن اُسے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہتا ہے موسٰے علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا دین قدیم ہے اُسی کو اختیار کرنا چاہیئے اور یوہیں کیا کیا بکتا رہا یہ ترساں و لرزاں جاگے اور عہد کرلیا کہ اب وہ میرے گھر نہ آنے پائے۔ راستے میں بھی وہ جہاں ملتا یہ اور راہ ہوجاتے کہ مبادا اُس کا وبال انھیں پہنچے امام فرماتے ہیں فہذا قدر حم لسبب انہ کان متقنے بہ فیخاف من استطبھم ولم یکن بہ متقنے ان یھلک معھم ولو لم یکن فیہ الا الخوف من ہذا الامر الخطر لکان متعینا ترکہ نکیف مع وجود ما تقدم ان صاحب پر تو یون رحمت ہوئی کہ زیر نظر عنایت تھے جو ایسا نہوا اور اُن سے علاج کرائے اُس پر خوف ہے کہ اُن کے ساتھ ہلاک ہوجائے اُن کے علاج میں اس شدید خطرناک خوف کے سوا اور کچھ نہوتا تو اسی قدر سے اُس کا ترک لازم ہوتا نہ کہ اور شناعتوں کے ساتھ جن کا ذکر گزرا۔ ان امام ناصح رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ان نفیس بیانوں کے بعد زیادت کی حاجت نہیں اور بالخصوص علمائے وعظمائے دین کے لئے زیادہ خطر کا مؤید امام مازری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا واقعہ ہے علیل ہوئے ایک یہودی معالج تھا اچھے ہوجاتے پھر مرض عود کرتا کئی بار یوہیں ہوا آخر اُسے تنہائی میں بلاکر دریافت فرمایا اُس نے کہا اگر آپ سچ پوچھتے ہیں تو ہمارے نزدیک اس سے زیادہ کوئی کار ثواب نہیں کہ آپ جیسے امام کو مسلمانوں کے ہاتھ سے کھو دوں۔ امام نے اُسے دفع فرمایا مولیٰ تعالےٰ نے شفا بخشی پھر امام نے طب کی طرف توجہ فرمائی اور اُس میں تصانیف کیں اور طلبہ کو حاذق اطبا کردیا اور مسلمانوں کو ممانعت فرمادی کہ کافر طبیب سے کبھی علاج نہ کرائیں یہود کے مثل مشرکین ہیں کہ قرآن عظیم نے دونوں کو ایک ساتھ مسلمانوں کا سب سے سخت تر دشمن بتایا اور لایالونکم خبالا تو عام کفار کے لئے فرمایا۔

عورت کا مرتدہ ہوکر نکاح سے نہ نکلنا تمام کتب ظاہر الروایۃ وجملہ متون وعامۂ شروح و فتاوائے قدیمہ سب کے خلاف ہی اور سب کے موافق۔ خلاف ہے قول صوری کے اور موافق ہے

قول ضروری کے۔ قول صوری وضروری کا فرق میرے رسالہ اجلی الاعلام بان الفتوی مطلقا علی قول الامام میں ملیگا کہ میرے فتادے جلد اول میں طبع ہوا اور اس کا قول ضروری کے موافق ہونا میرے فتوے سے کہ بجواب سوال علی گڑھ لکھا ظاہر اُس کی نقل حاضر ہوگی اور یہ حکم صرف نکاح میں ہے باقی تمام احکام ارتداد جاری ہونگے۔ نہ وہ شوہر کا ترکہ پائیگی نہ شوہر اُس کا۔ اگراپنے مرض الموت میں مرتدہ نہ ہوئی ہو نیز جبتک وہ اسلام لائے شوہر کو اُسے ہاتھ لگانا حرام ہوگا عٰلمگیری مثار مسئلہ مذکورہ سے خالی نہیں باب نکاح الکفار میں دیکھئے لواجرت کلمۃ الکفر علی لسانہا مغایظۃ لزوجہا او اخراجا لنفسہا عن جبالتہ اولاستیجاب المہر علیہ بنکاح مستانف تحرم علی زوجہا فتجبر علی الاسلام ولکل قاض ان یجدد النکاح بادنے شئ ولو بدینار سخطت اور ضیت ولیس لہا ان تتزوج الا بزوجہا قال الہندوانی انی اخذ بہذا قال ابو اللیث وبہ ناخذ کذا فی التمرتاشی اسی کے بیان میں درمختار میں ہی صرحوا بتعزیرہا خمسۃ وسبعین وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح بمہر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی والوالجلیۃ یہ احکام اسی طرح مذہب کے خلاف ہیں جب مرتدہ ہوتے ہی نکاح فوراً فسخ ہوگیا کہ ارتداد احدہما فسخ فی الحال پھر بعد عدت دوسرے سے اُسے نکاح ناجائز ہونا کیا معنے اور پہلے سے تجدید نکاح پر جبر کیا معنے۔ کیوں نہیں جائز کہ وہ کسی سے نکاح نہ کرے اور اس تجدید میں زبردستی ادنے سے ادنے مہر باندھنے کا ہر قاضی کو اختیار ملنا کیا معنے مہر عوض بضع ہے اور معاوضات میں تراضی شرط **اقول** بلکہ ان اکابر کے قول ماخوذ و مفتے بہ کو کہ قول ائمہ بخارا ہے فتوائے ائمہ بلخ رحمہم اللہ تعالیٰ سے جسے فقیر نے باتباع نہر الفائق وغیرہ اختیار کیا بُعد نہیں۔ تجدید نکاح بنظر احتیاط ہے اور شوہر پر حرام ہوجانا موجب زوال نکاح نہیں بارہا عورت ایک مدت تک حرام ہوجاتی ہے اور نکاح باقی ہے جیسے بحال نماز و روزہ رمضان و اعتکاف واحرام وحیض ونفاس یوہیں جبکہ زوجہ کی بہن سے نکاح کرکے قربت کرے زوجہ حرام ہوگئی یہاں تک کہ اُس کی بہن کو جدا

کرے اور اُس کی عدت گزر جائے بلکہ کبھی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور نکاح زائل نہیں جیسے حرمت مصاہرت طاری ہونے سے کہ متارکہ لازم ہے تو نکاح قائم ہے اور زن مفضاۃ کہ سبیلیں ایک ہو جائیں نکاح میں اصلا خلل نہیں اور حرمت ابدی و ائمہ نے المسائل منصوص علیہا فی الدر وغیرہ من الاسفار الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۱ - کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (۱) جمعہ کی اذان ثانی جو منبر کے سامنے ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر (۲) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں کہاں ہوتی تھی (۳) فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے یا نہیں (۴) اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر اذان کو مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اسی پر عمل لازم ہے یا رسم و رواج پر۔ اور جو رسم و رواج حدیث شریف و احکام فقہ سب کے خلاف پڑ جائے تو وہاں مسلمانوں کو پیروی حدیث و فقہ کا حکم ہے یا رسم و رواج پر اڑا رہنا (۵) نئی بات وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین و احکام ائمہ کے مطابق ہو یا وہ بات نئی ہے جو اُن سب کے خلاف لوگوں میں رائج ہو گئی ہو (۶) مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں یہ اذان مطابق حدیث و فقہ ہوتی ہے یا اُس کے خلاف اگر خلاف ہوتی ہے تو وہاں کے علمائے کرام کے ارشادات دربارۂ عقائد حجت ہیں یا وہاں کے تنخواہ دار موذنوں کے فعل اگرچہ خلاف شریعت و حدیث و فقہ ہوں (۷) سنت کے زندہ کرنیکا حدیثوں میں حکم ہے اور اُس پر سو شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے یا نہیں اگر ہے تو سنت زندہ کی جائے گی یا سنت مُردہ۔ سنت اُس وقت مردہ کہلائے گی جب اُس کے خلاف لوگوں میں رواج پڑ جائے یا جو سنت خود رائج ہو وہ مُردہ قرار پائے گی (۸) علماء پر لازم ہے یا نہیں کہ سنت مُردہ زندہ کریں اگر ہے تو کیا اُس وقت اُن پر یہ

اعتراض ہو سکے گا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے۔ اگر یہ اعتراض ہو سکے گا تو سنت زندہ کرنے کی صورت کیا ہوگی (۹) جن مسجدوں کے بیچ میں حوض ہے اُس کی فصیل پر کھڑے ہو کر منبر کے سامنے اذان ہو تو بیرون مسجد کا حکم ادا ہو جائیگا یا نہیں (۱۰) جن مسجدوں میں ایسے منبر بنے ہیں کہ اُن کے سامنے دیوار ہے اگر مؤذن باہر اذان دے تو خطیب کا سامنا نہ رہے گا وہاں کیا کرنا چاہیے۔ امید کہ دسوں مسئلوں کا جدا جدا جواب مفصل مدلل ارشاد ہو بینوا اجرا

الجواب

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

جواب سوال اول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یہ اذان مسجد کے باہر دروازے پر ہوتی تھی سنن ابی داؤد شریف جلد اول ص۱۶۲ میں ہے عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یوذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں۔ اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو۔ اگر اسکی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لئے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔

جواب سوال دوم جواب اول سے واضح ہو گیا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مروی ہے۔ اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ بعض صاحبوں نے بین یدیہ سے مسجد کے اندر ہونا سمجھتے ہیں غلط ہے۔ دیکھو حدیث میں بین یدی ہے اور ساتھ ہی علی باب المسجد ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہرۂ انور کے مقابل مسجد کے دروازہ پر ہوتی تھی بس اسی قدر بین یدیہ کے لئے درکار ہے۔

جواب سوال سوم | بیشک فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے فتاوی قاضی خاں طبع مصر جلد اول صفحہ ۷۸ لایوذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے فتاوی خلاصہ قلمی صفحہ ۶۲ لایوذن فی المسجد مسجد میں اذان نہ ہو خزانۃ المفتین قلمی فصل فی الاذان لایوذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان نہ کہیں فتاوی عالمگیری طبع مصر جلد اول صفحہ ۵۵ لایوذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان منع ہے بحر الرائق طبع مصر جلد اول صفحہ ۲۶۸ لایوذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان کی ممانعت ہے شرح نقایہ علامہ برجندی صفحہ ۸۴ فیہ اشعار بانہ لایوذن فی المسجد امام صدر الشریعۃ کے کلام میں اس پر تنبیہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ ہو غنیہ شرح منیہ صفحہ ۳۶۷ الاذان انما یکون فی المئذنۃ او خارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ اذان نہیں ہوتی مگر منارہ پر یا مسجد سے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر فتح القدیر طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۷۱ قالوا لایوذن فی المسجد علما نے مسجد میں اذان دینے کو منع فرمایا ہے ایضاً باب الجمعۃ صفحہ ۴۱۴ ہو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراہۃ الاذان فی داخلہ جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الٰہی ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد میں اس لئے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ طحطاوی علی مراقی الفلاح طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۲۸ یکرہ ان یوذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم یعنی نظم امام زندویسی پھر قہستانی میں ہے کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ اب زمانہ حال کے ایک عالم مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۲۴۵ میں لکھتے ہیں قولہ بین یدیہ ای مستقبل الامام فی المسجد کان او خارجہ والمسنون ہو الثانی یعنی بین یدیہ کے معنی صرف اسقدر ہیں کہ امام کے روبرو ہو مسجد میں خواہ باہر اور سنت یہی ہے کہ مسجد کے باہر ہو جب وہ تصریح کر چکے کہ باہر ہی ہونا سنت ہے تو اندر ہونا خلاف سنت ہوا تو اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ چاہے سنت کے مطابق کرو چاہے سنت کے خلاف دونوں باتوں کا اختیار ہے ایسا کون عاقل کہے گا بلکہ معنی وہی ہیں کہ بین یدیہ سے یہ سمجھ لینا کہ خواہی نخواہی کے مسجد کے اندر ہو غلط ہے اس کے معنی صرف اتنے ہیں کہ امام کے روبرو ہو اندر باہر کی تخصیص اس لفظ

مفہوم نہیں ہوتی لفظ دونوں صورتوں پر صادق ہے اور سنت یہی ہے کہ اذان مسجد کے باہر ہو تو ضرور ہے کہ وہی معنی لئے جائیں جو سنت کے مطابق ہیں۔ بہرکیف آنا اُن کے کلام میں بھی صاف مصرح ہے کہ اذان ثانی جمعہ بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مطابق سنت ہے تو بلاشبہہ مسجد کے اندر ہونا خلاف سنت ہے وللہ الحمد۔

جواب سوال چہارم ظاہر ہے کہ حکم حدیث و فقہ کے خلاف رواج پر اڑا رہنا مسلمانوں کو ہرگز نہ چاہیے۔

جواب سوال پنجم ظاہر ہے کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین و احکام و فقہ کے خلاف نکلی ہو وہی نئی بات ہے اسی سے بچنا چاہیے نہ کہ سنت و حکم حدیث و فقہ سے۔

جواب سوال ششم مکہ معظمہ میں یہ اذان کنارہ مطاف پر ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں مسجد الحرام شریف مطاف ہی تک تھی مسلک متقسط علی قاری طبع مصر صفحہ ۲۸۰۔ المطاف ہو ما کان فی زمنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجدا تو حاشیۂ مطاف بیرون مسجد و محل اذان تھا اور مسجد جب بڑھالی جائے تو پہلے جو جگہ اذان یا وضو کے لئے مقرر تھی بدستور مستثنیٰ رہے گی ولہذا اگر مسجد بڑھا کر کنواں اندر کرلیا وہ بند نہ کیا جائیگا جیسے زمزم شریف حالانکہ مسجد کے اندر کنواں بنانا ہرگز جائز نہیں فتاوی قاضی خاں و فتاوی خلاصہ و فتاوے عالمگیریہ صفحہ ۴۴ یکرہ المضمضۃ والوضوء فی المسجد الا ان یکون ثمہ موضع اعد لذلک ولا یصلی فیہ وہیں ہے لا یحفر فی المسجد بر ماء ولو قدیمۃ تترک کبئر زمزم تو مکہ معظمہ میں اذان ٹھیک محل پر ہوتی ہے مدینہ طیبہ میں خطیب سے بیس بلکہ زائد ذراع کے فاصلہ پر ایک بلند تکبرہ پر کہتے ہیں طریق ہندیہ سے تو یہ بھی خلاف ہوا اور وہ جو بین یدیہ وغیرہ سے منبر سے متصل ہونا سمجھتے تھے اس سے بھی رد ہو گیا تو ہندی فہم و طریقہ خود ہی دونوں حرم محترم سے جدا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ تکبرہ قدیم سے ہے یا بعد کو حادث ہوا اگر قدیم ہے تو مثل منارہ مسجد

ہوا کہ وہ اذان کیلئے مستثنیٰ ہے جیسا کہ غنیہ سے گزرا اور اسی طرح خلاصہ و فتح القدیر و برجندی کے صفحات مذکورہ میں ہے کہ اذان منارہ پر ہو یا مسجد سے باہر مسجد کے اندر نہ ہو اصلی تطہیر موضع وضو و چاہ ہیں کہ قدیم سے جدا کر دئیے ہوں نہ اسمیں حرج نہ اسمیں کلام اور اگر حادث ہے تو اس پر اذان کہنا بالائے طاق پہلے یہی ثبوت دیجئے کہ وسط مسجد میں ایک جدید مکان ایسا کھڑا کر دینا جس سے صفیں قطع ہوں کس شریعت میں جائز ہے۔ قطع صف بلاشبہ حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من قطع صفا قطعہ اللہ جو صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کردے رواہ النسائی والحاکم بسند صحیح عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ نیز علما نے تصریح فرمائی کہ مسجد میں پیڑ بونا منع ہے کہ نماز کی جگہ گھیر یگانہ کریہ بکبرہ کر چار جگہ سے گھیرتا ہے اور کتنی صفیں قطع کرتا ہے بالجملہ اگر وہ جائز طور پر بنا تو مثل منارہ ہے جس سے مسجد میں اذان ہونا نہ ہوا اور ناجائز طور پر ہے تو اسے ثبوت میں پیش کرنا کیا انصاف ہے اب ہمیں افعال مؤذنین سے بحث کی حاجت نہیں مگر جواب سوال کو گزارش کہ ان کا فعل کیا حجت ہو حالانکہ خطیب خطبہ پڑھتا ہے اور یہ بولتے جاتے ہیں جب وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیتا ہے یہ بآواز ہر نام پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے جاتے ہیں جب وہ سلطان کا نام لیتا ہے یہ بآواز دعا کرتے ہیں اور یہ سب بالاتفاق ناجائز ہے صحیح حدیثیں اور تمام کتابیں ناطق ہیں کہ خطبہ کے وقت بولنا حرام ہے۔ درمختار ورد المحتار جلد اول ص ۹۵۹ اما یفعلہ المؤذنون حال الخطبۃ من الترضی ونحوہ فمکروہ اتفاقا یعنی وہ جو یہ مؤذن خطبے کے وقت رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے جاتے ہیں یہ بالاتفاق مکروہ ہے یہی مؤذن نماز میں امام کی تکبیر پہنچانے کو جس وضع سے تکبیر کہتے ہیں اسے کون عالم جائز کہہ سکتا ہے مگر سلطنت کے وظیفہ داروں پر علما کا کیا اختیار۔ علمائے کرام نے تو اس پر یہ حکم فرمایا کہ تکبیر یوں کہنا اس طرح تو انکی نماز کی بھی خبر نہیں دیکھو فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳ درمختار ورد المحتار صفحہ ۶۱۵ خود مفتی مدینہ منورہ علامہ سید اسعد حسینی مدنی تلمیذ علامہ صاحب مجمع الانہر رحمہما اللہ تعالیٰ نے تکبیر میں

اپنے یہاں کے کبروں کی سخت بے اعتدالیاں تحریر فرمائی ہیں دیکھو فتاوے اسعدیہ جلد اول صفحہ ۸ آخر میں فرمایا ہے الحرکات المکبرین منھم فانا ابرؤا الی اللہ تعالیٰ منہ یعنی ان مکبرون کی جو حرکتیں جو کام ہیں میں اُن سے اللہ تعالیٰ کی طرف برارت کرتا ہوں اور اوپر اس سے بڑھ کر لفظ لکھا۔ پھر کسی عاقل کے نزدیک ان کا فعل کیا حجت ہو سکتا ہے نہ وہ علما ہیں نہ علما کے زیر حکم۔

جواب سوال ہفتم | بیشک احادیث میں سنت زندہ کرنے کا حکم اور اس پر بڑے بڑے ثوابوں کے وعدے ہیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ جس نے میری سنت زندہ کی بیشک اُسے مجھ سے محبت ہے اور جسے مجھ سے محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اللھم ارزقنا رواہ السجزی فی الابانۃ والترمذی بلفظ من احب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احیا سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورہم شیأ جو میری کوئی سنت زندہ کرے کہ لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو جتنے اس پر عمل کریں سب کے برابر اسے ثواب ملے اور اُن کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو رواہ الترمذی وروا ابن ماجۃ عن عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید جو فساد امت کے وقت میری سنت مضبوط تھامے اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے رواہ البیہقی فی الزہد اور ظاہر ہی کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی جو مُردہ ہو گئی ہو سنت مردہ جبھی ہوگی کہ اس کے خلاف رواج پڑ جائے۔

جواب سوال ہشتم | احیائے سنت علما کا تو خاص فرض منصبی ہے اور جس مسلمان سے ممکن ہو اس کے لئے حکم عام ہے ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی

مساجد میں اس سُنت کو زندہ کریں اور سنتو سنتو شہیدوں کا ثواب لیں اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے یوں ہو تو کوئی سُنت زندہ ہی نہ کر سکے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی سُنتیں زندہ فرمائیں اس پر اُن کی مدح آئی نہ کہ اُلٹا اعتراض کہ تم سے پہلے تو صحابہ و تابعین تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جواب سوال نہم حوض کے بانی مسجد نے قبل مسجدیت بنایا اگرچہ وسط مسجد میں ہو وہ اور اس کی فصیل ان احکام میں خارج مسجد ہے لانہ موضع اعد للوضوء کما تقدم

جواب سوال دہم لکڑی کا منبر بنائیں کہ یہی سُنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اُسے کوٹ محراب میں رکھکر محاذات ہو جائے گی اور اگر صحن کے بعد مسجد کی بلند دیوار ہے تو اُسے قیام مؤذن کے لایق تراش کر باہر کی جانب جالی یا کواڑ لگالیں۔

مسلمان بھائیو۔ یہ دین ہے کوئی دنیوی جھگڑا نہیں دیکھو کہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کیا ہے تمہاری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے حضرات علمائے اہلسنت سے **معروض** حضرات احیائے سُنت آپ کا کام ہے اس کا خیال نہ فرمائیے کہ آپ کے ایک چھوٹے نے اسے شروع کیا وہ بھی آپ ہی کا کرنا ہے آپ کے رب کا حکم ہے تعاونوا علی البر والتقوی اور اگر آپ کی نظر میں یہ مسئلہ صحیح نہیں تو غصہ کی حاجت نہیں بے تکلف بیان حق فرمائیے اور اُس وقت لازم ہے کہ ان دسوں سوالوں کے جُدا جُدا جواب ارشاد ہوں اور اُن کے ساتھ ان پانچوں سوالوں کے بھی (۱۱) مختار مجوع یا عبارت اور ان میں فرق کیا ہے (۱۲) کیا محتمل صریح کا مقابلہ ہو سکتا ہے (۱۳) تصریحات کتب فقہ کے سامنے کسی غیر کتاب فقہ سے ایک استنباط پیش کرنا کیسا ہے خصوصاً استنباط بعید یا جس کا منشا ہی غلط (۱۴) حنفی کو تصریحات فقہ حنفی کے مقابل کسی غیر کتاب حنفی کا پیش کرنا کیسا ہے (۱۵) قرآن مجید کی تجوید فرض عین ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا سب ہندی علما اسے بجا لاتے ہیں یا سوا میں کتنے۔ بینوا توجروا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۰: زید کہتا ہے مولانا احمد رضا خاں ہر کتاب اور ہر خط میں لکھتے ہیں "راقم عبد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" خداجل جلالہ کے سوا دوسرے کا عبد کیسے بن سکتا ہے فقیر نے جواب دیا بھائی یہاں عبد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ غلام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ کہ بندہ۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے وانکحوا الایامی منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا کہ تم میں جو عورتیں بے شوہر ہوں انھیں بیاہ دو اور تمہارے بندوں اور تمہاری باندیوں میں جو لائق ہوں ان کا نکاح کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسہ صدقۃ مسلمان پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔ یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم اور باقی سب صحاح میں ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع صحابہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر علانیہ برسر منبر فرمایا کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکنت عبدہ وخادمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں حضور کا بندہ تھا اور حضور کا خدمتگار تھا۔ یہ حدیث وہابیہ کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے دادا اور زعم طریقت میں پرداداجناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں بحوالہ ابو حنیفہ و کتاب الریاض النضرہ لکھی اور اس سے سند لی اور مقبول رکھی مثنوی شریف میں قصۂ خریداری بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا عرض کی ؎

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو ✚ کردمش آزاد ہم بروئے تو

اللہ عزوجل فرماتا ہے قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم اے محبوب تم اپنی تمام امت سے

یوں خطاب فرماؤ کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے
ناامید نہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان
حضرت مولوی معنوی قدس سرہٗ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

بندہٗ خود خواند احمد در رشاد   جملہ عالم را بخواں قل یٰعباد

طرفہ یہ کہ وہابیہ حال کے حکیم الامۃ اختر فعلی تھانوی صاحب بھی جبتک مسلمان کہلاتے
تھے حاشیہ شمائم امدادیہ میں قرآن کریم کا یہی مطلب ہونے کی تائید کر گئے کہ تمام
جہان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ ہے۔ اب گنگوہی اصطباغ پاکر شاید
اسے ہر شرک سے بدتر شرک کہیں گے حالانکہ ہر شرک کے عجب خود گنگوہی صاحب ہیں براہین قاطعہ میں
صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک مانا ہے جس کا بیان علمائے حرمین شریفین کے فتاوے
مسمی بہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین میں اور اس مسئلہ عبد المصطفیٰ کی تمام
تفصیل ہمارے بذل الصفا لعبد المصطفے میں ہے اے مسکین عبد اللہ بمعنی مخلوق
خدا و ملک خدا تو ہر مومن و کافر ہے مومن وہی ہے جو عبد المصطفےٰ ہے امام الاولیا
مرجع العلما حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
من لم یر نفسہ فی ملک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یذوق حلاوۃ الایمان جو اپنے آپ کو
نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مملوک نہ جانے ایمان کا مزہ نہ چکھے گا۔ آخر نہ دیکھا
جب اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی پیشانی میں ودیعت رکھا اور اُسی نور کی تعظیم کے لئے تمام ملئکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کا
حکم دیا سب نے سجدہ کیا ابلیس لعین نے نہ کیا کیا وہ اُسوقت عبد اللہ ہونے سے نکل گیا اللہ کا
مخلوق اللہ کا مملوک نہ رہا حاشا یہ تو ناممکن ہے بلکہ نور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم
کو نہ جھکا عبد المصطفیٰ نہ بنا لہذا مردود ابدی و ملعون سرمدی ہوا۔ آدمی کو اختیار ہے
چاہے عبد المصطفےٰ بنے اور ملئکہ مقربین کا ساتھی ہو یا اس سے انکار کرے اور ابلیس لعین کا

مَنْ يُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

کہ مجموعہ مبارکہ جامع مسائل ضروریہ حاوی احکام شرعیہ معدن نکات لطیفہ مخزن اسرار عجیبہ

یعنی

بعض فتاوائے حضور پرنور اعلیحضرت مجدد مائۃ حاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسمّٰے بہ

احکام شریعت

حصہ سوم

باہتمام

جناب مولٰنا مولوی محمد ابراہیم رضا خانصاحب قادری نوری رضوی بریلوی

مطبوعہ سنی رضوی پریس بریلی محلہ سوداگران سے شائع ہوا

بار دوم ۵۰۰ محصول ڈاک ار قیمت فی جلد ۸



مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تاش و شطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

دونوں ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ وحرام کہ اس میں تصاویر بھی ہیں۔

ومسألة الشطرنج مبسوطة فی الدر وغیرہا من الحظر والشہادات والصواب اطلاق المنع کما اوضحہ فی ردالمحتار واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود اور رشوت کا مال توبہ سے پاک ہوجاتا ہے اور اس کے یہاں نوکری کرنا اور کھانا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

زبانی توبہ سے حرام مال پاک نہیں ہوسکتا بلکہ توبہ کے لیے شرط ہے کہ جس جس سے لیا ہے واپس دے وہ نہ رہے ہوں اُن کے وارثوں کو دے پتا نہ چلے تو اُتنا مال تصدق کردے بے اس کے گناہ سے برارت نہیں۔ اُس کے یہاں نوکری کرنا تنخواہ لینا کھانا کھانا جائز ہے جبکہ وہ چیز جو اسے دے اُس کا بعینہ مال حرام ہونا نہ معلوم ہو کما فی الہندیۃ عن الذخیرۃ عن محمد رحمہ اللہ تعالی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید انگریزی ٹوپی یعنی ہیٹ استعمال نہین کرتا ہے مگر پتلون پہنتا ہے اور پتلون پر ترکی کوٹ بھی پہنتا ہے یہ لباس درست ہے یا نہیں۔

الجواب

دربارہ لباس اصل کلی یہ ہے کہ جو لباس جس جگہ کفار یا مبتدعین یا فساق کی وضع ہے اپنے اختصاص و شعاریت کی مقدار پر مکروہ یا حرام یا بعض صور مین کفر تک ہے حدیقہ ندیہ میں فرمایا لبس زی الافرنج کفر علی الصحیحۃ ہیٹ اسی قسم میں ہے اور پتلون قسم اول میں اور دوسرے ملک میں کسی اسلامی قوم کی وضع ہونا کافی نہین جبکہ اس ملک مین کفار یا فساق کی وضع ہو فان کل بلدۃ وعوائدھا خصوصاً اس حالت میں کہ ترک نے بھی یہ وضع بہت قریب زمانہ سے اختیار کی اور وہ بھی نہ طوعاً بلکہ جبراً سلطان محمود خاں کے زمانہ میں سلطنت کی طرف سے اسپر مجبور کیا گیا اور نیگچری فوج نے اس پر مخالفت کی اور کشت وخون واقع ہوا بالآخر بمجبوری مانی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ بوسہ دینا قبر اولیائے کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں بینوا بالکتاب و توجروا یوم الحساب۔

الجواب

بلاشبہہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت مین

حرام ہے اور بوسۂ قبر میں علما کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علمانے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے لکل مقام مقال و لکل مقال رجال و لکل رجال مجال و لکل مجال منال نسأل اللہ حسن المآل وعندہ اعلم بحقیقۃ کل حال واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نقالوں کو دینا جیسا کہ تقریب نکاح وغیرہ میں آتے ہیں اور گھیرتے ہیں اور مانگتے ہیں انکو شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

اگر انھیں ممنوعات شرعیہ سے اپنے یہاں باز رکھا جائے اور بغیر کسی امر ممنوع شرعی کی اجرت کے احساناً دیا جائے تو جائز ہے بلکہ اگر اس نیت سے دیں کہ یہ مسلمان اس مال حلال کو پاکر اکل حلال سے بہرہ مند ہوں اور شاید اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو توبہ نصیب فرمائے تو محمود و حسن و باعث اجر ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث اللھم لک الحمد علی زانیۃ اللھم لک الحمد علی سارق اس پر شاہد عدل ہے اس صورت میں دینے والے کو دینا اور لینے والے کو لینا حلال و طیب ہے عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور اگر یہ صورت ہے کہ نہ دیگا تو اسے مطعون کرتے پھریں گے اس کا مضحکہ اڑائیں گے نقل بنائیں گے جیسا کہ اُن کی عادات سے معروف و مشہور ہے تو اس صورت میں بھی اپنے تحفظ کے لیے دینا جائز و حلال ہے اگرچہ انھیں لینا حرام ہے۔ اس کے جواز پر وہ حدیث شاہد کہ ایک شاعر نے بارگاہ رسالت میں آکر سوال کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا اقطع عنی لسانہ میری طرف سے اس کی

زبان کاٹ دے در مختار وغیرہ میں بھی اس کا جواز مصرح ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگ جب فصل آم آتی ہے تو باغوں کو جاکر آم کھاتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے آموں کی گٹھلیاں مارتے ہیں اور لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں آیا یہ فعل ان کا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز اور بر تقدیر عدم جواز کے حرام ہے یا بدعت ہے یا مکروہ اور بر تقدیر بدعت کے بدعت حسنہ ہے یا سیئہ بینوا توجروا۔

الجواب

گٹھلیاں مارنا ناجائز و ممنوع ہے مسند امام احمد و صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داود و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

قال نہی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الخذف وقال انہ لایقتل الصید ولا ینکاء العدو وانہ یفقؤ العین ویکسر السن یعنی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلّا یا گٹھلی یا کنکری پھینک کر مارنے سے منع کیا اور فرمایا اس سے نہ دشمن پر وار ہو سکے نہ جانور کا شکار۔ اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنکھ پھوڑ دے یا دانت توڑ دے

فی التیسیر الخذف بمعجمتین وفاء الرمی بحصاۃ او نواۃ لانہ یفقؤ العین ولا یقتل الصید اور صرف چھلکوں سے ہم عمر ہم مرتبہ لوگ نادر احیاناً تطییب قلب کے طور پر باہم مزاح دوستانہ کریں جس میں اصلا کسی حرمت یا حشمت دینی کا ضرر رجالاً یا مآلاً نہ ہو تو مباح ہے عالمگیری میں ہے قال القاضی الامام ملک الملوک اللعب الذی یلعب الشبان ایام الصیف بالبطیخ بان یضرب بعضھم بعضا مباح غیر مستنکر کذا فی جواہر الفتاوے

فی الباب السادس عوارف المعارف شریف میں ہے روے بکر بن عبداللہ قال کان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتبادحون بالبطیخ فاذا کانت الحقائق کانوا ہم الرجال یقال بدح یبدح اذا رمی ای یترامون بالبطیخ اھ ذکرہ قدس

سرہ فی الباب الثلثین واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔
مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بیل اور بکرے کو خصی کرنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

بالاتفاق جائز ہے کہ اُس میں منفعت ہے خصی کا گوشت بہتر ہوتا ہے اور خصی بیل محنت کی زیادہ برداشت کرتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر جانور کے خصی کرنے میں واقعی کوئی منفعت یا دفع مضرت مقصود ہو تو مطلقاً حلال ہے اگرچہ جانور غیر ماکول اللحم ہو مثلاً بلی وغیرہ ورنہ حرام ہے اسی اصل کی بنا پر ہمارے علما گھوڑے کو خصی کرنا بھی جائز جانتے ہیں جبکہ مقصود دفع شرارت ہو اگرچہ بعض منع فرماتے ہیں لما فیہ من تقلیل آلۃ الجہاد اقول الموجود لایعدم بالموہوم لایعتبر الاتری ان العزل یجوز عن الامۃ مطلقا وعن الحرۃ باذنہا بخلاف الاکل فان فیہ اعدام موجود۔ ہاں آدمی کا خصی کرنا بالاجماع مطلقاً حرام ہے در مختار میں ہے وجائز خصاء البہائم حتی الھرۃ واما خصاء الآدمی فحرام قیل والفرس وقیدوہ بالمنفعۃ والافحرام۔ رد المحتار میں ہے قولہ قیل والفرس ذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ لاباس بہ عند اصحابنا وذکر شیخ الاسلام انہ حرام ۱ھ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے اور جو اُن کے پاس اپنے لڑکے کو پڑھنے کے لیے بھیجے اس کے لیے کیا حکم ہے۔

الجواب

حرام حرام حرام۔ اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و مبتلائے آثام قال اللہ تعالےٰ یاایہا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا واللہ تعالےٰ اعلم۔
مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگریزوں کی نوکری

سلائی کے کام کی کرنا یا اُن کا کپڑا مکان پر لاکر سینا جائز ہی یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

انگریز کی سلائی کی نوکری کرنے یا گھر پر لاکر اُس کا کپڑا سینے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کسی محذور شرعی پر مشتمل نہو۔ فتاوے قاضی خاں میں ہی آجر نفسہ من نصرانی ان استاجرہ لعمل غیر الخدمۃ جاز الخ وتمامہ فی غمز العیون واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ جھوٹے کام کا جوتا مرد و زن کو پہننا جائز ہی یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

یہ جزئیہ کتب متداولہ فقہ میں فقیر غفر اللہ تعالے لہ کی نظر سے نہ گزرا مگر ظاہر یہ ہے والعلم عند اللہ کہ جھوٹے کام کا جوتا مرد و زن سب کے لیے مکروہ ہونا چاہیے۔ فان المنسوج کغیرہ ولا شک ان النعال من انواع الملبوسات والنساء والرجال سواء فی کراھۃ لبس النحاس ہاں سچے کام کا جوتا عورتوں کے لیے مطلقاً جائز اور مردوں کے واسطے بشرطیکہ مغرق نہو۔ نہ اُس کی کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ کی ہو یعنی اگر متفرق کام کا ہے اور ہر بوٹی چار انگل یا کم کی ہی تو کچھ مضایقہ نہیں اگرچہ جمع کرنیسے چار انگل سے زیادہ ہو جائے۔ خلاصہ یہ ہی کہ جوتی اور ٹوپی کا ایک ہی حکم ہونا چاہیے وفی الفتاوے الھندیۃ یکرہ ان یلبس الذکور قلنسوۃ من الحریر او الذھب او الفضۃ او الکرباس الذی خیط علیہ ابریشم کثیر او شیٔ من الذھب او الفضۃ اکثر من قدر اربع اصابع انتھی۔ قال العلامۃ الشامی وبہ یعلم حکم العراقیۃ المسماۃ بالطاقیۃ فاذا کانت منقشۃ بالحریر وکان احد نقوشھا اکثر من اربع اصابع لا تحل وان کان اقل تحل وان زاد مجموع نقوشھا علی اربع اصابع بناء علی ما مر من ان ظاہر المذھب عدم جمع المتفرق انتھی وقد قال العلامۃ الشامی ایضا ان قد استوی کل من الذھب والفضۃ والحریر فی الحرمۃ

فرخیص الحریر ترخیص غیرہ ایضا بدلالۃ المساواۃ ویؤیدہ عدم الفرق بامر من اباحۃ الثوب المنسوج من ذہب اربعۃ اصابع اھ ملخصاً فافہم وتثبت اذ بہ تحرر ما کان العلامۃ الطحطاوی متوقفا فیہ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنی بی بی اور بی بی اپنے شوہر کی میت کو غسل دیسکتی ہے یا نہیں اور اُس کا چھونا کیسا ہے یعنی مرد اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے یا نہین بینوا توجروا۔

الجواب

زن وشوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے حتی کہ فرج وذکر کو بلکہ بہ نیت صالحہ موجب ثواب واجر ہے کما نص علیہ سیدنا الامام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ البتہ بحالت حیض ونفاس زیر ناف زن سے زیر زانو تک چھونا منع ہوتا ہے علی قول الشیخین رضی اللہ تعالے عنہما وبہ یفتی اسی طرح اور عوارض خاصہ مثل صوم واعتکاف واحرام وغیرہا کے باعث اُن عوارض تک ممانعت ہوجاتی ہے اور شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اُس کے بدن کو چھونے کی اجازت نہیں لانقطاع النکاح بالموت اور عورت جبتک عدت مین ہے اپنے شوہر مردہ کا بدن چھو سکتی اُسے غسل دے سکتی ہے جبکہ اس سے پہلے بائن نہو چکی ہو لبقاء النکاح فی حقہا بالعدۃ نص علی ذلک فی تنویر الابصار والدر المختار وغیرہما من معتمدات الاسفار واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اُن مسلمانون کے حق میں جو آریہ سماجوں میں جاکر کاپی نویسی کرتے ہین یا پریس میں ہیں یا اُن کے اخبار اور مذہبی پرچے روانہ یا تقسیم کرتے ہیں حالانکہ اُن پرچوں میں قرآن کریم اور

رسول رحیم پر کھلے کھلے اعتراض والزام ہوتے ہیں اور خداوند عالم کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ رسول مقبول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ منہا...... عہ اور علمائے متقدمین ومتاخرین کو کھلی کھلی گالیاں دیجاتی ہیں جس کی شاہد سماجی کتب ترک اسلام۔ تہذیب الاسلام۔ آریہ مسافر جالندھر۔ آریہ مسافر میگزین۔ مسافر بہرائچ آریہ پتر بریلی۔ ستیارتھ پرکاش موجود ہیں۔ نمونہ کے طور سے چند الفاظ نقل ذیل ہیں۔

عہ　ستیارتھ پرکاش

....

لہ　مسافر بہرائچ

....

آیا ان مسلمانوں سے جو سماجوں میں ملازم ہیں میل جول رکھاجائے اور وہ مسلمان سمجھے جائیں۔ ایسے مسلمان جو مخالفین اسلام ودشمنان خدا ورسول کی اعانت کرنے والے ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے اور انکے ساتھ شرکت ونکاح جائز ہے یا نہیں مفصل بیان فرمایئے اللہ اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب

اللہ عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے۔ الحمدللہ فقیر نے وہ ناپاک ملعون کلمات نہ دیکھے کہ جب سوال کی اس سطر پر آیا جس سے معلوم ہوا کہ آگے کلمات بعینہ ملعونہ

لہ اس مقام پر بھی کلمات خبیثہ تھے لہذا نقل نہ کیے گئے اقول تعجب اور نہایت تعجب ان مسلمانوں سے جو کاپی نویسی وتصحیح ایسی ناشائستہ کتابوں کی کرتے ہیں اور ایسے سچے پکے قائم بالحق مسلمان بھی ہیں جو ان کتابوں کی جلدیں نہیں باندھتے چنانچہ بعد ارسال اسی سوال کے سائل صاحب راقم کے پاس آئے اور وہ کتابیں آریہ کی ان کے ہاتھ میں تھیں جس میں سے انھوں نے ایک ایک مقام سے کچھ پڑھکر سنایا ایک کتاب میں یہی قصہ منقول تھا کہ ایک آریہ نے اپنے مذہب کی کتابیں ایک مسلمان کو مجلد کرنے کو دیں مگر اس نے اسی بنا پر کہ یہ کفر کی کتابیں ہیں جلد باندھنے سے انکار کردیا جس پر اس آریہ کو بڑا غصہ آیا مختصراً۔ (مولوی نواب) سلطان احمد خاں (صاحب) ناقل فتویٰ۔

منقول ہونگے اُن پر نگاہ نہ کی نیچے کی سطریں جن میں سوال ہے باحتیاط دیکھیں۔ ایک ہی لفظ جو اوپر سائل نے نقل کیا، ورنہ نادانستگی میں نظر پڑا وہی مسلمان کے دل پر زخم کو کافی ہے اب کہ جواب لکھ رہا ہوں کاغذ تہ کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملعونات کو نہ دکھائے نہ سُنائے جو نام کے مسلمان کاپی نویسی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل وقرآن عظیم و محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسے ملعون کلمات ایسی گالیاں اپنے قلم سے لکھتے یا چھاپتے یا کسی طرح اُس میں اعانت کرتے ہیں اُن سب پر اللہ عزوجل کی لعنت اُترتی ہے وہ اللہ ورسول کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں۔ قہر الٰہی کی آگ اُن کے لیے بھڑکتی ہے صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں۔ اور خاص جس وقت اُن ملعون کلموں کو آنکھ سے دیکھتے قلم سے لکھتے مقابلہ وغیرہ میں زبان سے نکالتے یا پتھر پر اُسکا ہلکا بھرا بناتے ہیں ہر کلمہ پر اللہ عزوجل کی سخت لعنتیں۔ ملئکۃ اللہ کی شدید لعنتیں اُن پر اُترتی ہیں۔

یہ میں نہیں کہتا۔ قرآن فرماتا ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعد لھم عذابا مھینا۔ بیشک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں۔ اللہ نے اُن کے لیے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔ اُن ناپاکوں کا یہ گمان کہ گناہ تو اُس خبیث کا ہے جو مصنف ہے ہم تو نقل کر دینے یا چھاپ دینے والے ہیں سخت ملعون ومردود گمان ہے۔ زید کسی دُنیا کے عزت دار کو گالیاں لکھکر چھپوانا چاہے تو ہرگز نہ چھاپیں گے۔ جانتے ہیں کہ مصنف کے ساتھ چھاپنے والے بھی گرفتار ہونگے۔ مگر اللہ واحد قہار کے قہر و عذاب ولعنت وعقاب کی کیا پرواہ ہے یقیناً یقیناً کاپی لکھنے والا پتھر بنانے والا چھاپنے والا کل چلانیوالا غرض جانکر اس میں یہ

کچھ ہے کسی طرح اُس میں اعانت کرنیوالا سب ایک رسی میں باندھکر جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جانے کے مستحق ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من مشی مع ظالم لیعینہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام جو دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اُس کی مدد دینے چلا وہ یقیناً اسلام سے نکل گیا۔ یہ اُس ظالم کے لیے ہے جو گرہ بھر زمین یا چار پیسے کسی کے دبالے یا زید عمرو کسی کو ناحق "سخت سست" کہے اُس کے مددگار کو ارشاد ہوا کہ اسلام سے نکل جاتا ہے نہ کہ یہ اشد ظالمین جو اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں ان باتوں میں ان کا مددگار کیونکر مسلمان رہ سکتا ہے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء فی صحیح المختارۃ عن اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ طریقہ محمدیہ اور اُس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے من افات الید کتابۃ ما یحرم تلفظہ من شعر المجون والفواحش والقذف والقصص التی فیہا نحو ذلک والاہاجی نثراً او نظماً والمصنفات المشتملۃ علی مذاہب الفرق الضالۃ فان القلم احدی اللسانین فکانت الکتابۃ فی معنی الکلام بل ابلغ منہ لبقائہا علی صفحات اللیالی والایام والکلمۃ تذہب فی الہواء ولا تبقی اھ مختصراً۔ ایسے اشد فاسق فاجر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول ناجائز ہے انکے پاس دوستانہ اُٹھنا بیٹھنا حرام ہے پھر مناکحت تو بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین ۰ اور جو ان میں اس ناپاک کبیرہ کو حلال بتائے اُس پر اصرار و استکبار و مقابلہ شرع سے پیش آئے وہ یقیناً کافر ہے اُس کی عورت اُس کے نکاح سے باہر ہے اُس کے جنازے کی نماز حرام اُسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا کفن دینا دفن کرنا اُس کے دفن میں شریک ہونا اُس کی قبر پر جانا سب حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔
فقیر کے یہاں فتاوے مجموعہ پر نقل ہوتے ہیں مین نے نقل فرمانے والے صاحب سے کہدیا ہے کہ اُن ملعون الفاظ کی نقل نہ کریں سُنا گیا کہ سائل کا قصد اس فتوے کے چھاپنے کا ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ اُن ملعونات کو نکال ڈالیں[1] اُن کی جگہ دو ایک سطریں خالی صرف نقطے لگاکر چھوڑ دیں کہ مسلمانوں کی آنکھیں اُن لعنتی ناپاکیوں کے دیکھنے سے باذنہ تعالے محفوظ رہیں فاللہ خیر حفظا وھو ارحم الراحمین ۰

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ کرنا لازم ہے اس زمانہ میں یا نہیں اور مقتضی احتیاط کیا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے سے اور اُس کا گھر میں جانا عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے کا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا افعمیاوان انتما واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کبوتر اُڑانا اور پالنا اور مرغ بازی بٹیر بازی کنکیا بازی اور فروخت کرنا کنکیا اور ڈور اور مانجھا جائز ہے یا ناجائز اور ان لوگوں سے سلام علیک کرنا اور سلام کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

---

[1] جس وقت حضرت صاحب نے یہ فتوے مرتب فرماکر بھیجا سائل میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس تحریر حضرت کو دیکھکر اُسی وقت اُنھوں نے اپنے سوال میں ان ناپاک کلمات پر قلم پھیر دیا اور کہا میں نے صرف دکھانے کے واسطے یہ کلمات سوال میں نقل کر دیے تھے ۱۲ س

الجواب

کبوتر پالنا جائز ہے جبکہ دوسروں کے کبوتر نہ پکڑے اور کبوتر اڑانا کہ گھنٹوں انکو اترنے نہیں دیتے حرام ہے اور مرغ یا بٹیر کا لڑانا حرام ہے ان لوگوں سے ابتداءً سلام نہ کی جائے جواب دے سکتے ہیں واجب نہیں۔ کنکیا اڑانے میں وقت و مال کا ضائع کرنا ہوتا ہے یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے آلات کنکیا ڈور بیچنا بھی منع ہے اصرار کریں تو ان سے بھی ابتداءً سلام نہ کی جائے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ فاتحہ گیارھویں میں رباعی شریف پڑھنا چاہیے یا نہیں رباعی یہ ہے ؎

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب ✦ پادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانا

اور اگر یہ رباعی پڑھنا ناجائز ہے تو کل طریقہ فاتحہ گیارھویں شریف کا براہ مہربانی تحریر فرما دیجیے۔

الجواب

یہ رباعی نہ پڑھی جائے اس میں بعض الفاظ خلاف شان اقدس ہیں۔ فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے جو کچھ قرآن مجید و درود شریف سے ہو سکے پڑھکر ثواب نذر کرے اور ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار درود غوثیہ پھر ایک ایک بار الحمد شریف و آیۃ الکرسی پھر سات بار سورۂ اخلاص پھر تین بار درود غوثیہ۔

درود غوثیہ یہ ہے اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد معدن الجود والکرم و علی آلہ و بارک وسلم اور فقیر اتنا زائد کرتا ہے و علی آلہ الکرام و ابنہ الکریم و امتہ الکریم و بارک وسلم واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ کے پانی سے وضو

جائز رکھا گیا ہے وہ کون حالت اور کس وقت پر۔

الجواب

جب آب مطلق اصلا نہ ملے تو یہ پانی بھی آب مطلق ہے اس کے ہوتے ہوئے تیمم ہرگز صحیح نہیں اور اس تیمم سے نماز باطل واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سوتی موزہ پر مسح جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

سوتی یا اونی موزے جیسے ہمارے بلاد میں رائج ہیں ان پر مسح کسی کے نزدیک درست نہیں کہ نہ وہ مجلد ہیں یعنی ٹخنوں تک چمڑا منڈھے ہوئے نہ منعل یعنی تلا چمڑے کا لگا ہوا نہ ثخین یعنی ایسے دبیز و محکم کہ تنہا انھیں کو پہنکر قطع مسافت کریں تو شق نہو جائیں اور ساق پر اپنے دبیز ہونے کے سبب بے بندش کے رُکے رہیں ڈھلک نہ آئیں اور ان پر پانی پڑے تو روک لیں فوراً پاؤں کی طرف چھن نہ جائے جو پائتابے ان تینوں وصف مجلد منعل ثخین سے خالی ہوں ان پر مسح بالاتفاق ناجائز ہے ہاں اگر ان پر چمڑا منڈھ لیں یا چمڑے کا تلا لگا لیں تو بالاتفاق یا شاید کہیں اس طرح کے دبیز بنائے جائیں تو صاحبین کے نزدیک مسح جائز ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے فی المنیۃ والغنیۃ (المسح علی الجوارب لا یجوز عند ابی حنیفۃ الا ان یکونا مجلدین) ای استوعب الجلد ما یستر القدم الی الکعب (او منعلین) ای جعل الجلد علی ما یلی الارض منھما خاصۃ کالنعل للرجل (وقالا یجوز اذا کانا ثخینین لا یشفان) فان الجوارب اذا کان بحیث لا یجاوز الماء منہ الی القدم فھو بمنزلۃ الادیم والصرم فی عدم جذب الماء الی نفسہ الا بعد لبث او ذلک بخلاف الرقیق فانہ یجذب الماء و ینفذہ الی الرجل فی الحال (وعلیہ) ای علی قول ابی یوسف و محمد (الفتوی

والثخين) ان يستمسك على الساق من غير ان يشد بشیء) ہكذا فسروه كلهم وينبغي ان يقيد بما اذا لم يكن ضيقا فانه نشاہد مايكون فيه ضيق يستمسك على الساق من غير شد والحد بعدم جذب الماء اقرب وبما يمكن فيه متابعة المشي اصوب وقد ذكر نجم الدين الزاہدي عن شمس الائمة الحلواني ان الجوارب من الغزل والشعر ما كان رقيقا منها لا يجوز المسح عليه اتفاقا الا ان يكون مجلدا او منعلا وما كان ثخينا منها فان لم يكن مجلدا او منعلا فمختلف فيه وما كان فلا خلاف فيه اھ ملتقطا قلت وہهنا وہم عرض للمولی الفاضل اخی یوسف چلپی فی حاشیة شرح الوقایة فلا عليك منه بعد ما سمعت نص امام الشان شمس الائمة وكذلك نص فی الخلاصة بما يكفی لازاحة كما حققه فی الغنية وذكر طرفا منه فی رد المحتار فراجعهما ان شئت۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمرو پر غسل جنابت یا احتلام کا ہے اور زید سامنے ملا اور سلام کہا تو اس کو جواب دے یا نہیں اور اگر اپنے دل میں کوئی کلام الٰہی یا درود شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

دل میں بایں معنے کہ نرے تصور میں بے حرکت زبان تو یوں قرآن مجید بھی پڑھ سکتا ہے اور زبان سے قرآن مجید بحالت جنابت جائز نہیں اگرچہ آہستہ ہو اور درود شریف پڑھ سکتا ہی مگر کلی کے بعد چاہیئے اور جواب سلام دے سکتا ہے اور بہتر یہ کہ بعد تیمم ہو کما فعلہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم تنویر میں ہے لایکرہ النظر الیہ (ای القرآن) لجنب وحائض ونفساء کادعیۃ رد المحتار میں ہے نص فی الھدایۃ علی استحباب الوضوٗ لذکر اللہ تعالے اسی میں بحر سے ہے وترک المستحب لایوجب الکراہۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی اردو کتاب

یا اخبار میں چند آیات قرآن بھی شامل ہوں تو اُن کو بلا وضو چھونا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

کتاب یا اخبار میں جس جگہ آیت لکھی ہے خاص اُس جگہ کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں اُسی طرف ہاتھ لگایا جائے جس طرف آیت لکھی ہے خواہ اُس کی پشت پر دونوں ناجائز ہیں باقی ورق کے چھونے میں حرج نہیں۔ پڑھنا بے وضو جائز ہے نہانے کی حاجت ہو تو حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ (۱) معذور صبح کے وضو سے اشراق کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں (۲) معذور نے ایسے آخر وقت میں نماز شروع کی کہ دوسرے وقت میں تمام ہوئی مثلاً ظہر کی عصر میں یا عصر کی مغرب میں تو نماز ہو گئی یا اُس کو پھر قضا پڑھے در صورت ثانیہ جب ایسا وقت آخر ہو گیا کہ نماز دوسرے وقت میں جا کر ختم ہو گی تو نماز پڑھ کر پھر اُس کی قضا پڑھے یا نہ پڑھے جبتک وقت دوسرا نہ ہو جائے کہ پہلے نماز اول پڑھے پھر دوسری۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) نہیں کہ خروج وقت ناقض وضوئے معذور ہے ہاں اشراق کے وضو سے آخر ظہر تک نمازیں فرض و نفل پڑھ سکتا ہے کہ دخول وقت ناقض وضو نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) نماز بالاجماع باطل ہو گئی کہ خروج وقت و دخول وقت دونوں پائے گئے لہٰذا نماز میں وضو جاتا رہا۔ ہاں اگر بعد قعدۂ اخیرہ کے قبل سلام وقت جاتا رہا تو صاحبین کے نزدیک نماز ہو جائیگی اور امام کے نزدیک نہیں کما فی المسائل الاثنا عشریۃ اگر

وقت قلیل رہ گیا اور خلال نماز میں خروج وقت کا اندیشہ ہے واجبات پر اقتصار کرے مثلاً ثنا و تعوذ و درود و دعا ترک کرے۔ رکوع و سجود میں صرف ایک بار سبحنک کہے اور اگر واجبات کی بھی گنجائش نہیں تو بجائے فاتحہ صرف ایک آیت پڑھے غرض فرائض پر قناعت کرے اور خروج وقت مشکوک ہو جائے تو شک سے نہ وقت خارج مانا جائیگا نہ وضو ساقط لان الیقین لا یزول بالشك ہاں اگر اقتصار علی الفرائض پر بھی خروج وقت بالیقین ہو جائیگا تو اگر کسی امام کے نزدیک نماز ہو سکے گی اس کے اتباع سے پڑھ لے فان الاداء الجائز عند البعض اولی من الترك کما فی الدر پھر قضا پڑھے اس وقت مذاہب دیگر کی طرف مراجعت کی مہلت نہ ملی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حالت جنابت میں اگر پسینہ آئے اور کپڑے تر ہو جائیں تو نجس ہو جائیں گے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

نہیں کہ جنب کا پسینہ مثل اس کے لعاب دہن کے پاک ہے فی الدر المختار سؤر الآدمی مطلقا ولو جنبا او کافرا طاہر وحکم العرق کسؤر اھ ملخصا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پڑیا کے رنگے ہوئے کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

بادامی رنگ کی پڑیا میں تو کوئی مضائقہ نہیں اور رنگت کی پڑیا سے ورع کے لیے بچنا اولیٰ ہے پھر بھی اس سے نماز نہ ہونے پر فتوے دینا آجکل سخت حرج کا باعث ہے والحرج مدفوع بالنص وعموم البلوی من موجبات التخفیف لاسیما فی مسائل الطہارۃ والنجاسۃ لہذا اس مسئلہ میں مذہب حضرت امام

اعظم و امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عدول کی کوئی وجہ نہیں ہمارے ان اماموں کے مذہب پر پڑیا کی رنگت سے نماز بلاشبہ جائز ہے۔ فقیر اس زمانے میں اسی پر فتوے دینا پسند کرتا ہے وقد ذکرنا علی ہذہ المسئلۃ کلاما اکثر من ہذا فی فتاونا و سنحقق الامر بما لا مزید علیہ ان ساعد التوفیق من اللہ سبحنہ و تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گدا روئی کا جس میں نجس ہونے کا شبہ قوی ہے نیچے بچھا ہے اور اس پر پاک رضائی اوڑھی ہے بارش سے چھت ٹپکی رضائی اور گدا خوب تر ہو گیا۔ رضائی پیروں کے تلے بچھی بھی تھی یعنی گدے سے ملحق تھی اس صورت میں رضائی کی نسبت کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

شبہ سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی کہ اصل طہارت ہے والیقین لا یزول بالشک ہاں ظن غالب کہ بر بنائے دلیل صحیح ہو فقہیات میں ملحق بیقین ہے نہ بر بنائے توہمات عامہ پس اگر گدے میں کسی نجاست کا ہونا معلوم تھا اور یہ بھی معلوم ہو کہ رضائی گدے کے خاص موضع نجاست سے ملصق تھی اور گدے میں خاص اس جگہ تری بھی اتنی تھی کہ چھوٹ کر رضائی کو لگے یا رضائی کے موضع اتصال میں اس قدر رطوبت تھی کہ چھوٹ کر گدے کے محل نجاست کو تر کر دے غرض یہ کہ موضع نجاست پر رطوبت خواہ وہیں کی خواہ دوسری چیز مجاور کی پہنچی ہوئی اسقدر ہو جس کے باعث نجاست ایک کپڑے سے دوسرے تک تجاوز کر سکے اور اس تجاوز کے یہ معنے کہ کچھ اجزائے رطوبت نجسہ اس سے متصل ہو کر اس میں آجائیں نہ صرف وہ جسے سیل یا ٹھنڈک کہتے ہیں کہ حکم فقہ میں یہ انفصال اجزا

نہیں صرف انتقال کیفیت ہے اور وہ موجب نجاست نہیں اور اس قابلیت
تجاوز کی تقدیر رطوبت کا اسقدر ہونا ہے جیسے نچوڑے سے بوند ٹپکے کہ ایسے ہی
رطوبت کے اجزا دوسری شے کی طرف متجاوز ہوتے ہیں۔ جب تینوں شرطیں
ثابت ہوں تو البتہ رضائی کے اتنے موضع پر تجاوز نجاست کا حکم دیا جائے گا
پھر اگر وہ موضع بقدر معتبر فی الشرع مثلاً ایک درہم سے زائد ہو تو رضائی ناپاک ٹھہری
اور اُسے اوڑھکر نماز ناجائز ہوگی ورنہ حکم عفو میں رہے گی اگرچہ ایک درم کی قدر
میں کراہت تحریمی اور کم میں صرف تنزیہی ہوگی اور اگر ان تینوں شرط میں کسی
کی بھی کمی ہوئی تو رضائی سرے سے اپنی طہارت پر باقی اور سراپا پاک ہے۔
مثلاً گدے کی نجاست مشکوک تھی یا وہ سب ناپاک تھا اور رضائی کا خاص
موضع نجاست سے ملنا معلوم نہیں یا محل نجاست کی رطوبت خود اپنی خواہ
رضائی سے حاصل کی ہوئی قابل تجاوز نہ تھی۔ یہ سب صورتیں طہارت مطلقہ
تامہ کی ہیں ہذا ہو التحقیق الذی عولنا علیہ لظہور وجہہ ولکونہ احوط وانکان الکلام
فی المسئلۃ طویل الذیل ذکر بعضہ فی ردالمحتار آخر الانجاس وآخر الکتاب وفیہ عن البرہان
ولایخفے منہ انہ لایتیقن بانہ مجرد نداوۃ الا اذا کان النجس الرطب ہو الذی لایتقاطر بعصرہ
اذ یمکن ان یصیب الثوب الجاف قدر کثیر من النجاسۃ ولاینبع منہ شیئ بعصرہ
کما ہو مشاہد عند البدایۃ بغسلہ الخ وفیہ عن الامام الزیلعی لانہ اذا لم یتقاطر منہ بالعصر لا
ینفصل منہ شیئ وانما یبتل ما یجاورہ بالنداوۃ وبذلک لاینجس الخ وفیہ عن الخانیۃ
اذا غسل رجلہ فمشی علی ارض نجسۃ بغیر مکعب فابتل الارض من بلل رجلہ واسود
وجہ الارض لکن لم یظہر اثر بلل الارض فی رجلہ فصلے جازت صلاتہ وانکان بلل الماء
فی رجلہ کثیرا حتی ابتل وجہ الارض وصار طینا ثم اصاب الطین رجلہ لاتجوز صلاتہ
الخ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہڈی مُردار جانور کی پاک ہے یا ناپاک ہے کیونکہ سینگ تو ہر جانور کا پاک ہی اگر مسواک میں ہڈی ہاتھی دانت کی ہو تو کیسی ہے بینوا توجروا۔

الجواب

ہڈی ہر جانور کی پاک ہی حلال ہو یا حرام مذبوح ہو یا مردار جبکہ اُس بدن میتہ کی کوئی رطوبت نہو سوا سوئر کے کہ اُس کی ہر چیز ناپاک ہی۔ مسواک میں ہاتھی دانت کی ہڈی ہو تو کچھ حرج نہیں ہاں اُس کا ترک بہتر ہے لمحل خلاف محمد فانہ قائل بنجاستہ عینیۃ کالخنزیر کما فی فتح القدیر ورد المحتار وغیرہما ورعایۃ الخلاف مستحبۃ بالاجماع در مختار میں ہے شعر المیتۃ غیر الخنزیر وعظمہا طاہر اھ ملخصا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیر خوار بچہ کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک بینوا توجروا۔

الجواب

آدمی کا بچہ اگرچہ ایک دن کا ہو اُس کا پیشاب ناپاک ہے اگرچہ لڑکا ہو والمسئلہ دائرۃ متونا وشروحا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لحاف توشک وغیرہ روئی دار کپڑے ناپاک ہو جائیں تو وہ مع روئی کے دھلکر پاک ہو سکتے ہیں یا روئی علیحدہ ہو کر کپڑا الگ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر روئی کا سوت کات لیا جائے تو وہ سوت بغیر اس کے کوری وغیرہ بنوائی جائے دھونے سے پاک ہو سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

جو کپڑے نچوڑنے میں آسکیں جیسے ہلکی توشک رضائی وغیرہ وہ یونہیں دھونے

سے پاک ہوجائیں گے ورنہ بہتے دریا میں رکھیں یا ان پر پانی بہائیں یہاں تک کہ نجاست باقی نہ رہنے پر ظن حاصل ہو یا تین بار دھوئیں اور ہر بار اتنا وقفہ کریں کہ پہلا پانی نکل جائے فی الدر المختار یطہر محل غیر مرئیۃ بغلبۃ ظن غاسل طہارۃ محلہا بلا عدد بہ یفتی وقدر ذلک لموسوس بغسل وعصر ثلثا فیما ینعصر وتثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیرہ مما ینشرب النجاسۃ وہذا کلہ اذا غسل فی اجانۃ اما لو غسل فی غدیر او صب علیہ ماء کثیر او جری علیہ الماء طہر مطلقا بلا شرط عصر وتجفیف وتکرار غمس ہو المختار اھ باختصار۔ ناپاک روئی کا سوت دھونے سے بخوبی پاک ہوسکتا ہے بلکہ دری بنا کر پاک کرنے سے سوت کی تطہیر آسان ہے کہ وہ نچوڑنے میں سہل آسکتا ہے کما لا یخفی واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حلوائیوں کی کڑھائیوں کو کتے چاٹتے ہیں انھیں کڑھائیوں میں وہ شیرینی بناتے ہیں اور دودھ گرم کرتے ہیں اُن کے یہاں کی شیرینی یا دودھ لیکر کھانا پینا درست ہے یا کہ نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

طہارت و نجاست ظاہری میں شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ احتمال سے نجاست ثابت نہیں ہوتی جس خاص شے کی نجاست معلوم ہو وہی خاص نجس و حرام ہے و بس امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بہ ناخذ مالم نعرف شیأ حراما بعینہ مسئلہ کی تمام تر تحقیق و تفصیل ہمارے رسالہ الاحلی من السکر میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگلی پر نجاست لگ جائے اور اُسے چاٹ لیا جائے تو انگلی پاک ہو جائے اور مونھ بھی پاک رہے بینوا توجروا۔

الجواب

انگلی کی نجاست چاٹ کر پاک کرنا کسی سخت گندی ناپاک روح کا کام ہے اور اُسے جائز جاننا شریعت پر افترا و اتہام اور تحلیل حرام اور قاطع اسلام ہے اور یہ کہنا محض جھوٹ ہی کہ موتھ بھی پاک رہے گا نجاست چاٹنے سے قطعاً ناپاک ہوجائیگا اگرچہ بار بار وہ نجس ناپاک تھوک یہاں تک نگلنے سے کہ اثر نجاست کا موتھ سے دُھل کر سب پیٹ میں چلا جائے پاک ہوجائیگا مگر اس چاٹنے نگلنے کو وہی جائز رکھیگا جو نجس کھانے والا ہو الخبیثٰت للخبیثین و الخبیثون للخبیثٰت والطیبٰت للطیبین والطیبون للطیبٰت اولٰئک مبرؤن مما یقولون واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہنود سے اشیا خوردنی جیسے دودھ۔ دہی گھی ترکاری شیرینی وغیرہ تر یا خشک کا استعمال اہل سنت کے نزدیک درست ہی یا حرام اور آیۂ انما المشرکون نجس سے اہل تشیع کا اشیاء مذکورہ میں کیا خیال ہے اور مجدد صاحب کا اس امر میں کیا فتویٰ ہی

الجواب

آیۂ کریمہ انما المشرکون نجس اُن کے نجاست قلب و نجاست دین کے بارے میں ہے اجسام اگر ملوث بہ نجاست ہیں نجس ہیں ورنہ نہیں۔ تمام کتب فقہ متون و شروح و فتاوے اس کی تصریحات سے مالا مال ہیں اُن کے یہاں کا گوشت تو ضرور حرام ہی مگر اس حالت میں کہ مسلمانوں نے اللہ عزوجل کے لیے ذبح کیا اور بنانے پکانے لانے کے وقت مسلمانوں کی نگاہ سے غائب نہ ہوا کوئی نہ کوئی مسلمان اُسے دیکھتا رہا تو اُس وقت تک حلال ہے ورنہ حرام اور باقی اشیا جن مین نجاست یا حرمت متحقق و ثابت ہو نجس و حرام ہیں ورنہ طاہر و حلال کہ اصلی اشیاء

میں طہارت و حلت ہے قال تعالیٰ خلق لکم ما فی الارض جمیعا جبتک کسی عارض سے اس اصل کا زوال ثابت نہ ہو حکم اصل ہی کے لیے رہیگا۔ محرر المذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بہ ناخذ ما لم نعرف شیئا حراما بعینہ مگر اس میں شک نہیں کہ ہنود بلکہ تمام کفار اکثر ملوث بہ نجاست رہتے ہیں بلکہ اکثر نجاستیں اُن کے نزدیک پاک ہیں بلکہ بعض نجاستیں ہنود کے خیال میں پاک کنندہ ہیں تو جہاں تک دشواری نہو اُن سے بچنا اولیٰ ہے غرض فتویٰ جواز اور تقوائے احتراز روافض کا خیال خلال ہے اور اس مسئلہ میں حضرت مجدد کا کوئی خیال مجھے اس وقت یاد نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوح محفوظ کیا چیز ہی بینوا توجروا۔

الجواب

زیر عرش ایک لوح ہے جس کا طول پانسو برس کی راہ ہے اُس میں ما کان و ما یکون الی یوم القیامۃ ثبت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے اُس کو تبدل و تغیر بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

صحیح یہ ہے کہ لوح تغیر سے محفوظ ہے تغیر دفتین و صحف ملئکہ میں ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کچھ اللہ عزوجل نے بعد آفرینش دنیا کے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے ایک ہی مرتبہ اُس کا انتظام کر دیا ہے یا بتدریج اُس کی ترمیم و تنسیخ ہوتی رہتی ہے بینوا توجروا۔

الجواب

نسخ صحف میں ہے نہ لوح میں کل صغیر وکبیر مستطرجف القلم بما ھو کائن
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حدیث جف القلم اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہونا تھا ہولیا تدبیر انسانی کچھ فائدہ نہیں دیتی۔

الجواب

دُنیا عالم اسباب ہے اور سبب ومسبب سب مقدر۔ مطلقاً ترک تدبیر جہل شدید ہے اور اُس پر اعتماد تام ضلال بعید واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شقی ازلی کوشش انسانی سے سعید بن سکتا ہے یا نہیں اور سعید ازلی پر صحبت بد کا اثر ہوسکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

نہ شقی ازلی سعید ہوسکے نہ سعید ازلی شقی۔ سعید ازلی پر صحبت بد کا اثر ممکن ہے یونہی شقی ازلی پر صحبت نیک کا مگر انجام اُسی پر ہوگا جس لیے بنائے گئے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ہوگا بوساطت فرشتگان اور سیارگان وعقول عشرہ ہی ہو رہا ہے یا ہر آن میں بلا توسل ان سب کے خود حاکم حقیقی نظم ونسخ فرماتا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اللہ اکبر حاکم حقیقی عزجلالہ پاک ہے اس سے کہ کسی سے توسل کرے وہی اکیلا حاکم اکیلا خالق اکیلا مدبر ہے۔ سب اُسکے محتاج ہیں وہ کسیکا محتاج نہیں۔ اس تے عالم

اسباب میں ملئکہ کو تدابیر امور پر مقرر فرمایا ہے قال تعالیٰ وَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا بعض نے کہا کہ پہلے بعض کام ارواح کواکب سے بھی متعلق تھے زمانۂ اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کام اُن سے نکال لیا گیا اب ملئکہ مدبرہ ہیں اور عقول عشرہ جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں اُن کا ہذیان بین البطلان ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے رسالہ میں لکھتا ہے کہ کاہن جو غیب کا حال بتاتا ہے اس پر یقین کرنا کفر ہے وہ کیا حضرت رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بھی غیب کا حال نہیں معلوم تھا۔ آیا یہ دونو عقیدے زید کے موافق عقائد سلف اہلسنت وجماعت کے ہیں یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

اللھم لک الحمد علم ذاتی کہ بے عطائے غیر ہو اور علم مطلق تفصیلی کہ جملہ معلومات الٰہیہ کو محیط ہو اللہ عزوجل سے خاص ہیں مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعطائے الٰہی ضرور تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے ثابت ہے انبیا سے اُس کی نفی مطلقاً اُن کی نبوت ہی سے منکر ہونا ہے امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں النبی ھو المطلع علی الغیب یعنی نبی کہتے ہیں۔ اُسے جو غیب پر مطلع ہو ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں انہ قال فی قولہ تعالیٰ ولئن سالتہم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بوادی کذا وکذا وما یدریہ بالغیب یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی اُس کی تلاش تھی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر

ایک منافق بولا محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد غیب کیا جانیں اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اُس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ تو جو نفی مطلق کرے بلاشبہ کافر ہے اور اگر علم ذاتی یا علم محیط جملہ معلومات الٰہیہ سے تاویل کرے تو کفر سے بچ جائیگا مگر شان اقدس میں ایسا موہم کلام بولنے کا اُس پر الزام قائم ہے کہ اُس ظاہر کلام بعینہ وہی ہے جو اُس منافق نے کہا اور اللہ عزوجل نے اُس کے کفر کا فتویٰ دیا کیوں نہ کہا کہ بے اللہ کے بتائے کچھ معلوم نہیں ہوتا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ کے بارہ میں تحقیق حق کیا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

حق یہ ہے کہ معمولی حقہ جس طرح تمام دُنیا کے عامہ بلاد کے عوام و خواص یہانتک کہ علما و عظمائے حرمین محترمین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً میں رائج ہے شرعاً مباح و جائز ہی جس کی ممانعت پر شرع مطہر سے اصلا دلیل نہیں تو اُسے ممنوع وناجائز کہنا یا احوال حقہ سے بے خبری پر مبنی کما عرض لکثیر من المتکلمین علیہ فی بدو ظہورہ قبل سیارہ و وضوح امرہ بقیل مسکر و قیل مفتر و قیل مضر مطلقا کالسموم وقیل یا بعض احوال عارضہ بعض فساق متنادلیں کی نظر پر مبنی کقول من قال انہ مما یجتمع علیہ الفساق کاجتماعہم علی المحرمات و قول آخر انہ یصد عن ذکر اللہ وعن الصلاۃ الخ عوارض مخصوصہ بعض بلاد و بعض اوقات کے لحاظ سے ناشی جنکا حکم اُن کے غیر اعصار و امصار کو ہرگز شامل نہیں کمن احتج بالنہی السلطانی علی کلام فیہ للعلامۃ النابلسی۔ یا محض مفتریات کاذبہ و مخترعات ذاہبہ پر متفرع کتہور من تفوہ ان کل دخان حرام

وجعلہ حدیثا عن سید الانام علیہ افضل الصلاۃ واکمل السلام ولجرأۃ من قال اجمعوا علی حرمتہ والاجماع حجۃ فقیر نے اس باب میں زیادہ بیباکی متقشفہ افغانستان سے پائی کہ چند کتب فقہ پڑھ کر تقشف وتصلف کو حد سے بڑھاتے اور عامہ امت مرحومہ کو ناحق فاسق وفاجر بناتے ہیں اور جب اپنے دعوے باطل پر دلیل نہیں پاتے ناچار حدیثیں گڑھتے بناتے ہیں میں نے اُن کی بعض تصانیف میں ایک حدیث دیکھی کہ من شرب الدخان فکانما شرب دم الانبیاء جس نے حقہ پیا گویا اس نے پیغمبروں کا خون پیا اور دوسری حدیث یوں تراشی من شرب الدخان فکانما زنی بامہ فی الکعبۃ جس نے حقہ پیا گویا اس نے کعبہ معظمہ میں اپنی ماں سے زنا کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جہل بھی کیا بد بلا ہے خصوصاً مرکب کہ لا دوا ہے مسکین نے ایک مباح شرعی کے حرام کرنے کو دیدہ ودانستہ مصطفے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان اٹھایا اور حدیث متواتر من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار کا اصلا دھیان نہ لایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اللّٰھم تب علینا وعلیہ ان کان حیا واغفرلنا ولہ ان کان میتا یا قواعد شرع میں بے غوری اور نظر وفکر کی بیطوری سے پیدا کزعم من زعم انہ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ ومنہ زعم الزاعم ان فیہ استعمال آلۃ العذاب یعنی النار وذاک حرام وہذا من البطلان بابین مکان نقضہ المحدث الدہلوی فیما نسب الیہ باستعمال الماء المعذب بہ قوم نوح علیہ الصلاۃ والسلام قلت وفی الترویح بالمراوح استعمال آلۃ عذاب عاد واما اصلاح الفاضل اللکھنوی بزیادۃ قید علی ہیأۃ اہل العذاب۔ فاقول لایجدی نفعا والالم یجز الاغتسال بماء حار قال تعالیٰ یصب من فوق رؤسہم الحمیم وماذا زعم الزاعم فی دخول الحمام فیکون علی ہذا حراما منہیا عنہ لذاتہ بل من الکبائر اما مطلقا علی ما اختار ہذا الفاضل من کون تعاطی المکروہ تحریما من الکبائر او بعد الاعتیاد علی ما علیہ

الاعتماد من کونہ فی نفسہ من الصغائر وذلک لان الحمام کما افادہ العلامۃ المناوی فی التیسیر اشبہ شیئ بجہنم النار من تحت والظلام من فوق وفیہ الغم والحبس والضیق ولذا لما دخلہ سیدنا سلیمٰن نبی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام تذکر بہ النار وعذاب الجبار اخرج العقیلی والطبرانی وابن عدی والبیہقی فی السنن عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال اول من دخل الحمامات وصنعت لہ النورۃ سلیمٰن بن داؤد فلما دخلہ وجد حرہ وغمہ فقال اوہ من عذاب اللہ اوہ قبل ان لاتکون اوہ قلت وبھذا یرد حدیث التشبیہ باھل النار وحدیث الملابستہ بالنار کما لایخفی علی اولی البصار۔ ولہذا علمائے محققین واجلہ معتمدین مذاہب اربعہ نے بعد تنقیح کار و امعان افکار اس کی اباحت کا حکم فرمایا وھو الحق الحقیق بالقبول علامہ سیدی احمد حموی غمز العیون والبصائر میں فرماتے ہیں یعلم منہ حل شرب الدخان اس قاعدہ سے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے حقہ پینے کی حلت معلوم ہوئی علامہ عبد الغنی بن علامہ اسمٰعیل نابلسی قدس سرہما القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں۔ من البدع العادیۃ استعمال التتن والقہوۃ الشائع ذکرہما فی ہذا الزمان بین الاسافل والاعیان والصواب انہ لاوجہ لحرمتہا ولا لکراہتہا فی الاستعمال الخ بدعات عادیہ سے ہے حقہ اور کافی کا پینا جن کا چرچا آجکل عوام و خواص میں شائع ہے اور حق یہ ہے کہ ان کی حرمت کی کوئی وجہ ہے نہ کراہت کی۔ علامہ محقق علاء الدین دمشقی درمختار میں عبارت اشباہ نقل کرکے فرماتے ہیں فیفہم منہ حکم النبات شامی میں ہے وھو الاباحۃ علی المختار یعنی اس سے تنباکو کا حکم مفہوم ہوتا ہے اور وہ اباحت ہے مذہب مختار میں) پھر فرمایا وقد کرہہ شیخنا العمادی فی ہدیتہ الحاقا لہ بالثوم والبصل باولٰی۔ ہمارے استاد عبد الرحمٰن بن محمد عماد الدین دمشقی نے اپنی کتاب ہدیہ میں اسے سیر و پیاز سے لاحق

ٹھہرا کر مکروہ رکھا) علامہ سیدی ابو السعود پھر علامہ سیدی طحطاوی نے حاشیہ درمختار میں فرمایا
لایخفی ان الکراہۃ تنزیہیۃ بدلیل الالحاق بالثوم والبصل والمکروہ تنزیہا یجامع الجواز
پوشیدہ نہیں کہ یہ کراہت تنزیہی ہے۔ جیسے لہسن پیاز کی اور مکروہ تنزیہی
جائز ہوتا ہی علامہ حامد آفندی عمادی ابن علی آفندی مفتی دمشق الشام
اپنے فتاوے مغنی المستفتی عن سوال المفتی میں علامہ محی الدین بن احمد بن محی الدین جیدکردی
جزری رحمہ اللہ تعالے سے نقل فرماتے ہیں۔ فی الافتاء بحلہ دفع الحرج عن المسلمین
فان اکثرھم مبتلون بتناولہ مع ان تحلیلہ الیسر من تحریمہ وما خیر رسول اللہ صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم بین امرین الا اختار ایسرھما واما کونہ بدعۃ فلاضرر فانہ بدعۃ فی التناول
لا فی الدین فاثبات حرمتہ امر عسیر لایکاد یوجد لہ نصیر حلت قلیان پر فتوے دینے
میں مسلمانوں سے دفع حرج ہے کہ اکثر اہل اسلام اُس کے پینے میں مبتلا
ہیں معہذا اُس کی تحلیل تحریم سے آسان تر ہے اور حضور سید عالم صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم جب دو کاموں میں اختیار دیئے جاتے جو اُن میں زیادہ آسان ہوتا
اُسے اختیار فرماتے رہا اُس کا بدعت ہونا یہ کچھ باعث ضرر نہیں کہ یہ بدعت
کھانے پینے میں ہے نہ امور دین میں تو اُس کی حرمت ثابت کرنا ایک دشوار
کام ہے جس کا کوئی معین و یاور ملتا نظر نہیں آتا) علامہ خاتم المحققین سیدی
امین الملۃ والدین محمد بن عابدین شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار حاشیۂ درمختار
میں فرماتے ہیں۔ للعلامۃ الشیخ علی الاجھوری المالکی رسالۃ فی حلہ نقل فیہا انہ
افتی بحلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاھب الاربعۃ علامہ شیخ علی اجہوری مالکی رحمۃ اللہ
تعالے علیہ نے حقہ کی حلت میں ایک رسالہ لکھا جس میں نقل فرمایا کہ چاروں
مذہب کے ائمہ معتمدین نے اُس کی حلت پر فتوے دیا) پھر فرماتے ہیں قلت
والف فی حلہ ایضا سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی رسالۃ سماہا الصلح بین الاخوان

فی اباحتہ شرب الدخان وتعرض لہ فی کثیر من تالیفہ الحسان واقامۃ الطامۃ الکبری علی القائل بالحرمۃ او بالکراہۃ فانہما حکمان شرعیان لابد لہما من دلیل ولا دلیل علی ذلک فانہ لم یثبت اسکارہ ولا تفتیرہ ولا اضرارہ بل ثبت لہ منافع فہو داخل تحت قاعدۃ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ وان فرض اضرارہ للبعض لایلزم منہ تحریمہ علی کل احد فان العسل یضر باصحاب الصفراء الغالبۃ وربما امرضہم مع انہ شفاء بالنص القطعی و لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمۃ او الکراہۃ اللذین لابد لہما من دلیل بل فی القول بالاباحۃ التی ہی الاصل وقد توقف النبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم مع انہ ہو المشرع فی تحریم الخمر ام الخبائث حتی نزل علیہ النص القطعی فالذی ینبغی للانسان اذا سئل عنہ سواء کان ممن یتعاطاہ اولا کہذا العبد الضعیف وجمیع من فی بیتہ ان یقول ہو مباح لکن رائحتہ تستکرہہا الطباع فہو مکروہ طبعا لا شرعا الی آخر ما اطال بہ رحمہ اللہ تعالی۔ علت قلیان میں ہمارے سردار عارف باللہ حضرت عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالے نے بھی ایک رسالہ تالیف فرمایا جس کا نام

الصلح بین الاخوان فی اباحت شرب الدخان

رکھا اور اپنی بہت تالیفات نفیسہ میں اُس سے تعرض کیا اور حقہ کی حرمت یا کراہت ماننے والے پر قیامت کبریٰ قائم فرمائی کہ وہ دونوں حکم شرعی ہیں جس کے لیے دلیل درکار اور یہاں دلیل معدوم کہ نہ اُس کا نشہ لانا ثابت ہوا نہ عقل میں فتور ڈالنا نہ مضرت کرنا بلکہ اُس کے منافع ثابت ہوئے ہیں تو وہ اس قاعدہ کے نیچے داخل ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور اگر فرض کیجیے کہ بعض کو ضرر کرے تو اس سے سب پر حرمت نہیں ثابت ہوتی۔ جن مزاجوں پر صفرا غالب ہوتا ہے شہد انھیں نقصان کرتا بلکہ بارہا بیمار کر دیتا ہے باآنکہ وہ بنص قرآنی شفا ہے اور یہ کوئی احتیاط کی بات نہیں کہ حرمت یا کراہت ٹھہرا کر خدا پر افترا کر دیجیے

کہ اُن کے لیے دلیل کی حاجت ہے بلکہ احتیاطاً مباح مانتے ہیں ہے کہ وہی اصل ہے میں خود نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ہر نفس نفیس صاحب شرع ہیں شراب جیسی ام الخبائث کی تحریم میں توقف فرمایا جب تک نص قطعی نہ اتری تو آدمی کو چاہیئے جب اُس سے حقہ کے بارہ میں سوال کیا جائے تو اُسے مباح ہی بتائے خواہ آپ پیتا ہو یا نہ پیتا ہو جیسے میں اور میرے گھر میں جسقدر لوگ ہیں (کہ ہم میں کوئی نہیں پیتا مگر فتوائے اباحت ہی پر دیتا ہوں) ہاں اُس کی بو طبیعت کو ناپسند ہے تو وہ مکروہ طبعی ہے نہ شرعی ۔ اور ہنوز علامہ مذکور کا کلام طویل اس کی تحقیق میں باقی ہے) بالجملہ عند التحقیق اس مسئلہ میں سوا حکم اباحت کے کوئی راہ نہیں خصوصاً ایسی حالت میں عجماً و عرباً و شرقاً و غرباً عام مومنین بلاد و بقاع تمام دنیا کو اُس سے ابتلا ہے تو عدم جواز کا حکم دینا عامہ امت مرحومہ کو معاذ اللہ فاسق بنانا ہے جسے ملت حنفیہ سمحہ سہلہ غرا بیضا ہرگز گوارا نہیں فرماتی اسی طرف علامہ جوری نے اپنے اُس قول میں اشارہ فرمایا کہ فی الافتا بحله دفع الحرج عن المسلمین اور اُسے علامہ حامد عمادی پھر منقح علامہ محمد شامی آفندی نے برقرار رکھا۔ اقول و لسنا الغنی - ہذا ان عامة المسلمین اذا ابتلوا بحرام حل بل بالامران عموم البلوی من موجبات التخفیف شرعاً و لما امر الااتسع فاذا وقع ذلک فی مسئلة مختلف فیها ترجح جانب الیسر ہونا للمسلمین عن العسر ولا یخفی علی خادم الفقہ ان ہذا کما ہو جار فی باب الطہارة والنجاسة کذلک فی باب الاباحة والحرمة ولذا تراه من مسوغات الافتاء بقول غیر الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما فی مسئلة المخابرة وغیرہا مع تنصیصہم بانہ لایعدل عن قولہ الی قول غیرہ الا بضرورة بل ہو من مجوزات المیل الی روایة النوادر علی خلاف ظاہر الروایة کما نصوا علیہ مع تصریحہم بان ما خرج عن ظاہر الروایة فہو قول مرجوع عنہ وما رجع عنہ المجتہد لم یبق قولاً لہ وقد تتبعت العلماء بہذا فی کثیر من مسائل الحلال والحرام ففی الطریقة

وشرحہا الحدیقۃ فی زماننا ہذا لایمکن الاخذ بالقول الاحوط فی الفتوی الذی افتی بہ الائمۃ وہو ما اختارہ الفقیہ ابو اللیث انہ ان کان فی غالب الظن ان اکثر مال الرجل حلال جاز قبول ہدیتہ ومعاملتہ والا لا اھ ملخصا وفی رد المحتار من مسئلۃ بیع الثمار لایخفی تحقق الضرورۃ فی زماننا ولاسیما فی مثل دمشق الشام وفی نزعہم عن عادتہم حرج وما ضاق الامر الا اتسع ولایخفی ان ہذا مسوغ للعدول عن ظاہر الروایۃ اھ ملخصا وفیہ فی مسئلۃ العلم فی الثوب ہو ارفق باہل ہذا الزمان لئلا یقعوا فی الفسق والعصیان اھ وفیہ من کتاب الحدود مقتضی ہذا کلہ ان من زفت الیہ زوجتہ لیلۃ عرسہ ولم یکن یعرفہا لایحل لہ وطوہا مالم تقل واحدۃ او اکثر انہا زوجتک وفیہ حرج عظیم لانہ یلزم منہ تاثیم الامۃ اھ ملخصا الی غیر ذلک من مسائل یکثر عدہا ویطول سردہا فاندفع ماعسے متوہم ان یتوہم من قول الفاضل اللکھنوی ان عموم البلوی انما یوثر فی باب الطہارۃ والنجاسۃ لافی باب الحرمۃ والاباحۃ صرح بہ الجماعۃ اھ ہاں بنظر بعض وجوہ اُسے مکروہ تنزیہی کہہ سکتے ہیں جیسا کہ محقق علائی وعلامہ ابو السعود وعلامہ طحطاوی وعلامہ شامی نے الحاقا بالثوم والبصل افادۃ فرمایا علی ما مرّ وفیہ لبعض الفضلاء مع کلام لمنافی ذاک المرام علامہ شامی فرماتے ہیں الحاقہ بما ذکر ہو الانصاف **اقول** یہیں سے ظاہر کہ اس وجہ کو موجب کراہت تحریم جاننا کما جزم بہ الفاضل اللکھنوی فی فتاواہ وتردد فی رسالتہ واضطرب فیہ کلام المحدث الدہلوی فیما نسب الیہ فاوہم اولا انہ یوجب کراہۃ التحریم وعاد آخر الی التنزیہ سراسر خلاف تحقیق ہے **ثم اقول** پھر کراہت تنزیہہ کا حاصل صرف اسقدر کہ ترک اولی ہے نہ کہ فعل ناجائز ہو علما تصریح فرماتے ہیں کہ یہ کراہت مجامع جواز واباحت ہے جانب ترک میں اس کا وہ مرتبہ ہے جو جہت فعل میں مستحب کا کہ مستحب بات کیجیے تو بہتر نہ کیجیے تو گناہ نہیں مکروہ تنزیہی نہ کیجیے تو بہتر کیجیے تو گناہ نہیں پس مکروہ تنزیہی کو داخل دائرۂ اباحت ماننا گناہ صغیرہ اور

اعتیاد کو کبیرہ قرار دینا کما صدر عن الفاضل اللکھنوی وتبعہ السید المشہدی ثم الکروی سخت لغزش وخطار فاحش ہے یارب مگر وہ گناہ کونسا جو شرعاً مباح ہو اور وہ مباح کیسا جو شرعاً گناہ ہو۔ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اس زلت کے رد میں ایک مستقل تحریر مسمے بہ جمل مجلیۃ ان المکروہ تنزیہا لیس بمعصیۃ تحریر کی وباللہ التوفیق۔ **ثم اقول** یوہیں مانحن فیہ میں تین وجہ کراہت تنزیہہ ٹھہرا کر کراہت تحریم کی طرف مرتقی کر دینا کما وقع فیما نسب الی المحدث الدہلوی محض نا... بل قطع نظر اس سے کہ اُن وجوہ سے اکثر محل نظر شرع سے اصلا اس پر دلیل نہیں کہ جو چیز تین وجہ سے مکروہ تنزیہی ہو مکروہ تحریمی ہو و من ادعی فعلیہ البیان خود محدث دہلوی کے تلمیذ رشید مولنا رشید الدین خان دہلوی مرحوم اپنے رسالہ عربیہ میں صاف لکھتے ہیں کہ علمار محققین حقہ میں کراہت تنزیہی مانتے ہیں۔ حیث قال اما المحققون القائلون بکراہتہ تنزیہا فہم ایضاً تشبثوا بالروایا الفقہیۃ مثل ما قال صاحب الدر المختار الخ اور اُس میں تصریح ہے کہ مالت مشایخنا الیہا اسی کراہت تنزیہہ کی طرف ہمارے اساتذہ نے میل کیا) اس رسالہ پر شاہ عبد العزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب کی تقریظیں ہیں شاہ صاحب نے اُسے تحریر انیق و تقریر وسیق و صحیح المبانی و مستحکم المعانی و موافق روایات و مطابق درایات بتایا اور شاہ رفیع الدین صاحب نے استحسنت غایۃ الاستحسان ما نثر بانیہ من جواہر لآلیہ فی مبانیہ و معانیہ فرمایا تو ظاہر ا دوسری تحریر کی نسبت غلط ہے یا اُس میں تحریفیں واقع ہوئیں اور اسپر دلیل یہ بھی ہے کہ اُس تحریر کے اکثر جوابات مخدوش و مضمحل اور خلاف تحقیق ہاتوں پر مشتمل ہیں اور نسبت بہمہ جہت صحیح ہی مانئے تو رسالہ تلمیذ کی مدح و تقریظ معارض و مناقض ہوگی وہ تحریر پایۂ اعتبار سے یوں بھی گر گئی اور اس سے

بھی قطع نظر کیجیے تو مقصود اتباع حق ہے نہ تقلید اہل عصر و اتباع زید و عمرو واللہ الہادی و ولی الایادی۔ الحاصل معمولی حقہ کے حق میں تحقیق حق و حق تحقیق یہی ہے کہ وہ جائز و مباح و صرف مکروہ تنزیہی ہے یعنی جو نہیں پیتے بہت اچھا کرتے ہیں جو پیتے ہیں کچھ برا نہیں کرتے۔ فان الاساءۃ فوق کراہۃ التنزیہ کما حققہ العلامۃ الشامی البتہ وہ حقہ جو بعض جہال بعض بلاد ہند ماہ رمضان مبارک شریف میں وقت افطار پیتے اور دم لگاتے اور حواس و دماغ میں فتور لاتے اور دیدہ و دل کی عجب حالت بناتے ہیں بیشک ممنوع و ناجائز و گناہ ہی اور وہ بھی معاذاللہ ماہ مبارک میں۔ اللہ عزوجل ہدایت بخشے رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے ہر مفتر چیز سے نہی فرمائی اور اس حالت کے حالت تفتیر ہونے میں کچھ کلام نہیں۔ احمد و ابو داؤد بسند صحیح عن ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا قالت نہی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر واللہ تعالے اعلم۔

مسئلہ - چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین در باب قلیان کشیدن کہ بعضے مکروہ تنزیہی میفرمایند و بعضے مکروہ تحریمی میگویند و بعض حرام مطلق انتہ بعضے میفرمایند کہ کسے قلیان میکشد از مشاہدہ جمال جہاں آرائی حضرت خواجۂ عالم و عالمیان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم و از احضار مجلس حضور پرنور اقدس واعلی محروم میماند پس قائل میشویم کہ آیا مذہب مختار حنفی چیست گو درین باب استفتاہا علماء دستخط فرمودند مگر مفصل ارقام نرفت و تسکین نشد لہذا امید دارم کہ تشریحش مفصل ارقام رود۔

بینوا توجروا۔

الجواب

باید دانست کہ در مسئلہ کشیدن قلیان کہ اختلافات بظہور آمدہ اند بر دو قسم اند

یکے اختلاف علمار کاملین و دیگر اختلاف متعصبین۔ اما اختلاف علمار کاملین کہ بظہور رسیدہ بنظر غور و تعمق راجع طرف اختلاف حال تمباکو یا اختلاف حال استعمال کنندگان است۔ اما اختلاف متعصبین پس مبنی بر اختیار اقوال شاذہ مردودہ مخالف جمہور یا حکایات بے سروپا مشتمل بر کذب و زور است تفصیل این اجمال آنکہ از روئے احادیث و آثار و اقوال جمہور فقہائے کبار اصل در اشیار اباحت است پس چیزیکہ درآں دلیلے کہ منصوص الحرمۃ است یافتہ شود مثل سمیت یا اسکار البتہ حرام و ممنوع است و چیزیکہ درآں دلیل منصوص حرمت یافتہ نشود و حکمش مسکوت عنہ بود باعتبار ذات حلال و مباح است اگر کراہت و حرمت در کدامی صورت خاصہ یافتہ خواہد شد مکروہ و حرام گفتہ خواہد شد ورنہ بر اصل خود باقی خواہد ماند وچوں در تمباکو در بعض بلاد یافتہ میشود اسکار و تفتیر موجود است مثل بلاد بخارا و غیرہ علما آنجا حکم ممانعت فرمودہ اند و در تمباکوئے بعض بلاد ہرگز اثرے از تفتیر و اسکار نیست مثل تمباکوئے مصر وغیرہ علمار محققین آنجا حکم بحلت و جواز فرمودہ اند و قول منکر را مردود نمودہ اند وعلی ہذا القیاس اختلاف حال شاربین را ہم دخلی است معتد بہ در حکم آں پس کسے کہ بطور لہو ولعب انہماک عبث درآں می نماید حکمش جداست و کسیکہ برائے منافع کہ انکار ازاں نتواں نمود بقدر ضرورت استعمال می سازد حکمش جدا است پس ایں اختلاف کہ در اقوال محققین یافتہ میشود فی الحقیقۃ اختلافے نیست وانچہ متعصبین حرام مطلق میگویند قطع نظر ازانکہ برائے منفعت باشد یا بطور لہو ولعب وعبث و تمباکو ہم خواہ مسکر و مفتر باشد یا نباشد و بغیر نقل از شارع و مجتہدین شریعت اصل در اشیار حرمت قرار دادہ اند پس تعصبے ست باطل و از حلیہ صدق و انصاف عاطل و قیل و حکم قائل کہ از کشیدن قلیاں حرماں از مشاہدہ لمعان جمال حضرت سید انس و جاں صلے اللہ تعالے علیہ وسلم حاصل میگردد بے دلیل کامل نیست

تعصب لاحاصل داخل است ہر چند علمار دین درین مسئلہ رسائل مستقلہ تالیف فرمودہ اند اما درینجا یک سند مستند اکتفا نمودہ میشود علامہ شامی در رد المحتار حاشیۂ الدر المختار بعد ازاں کہ فرمودہ قد اضطربت آراء العلماء فیہ فبعضهم قال بکراہتہ وبعضهم قال بحرمتہ وبعضهم بإباحتہ الخ ویک دو قول ممانعت ذکر نمودہ و در آخر فرمودہ وللعلامۃ الشیخ علی الاجهوری المالکی۔ رسالۃ فی حلہ نقل فیها انہ افتی بحلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاہب الاربعۃ قلت والف فی حلہ ایضا سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی رسالۃ سماہا بالصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان وتعرض لہ فی کثیر من تالیفہ الحسان واقام الطامۃ الکبری علی القائل بالحرمۃ او بالکراہۃ فانہما حکمان شرعیان لابد لہما من دلیل ولا دلیل علی ذلک فانہ لم یثبت اسکارہ ولا تفتیرہ ولا اضرارہ بل ثبت لہ منافع فهو داخل تحت قاعدۃ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ وان فرض اضرارہ للبعض لایلزم منہ تحریمہ علی کل احد فان العسل یضر باصحاب الصفراء وربما امرضهم مع انہ شفاء بالنص القطعی ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمۃ او الکراہۃ الذین لابد لهما من دلیل بل فی القول بالاباحۃ التی ہی الاصل وقد توقف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع انہ ہو المشرع فی تحریم الخمر ام الخبائث حتی نزل علیہ النص القطعی فالذی ینبغی للانسان اذا سئل عنہ سواء کان ممن یتعاطاہ اولا کہذا العبد الضعیف وجمیع من فی بیتہ ان یقول ہو مباح لکن رائحتہ تستکرہہا الطباع فهو مکروہ طبعا لا شرعا الی آخر ما قال الی آخرہ

حررہ الفقیر الحقیر عبد القادر محب الرسول القادری البدایونی عفی عنہ

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرع متین ایسے شخص کی نسبت اور اُس کے معاونین کی بابت کہ جو طرح طرح کی درخواست ممبران آریہ سماج سے کرتا ہوا اور مدرس وعظ اور امامت بھی مسلمانوں کی کرتا رہے اور جو اپنے وعظ میں بھی آریوں کو اپنا دلی دوست اور جگر کا ٹکڑا بتلائے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ

وجہہ کے مرتبہ کو حضور سرور کائنات رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے برابر سمجھے اور جس کا کذب اور وعدہ خلافی بھی اکثر مرتبہ ظاہر ہوئی ہو آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور اُس کا وعظ کرانا اور سننا جائز ہے یا نہیں اور اُس کے معاونان کس حکم شرعی کے مصداق ہیں عند اللہ و عند الرسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروئے قرآن و حدیث و فقہ بہت جلد جواب تحریر فرما کر داخل حسنات ہوں اس کے بعد سائل نے چھ ورق میں وہ خطوط لکھے تھے جو اُس شخص نے آریوں کے پاس بھیجے تھے بینوا توجروا۔

الجواب

یہ کلمات اگر اس شخص نے دل سے کہے جب تو اُس کا کفر صریح ظاہر و واضح ہے جس میں کسی جاہل کو بھی تامل نہیں ہو سکتا اسلام کی حقانیت میں اُسکو شبہہ ہے کفر کی طرف مائل بلکہ اُس کا مشتاق اور اُس کے لیے اپنے آپکو بیچین بتاتا ہے کفر کو عزت و فخر اور سرفرازی کہتا ہے تو اُس کے شکوک رفع ہوں یا نہوں وہ آریہ بنے یا نہ بنے اسلام سے تو اس وقت نکل گیا والعیاذ باللہ تعالیٰ اور اگر دل میں ان باتوں کو جھوٹ جانتا ہی آریہ کو دھوکہ دینے کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں تو اول تو یہ دھوکہ کا عذر محض جھوٹ باطل ہے اور بفرض غلط اگر ہو بھی تو دھوکہ دینا کیا ضرور ہے اور بفرض غلط ضرور بھی ہو تو وہ اکراہ تک نہیں پہنچ سکتا واحد قہار عزجلالہ نے صرف اکراہ کا استثنار فرمایا ہے الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان بہرحال اُس کو واعظ بنانا حرام اُس کا وعظ سُننا ناجائز اُس کو امام بنانا حرام اُس کے پیچھے نماز باطل محض رہا امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مرتبہ کو شان حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برابر کہنا اُس کے کفر صریح وارتداد خالص ہونے میں کسی رافضی کو بھی کلام نہیں ہو سکتا نہ کہ اہل سنت

جن کا ایمان یہ ہے کہ کسی غیر نبی کو کسی نبی کا ہمسر کہنے والا کافر ہے ایسے شخص کے جتنے معاون ہیں وہ سب بھی اسی کے حکم میں ہیں مارہرہ شریف کے صاحبزادوں میں ایسے تاریک ناپاک گندے خیالوں کا کوئی شخص معلوم نہیں خصوصاً عالم ظاہر اس نے یہ انتساب محض جھوٹ طور پر کیا اور اگر بالفرض صحیح بھی تھا تو اب جھوٹ ہو گیا۔ قال اللہ تعالیٰ۔ انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنا حق حاصل کرنے کے لیے جھوٹی بات کہنا کہاں تک جائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اپنا حق مردہ زندہ کرنے کے لیے پہلو دار بات کہنا جس کا ظاہر دروغ ہو اور واقع میں اس کے سچے معنے مراد ہوں اگرچہ سننے والا کچھ سمجھے بلاشبہ باتفاق علمائے دین جائز اور احادیث صحیحہ سے اس کا جواز ثابت ہے جبکہ وہ حق بے اس طریقہ کے ملنا میسر نہ ہو ورنہ یہ بھی جائز نہیں پہلو دار بات یوں کہ مثلاً ظالم نے ظلماً اس کی کسی چیز پر قبضہ مخالفانہ اس مدت تک رکھا جس کے باعث انگریزی قانون میں تمادی عارض ہو کر حق ناحق ہو جاتا ہے مگر مخالف کے پاس اپنے قبضہ کا کاغذی ثبوت نہیں اس کے بیان پر رکھا گیا اگر یہ اقرار کیے دیتا ہے کہ واقعی مثلاً بارہ برس سے میرا قبضہ نہیں تو حق جاتا اور ظالم فتح پاتا ہے لہذا یوں کہنے کی اجازت ہے کہ ہاں میرا قبضہ رہا ہے یعنی زمانہ گزشتہ میں اور زیادہ تصریح چاہی جائے تو یوں کہہ سکتا ہے کہ آج تک میرا قبضہ چلا آیا اور نیت میں لفظ آیا کو کلمۂ استفہام لے جیسے کہتے ہیں آیا یہ بات حق ہے یعنی کیا یہ بات حق ہے وہ استفہام انکاری کے طور پر اس کلمہ کا یہ مطلب ہوا کہ کیا آج تک میرا قبضہ چلا یعنی ایسا نہ ہوا بلکہ میرا قبضہ منقطع ہو کر مخالف کا قبضہ ہو گیا۔ یا یوں کہے کہ آج تک

برابر میرا قبضہ رہا آج کا حال نہیں معلوم کہ کچہری کیا حکم دے اور لفظ کل سے زمانہ قریب مراد لے جیسے نوجوان لڑکے کو کہتے ہیں کل کا بچہ ہے حالانکہ اُس کی عمر بیس بائیس سال کی ہو اسی معنی پر قیامت کو روز فردا کہتے ہیں کل آنے والی ہے یعنی بہت نزدیک ہے یا مخالف کے قبضہ کی نسبت سوال ہو تو کہے اُس کا قبضہ کبھی نہ تھا یا کبھی نہ ہوا اور مراد یہ لے کہ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ اُس کا قبضہ نہ تھا زیادہ تصریح درکار ہو تو کہے اُس کا قبضہ اصلاً کسی وقت ایک آن کو بھی نہ ہوا نہ ہے اور معنے یہ لے کہ حقیقی قبضہ ہر شے پر اللہ عزوجل کا ہے دوسرے کا قبضہ ہو ہی نہیں سکتا۔ غرض جو شخص تصرفات الفاظ و معانی سے آگاہ ہے سو پہلو نکال سکتا ہے مگر ان کا جواز بھی صرف اُسی حالت میں ہے جب یہ واقعی مظلوم ہے اور بغیر ایسی پہلو دار بات کے ظلم سے نجات نہیں ملسکتی ورنہ اوپر مذکور ہوا کہ یہ بھی ہرگز جائز نہیں اب رہی یہ صورت کہ جہاں پہلو دار بات سے بھی کام نہ چلے وہاں صریح کذب بھی دفع ظلم و احیائے حق کے لیے جائز ہے یا نہیں اس بارہ میں کلمات علما مختلف ہیں بہت روایات سے اجازت نکلتی اور بہت اکابر نے منع کی تصریح فرمائی ہے حتی الوسع احتیاط اُس سے اجتناب میں ہے اور شاید قول فیصل یہ ہو کہ اس ظلم کی شدت اور کذب کی مصیبت کو عقل سلیم و دین قویم کی میزان میں تولے جدھر کا پلہ غالب پائے اُس سے احتراز کرے مثلاً اسکا ذریعہ رزق تمام و کمال کسی ظالم نے چھین لیا اب اگر نہ لے تو یہ اور اُس کے اہل و عیال سب فاقے مریں اور وہ بے کذب صریح مل نہیں سکتا تو اس ناقابل برداشت ظلم اشد کے دفع کو امید ہے کہ غلط بات کہدینے کی اجازت ہو اور اگر کسی مالدار شخص کے سو دوسو روپے کسی نے دبالیے صریح جھوٹ کی اجازت اسے نہ ہونی چاہیے کہ جھوٹ کا فساد زیادہ ہے اور اتنے ظلم کا تحمل اس مالدار پر

ایسا اگر اں نہیں حدیث سے ثابت اور فقہ کا قاعدہ مقررہ بلکہ عقل ونقل کا ضابطہ
کلیہ ہے کہ من ابتلی ببلیتین اختار اہونہما جو شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو اُن میں
جو آسان ہے اُسے اختیار کرے۔ ہذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی در مختار میں ہے
الکذب مباح لاحیاء حقہ ودفع الظلم عن نفسہ والمراد التعریض لان عین الکذب
حرام قال وہو الحق قال تعالیٰ قتل الخراصون اہ کل من المجتبیٰ وفی الوہبانیۃ قال ؎
وللصلح جاز الکذب او دفع ظالم ؛ واہل الترضی والقتال لیظفروا۔ رد المحتار میں ہے
الکذب مباح لاحیاء حقہ کالشفیع یعلم بالبیع باللیل فاذا اصبح یشہد ویقول علمت الان
وکذا الصغیرۃ تبلغ فی اللیل وتختار نفسہا من الزوج وتقول رأیت الدم الان واعلم
ان الکذب قد یباح وقد یجب والضابطۃ فیہ کما فی تبیین المحارم وغیرہ عن الاحیاء
ان کل مقصود محمود یمکن التوصل الیہ بالصدق والکذب جمیعاً فالکذب فیہ حرام وان
امکن التوصل الیہ بالکذب وحدہ فمباح ان ابیح تحصیل ذلک المقصود وواجب ان
وجب کما لو رأی معصوما اختفی من ظالم یرید قتلہ او ایذاءہ فالکذب ہنا واجب وکذا
لو سألہ عن ودیعۃ یرید اخذہا یجب انکارہا ومہما کان لا یتم مقصود حرب او اصلاح
ذات البین او استمالۃ قلب المجنی علیہ الا بالکذب فیباح ولو سألہ سلطان عن
فاحشۃ وقعت منہ سرا کزنا او شرب فلہ ان یقول ما فعلتہ لان اظہارہا فاحشۃ اخرے
ولہ ایضا ان ینکر سر اخیہ وینبغی ان یقابل مفسدۃ الکذب بالمفسدۃ المرتبۃ علی الصدق
فان کانت مفسدۃ الصدق اشد فلہ الکذب وان بالعکس او شک حرم وان
تعلق بنفسہ استحب ان لا یکذب وان تعلق بغیرہ لم تجز المسامحۃ لحق غیرہ والحزم ترکہ
حیث ابیح۔ نیز اُس میں اور حاشیہ طحطاویہ میں ہے قولہ جاز الکذب قال الشارح
ابن الشحنۃ نقل فی البزازیۃ ان ارادبہ المعاریض لا الکذب الخالص۔ اُسی میں ہے
حیث یباح التعریض لحاجۃ لا یباح لغیرہا لانہ یوہم الکذب وان لم یکن اللفظ کذبا الخ

حدیقہ ندیہ میں ہے یکرہ التعریض کراہۃ تحریم بدون الحاجۃ الیہ اھ باختصار۔ طحطاوی
میں ہے۔ قالت عند القاضی ادرکت الآن وفسخت فالقول لہا لانہا قادرۃ علی
انشاء الرد ولا یشترط ان یکون حالۃ البلوغ حقیقۃ بل لو کان باخبارہا کذبا انہ بلغت الآن
قیل لمحمد کیف یصح وھو کذب لانہا انما ادرکت قبل ھذا الوقت فقال لا تصدق بالاسناد
فجاز لہا ان تکذب کیلا یبطل حقہا اھ وانما یسوغ لہا ذلک اذا کانت اختارت
عند البلوغ بالفعل واخذ من ذلک جواز الکذب لاحیاء الحق وہی منصوصۃ خلاصہ
وہندیہ میں ہے ان رأت الدم فی اللیل تقول فسخت النکاح وتشہد اذا اصبحت
وتقول انما رأیت الدم الآن لانہا لا تصدق ان تقول رأیت الدم فی اللیل وفسخت
ذکرہ فی مجموع النوازل قال رضی اللہ تعالٰی عنہ وان کان ہذا کذبا لکن الکذب فی
بعض المواضع مباح بزازیہ ونہر میں ہے لیس ہذا کذبا محضا بل من قبیل المعاریض
المسوغۃ لاحیاء الحق لان الفعل المستند لہ دوام حکم الابتداء فالمردودۃ داعیۃ فی ہذا الآن
غیرہ اھ طحطاویہ میں ہے قلت لا یظہر وجہ التقیید بالآن انہ من المعاریض بل من محض
الکذب الخ۔ رد المحتار میں ہے۔ حاصلہ انہا تقول لہا بلغت الآن ای الآن بالنسبۃ لئلا
یکون کذبا صریحا الخ۔ **اقول**۔ وجہ آخر وہو ارادۃ القرب بقولہا الآن کما قدمت
فی صدر الجواب۔ اشباہ میں ہے الکذب مفسدۃ محرمۃ وہی متی تضمن جلب مصلحۃ
ترجح علیہ جاز۔ الخ غمز العیون میں ہے فی البزازیۃ یجوز الکذب فی ثلثۃ مواضع فی الاصلاح
بین الناس وفی الحرب ومع امرأتہ قال فی ذخیرۃ اراد بہا المعاریض لا الکذب الخالص
ومثلہ فی اخا الحیل عن المبسوط طریقہ محمدیہ میں ہے۔ یجوز الکذب فی ثلث وما فی
مناہات عن اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم لا یحل الکذب الا فی ثلث رجل کذب امرأتہ یرضیہا ورجل کذب فی
الحرب فان الحرب خدعۃ ورجل کذب بین مسلمین لیصلح بینہما وزاد فی روایۃ وعن ام کلثوم

رضی اللہ تعالیٰ عنہا والمرأۃ تحدث زوجہا والحق بہذہ الثلث دفع ظلم الظالم واحیاء الحق وقیل المباح فی ہذہ المواضع التعریض اما الکذب فحرام لا یحل بحال اھ مختصرا مرقاۃ میں زیر حدیث صحیحین عن ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس ویقول خیرا ونمی خیرا فرمایا۔ بان یقول للاصلاح مثلا بین زید وعمرو یاعمرو یسلم علیک زید ویمدحک ویقول انا احبہ و کذالک یجیئ الی زید ویبلغہ من عمرو وقیل ما سبق عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے فیہ ای فی الحدیث الحیل فی التخلیص من الظلمۃ بل اذا علم انہ لایتخلص الا بالکذب جازلہ الکذب الصریح وقد یجب فی بعض الصور بالاتفاق کونہ یخفی نبیا او ولیا ممن یرید قتلہ او لنجاۃ المسلمین من عدوہم وقال الفقہاء لو طلب ظالم ودیعۃ لانسان لیاخذ ہا غصبا وجب علیہ الانکار والکذب فی انہ لا یعلم موضعہا۔ غمز العیون میں اسے نقل کرکے فرمایا۔ فلیحفظ شیخ محقق ترجمہ مشکوٰۃ میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں یکے از مواضع کہ دروغ گفتن دراں رواست اصلاح ذات البین ست صلح دادن دو دور کردن نزاع وعداوت میاں دو کس ست ویکے دیگر ازاں مواضع کہ دروغ گفتن دراں جائز است نگاہداشت خون ومال کسے ست کہ بناحق میرود ودروغ گفتن بازن بقصد اصلاح وارضائے وے نیز جائز داشتہ چنانکہ گوید ترا دوست میدارم ہر چند ندارد واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنے حق کے حصول کے لیے چھینا جھپٹی زبردستی وبالیناوامثالہا امور جائز ہیں یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

عین حق یا جنس حق کے لیے اجازت ہے جبکہ فتنہ نہ ہو اور اس پر کذب کا قیاس مع الفارق ہے کہ یہاں غصب ونہب کی صورت ہے حقیقت نہیں کہ حقیقۃً اپنا حق

لیتا ہے اور کذب ہوگا تو حقیقۃً ہوگا کما لا یخفی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مولانا عبدالمقتدر صاحب بدایونی کی خدمت میں میں نے اپنے جواب کو اس لیے پیش کیا تھا کہ اگر صحیح ہو تو یہی رہے اس وقت تک میں نے جو جواب لکھا تھا وہ صرف بحوالہ وسند احیاء العلوم تھا حضرت مولانا نے فرمایا کہ احیاء العلوم سے جواب کافی نہیں فقہ سے لکھو اور کچھ نہ فرمایا فقہ میں جو دیکھا تو اس میں بھی احیاء العلوم کی سند موجود ہے۔

آیا احیاء العلوم وغیرہ امثالہا سے سند لانا اور غیر مذہب کے علماء سے سند لانا صحیح ہے یا نہیں اگر ہے تو کس قسم کے مسائل ہیں اکثر یہ لوگ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ حنفی کو اپنی فقہ سے ہی سند ضرور ہے۔ علماء احناف اہلسنت جو اپنی کتب مناظرہ وغیرہ میں دوسرے علماء اور ان کی کتب یا تصوف وغیرہ علوم کی کتب سے سند دیتے ہیں وہ معاذ اللہ خاطی ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

مسائل اختلافیہ حنفیہ وغیر حنفیہ میں غیر حنفیہ سے استناد صحیح نہیں اور ان کے ماورا میں قدیماً وحدیثاً ہر مذہب والے چاروں مذہب کے اکابر سے سند لاتے ہیں یوہیں مسائل غیر متشابہات میں ائمہ تصوف۔ قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم سے استناد اور اسیوں کو خاطی جاننے والا خود سخت خاطی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ حضرت مولانا المعظم والمکرم دامت برکاتہم العالیہ۔

بس از تسلیم مع التکریم معروض کہ (۱) جس نے فرض عشا باجماعت نہیں پڑھے اور وتر کی جماعت میں شامل ہو گیا اس کے یہ وتر سرے سے ہوئے ہی نہیں یا ہوئے مگر مکروہ تحریمی یا تنزیہی (۲) اور اگر جماعت سے فرض عشا پڑھ لیے تھے تو اب جس امام کے پیچھے چاہے وتر جماعت سے پڑھ لے اگرچہ وہ امام فرض و

تراویح دونوں سے غیر ہو یا صرف ایک سے یا اس امام نے فرض وتراویح باجماعت نہ پڑھے ہوں۔ بہرحال بلا کراہت صحیح ہوں گے یا کیا (۳) جماعت وتر میں استحقاق شرکت کے لیے تراویح باجماعت پڑھنا کتنا دخل رکھتا ہے یا کچھ نہیں (۴) آجکل علی العموم سفر پہلے سے اس کے بیسیوں حصہ زائد تیز رو سواریوں پر ہوتا ہے اس کے لیے بحساب مسافت اندازہ کی ضرورت ہے یہ فرمائیں کہ کسقدر کوس مروج کے سفر میں قصر وغیرہ احکام سفر ہوں گے اور کوس مروج سے اپنی مراد کی تشریح فرمادیں کہ وہ کوس مثلاً اسقدر قدموں کا ہے بہرحال ایسا کوئی اندازہ بتانا چاہیے جس سے سب عام وخاص سہولت کے ساتھ یہ سمجھ سکیں کہ ہمارا یہ سفر سفر قصر ہوا یا نہیں اور تیز رو سواریوں میں بری ہوں یا بحری جو سفر کیا ہے اس کا اُس سفر بحساب ایام سے موازنہ کر سکیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

حضرت والا دامت برکاتہم۔ (۱) وتر ہو جانے میں شبہ نہیں ہاں مکروہ ہے لقول الشامی اما لو صلاہا جماعۃ مع غیرہ ثم صلے الوتر معہ لاکراہۃ اور کراہت تحریم کی کوئی وجہ نہیں ظاہراً کراہت تنزیہ ہے (۲) اگر فرض جماعت سے پڑھے تو خود امام ہو کر بھی اور مطلقاً ہر ایسے امام کے پیچھے بھی وتر پڑھ سکتا ہے خواہ وہ امام فرض ہو یا امام تراویح یا محض جدید ہاں جس امام نے فرض بجماعت نہ پڑھے ہوں جماعت وتر اُسے مکروہ ہو گی اور اُس کی کراہت سب میں سرایت کریگی کہ جماعت وتر ہر واحد کے حق میں تفصیلاً تابع جماعت فرض ہے فالمنفرد فی الفرض ینفرد فی الوتر کما بیناہ فی فتاوینا (۳) کچھ نہیں سوا اس کے کہ اگر ابھی مسجد میں جماعت تراویح ہوئی ہی نہیں تو جماعت وتر مکروہ ہے کہ جماعت وتر اجماعاً تابع جماعت تراویح ہی (۴) قصر تین منزل پر ہے فقیر نے مدتوں کے تجربہ سے ثابت کیا کہ یہاں منزل

۱۹½ میل ہے تو مدت قصر، ۵۷⅜ میل ہے جسے تقریباً ساڑھے ستاون میل کہیے۔ میل سے یہی ساڑھے ستاون میل ۔ ۶۰، اگر کا مراد ہے سفر بحری میں باوی کشتی کی اوسط چال بحال اعتدال ہوا مراد ہے دُخانی جہازوں کا اعتبار نہیں جیسے ریل کا مجھے ہر بار دخانی ہی جہاز میں اتفاق سیر ہوا البتہ اس دفعہ جلدہ سے رابغ تک ساعیہ میں گیا تھا کہ تین دن میں پہنچی براہ خشکی چھ منزل ہے اس ایک بار کے مشاہدہ پر میں بحری سفر کے لیے میلوں کی تعیین نہیں کرسکتا خصوصاً جبکہ لوگوں کا بیان تھا کہ ہوا کم ہے ورنہ ایک دن میں پہنچتی واللہ تعالےٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتب عقائد وغیرہ میں جو اثبات نبوت حضرت ابوالبشر آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے اوپر میں حدیث کا بھی حوالہ دیتے ہیں وہ حدیث کس نے کن الفاظ سے تخریج کی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

حضرت بابرکت دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ یہ حدیث سیدنا ابوذر علیہ الرضوان سے مسند امام احمد میں یوں ہے قال قلت یا (عہ) ای الانبیاء کان اول قال آدم قلت یا (عہ) ونبی کان قال نعم نبی مکلم۔ اور نوادر الاصول تصنیف امام حکیم الامۃ ترمذی کبیر میں اُن سے مرفوعاً یوں ہے۔ اول الرسل آدم وآخرہم (عہ) علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والسلام۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں
(۱) عورات کو اس مکان میں جہاں محارم وغیر محارم مرد اور عورتیں ہوں جانا جائز ہے یا ناجائز

عہ یہاں وہ لفظ ہے جسکا ترجمہ (فرستادہ ذات جامع جمیع کمالات) ہے کارڈ ہونیکے سبب نہ لکھا۔
عہ یہاں وہ لفظ ہے جسکا ترجمہ (فرستادہ ذات جامع جمیع کمالات) ہے کارڈ ہونے کے سبب نہ لکھا۔
عہ یہاں نام اقدس ہے۔

(۲) جس گھر میں نامحرم مرد و عورات ہیں وہاں عورت کو کسی تقریب شادی یا غمی میں برقع کے ساتھ جانا اور شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔

(۳) جس مکان کا مالک نامحرم ہے لیکن اس جلسہ عورات میں نہیں ہے اور اس کا سامنا بھی نہیں ہوتا ہے مگر مالک مکان کی جورو اس عورت کی محرم ہے تو اس کو وہاں جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) ایسے گھر میں جس کے مالک تو نامحرم ہیں مگر اس گھر میں کوئی عورت بھی اس عورت کی محرم نہیں ہے تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۵) ایسے گھر میں کہ جس کا مالک نامحرم ہے مگر وہاں ایک عورت اس عورت کی محرم ہے اور جو عورت محرم ہے وہ مالک مکان کی نامحرم ہے تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۶) ایسے گھر میں جہاں مالک تو نامحرم ہے مگر اس گھر میں عورات اس عورت کی محرم ہیں اور مالک جو نامحرم ہے وہ گھر میں جہاں جلسہ عورات ہے آتا نہیں ہے تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۷) جس گھر کا مالک تو نامحرم ہے اور گھر میں آتا نہیں اور عورات بھی اس گھر کی نامحرم ہیں تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۸) جس گھر کا مالک محرم ہے اور لوگ نامحرم ہیں تو جانا جائز ہے یا ناجائز ہے۔

(۹) جس گھر میں مالک نامحرم ہے مگر دوسرے شخص محرم ہیں حالانکہ سامنا نامحرم ہوں سے نہیں ہوتا تو اس عورت کا جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۱۰) جس گھر کے دو مالک ہیں ایک اس عورت کا خاوند ہے اور دوسرا نامحرم ہے تو اس گھر میں جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۱۱) جس گھر میں عام محفل ہے جہاں مذکورۃ الصدر سب اقسام مذکورہ بالا اور عورات

پردہ نشین وغیرہ پردہ نشین دونوں قسم کی موجود ہیں اور مرد بھی محارم اور غیر محارم ہیں مگر یہ عورت نامحرم مرد سے چادر وغیرہ سے پردہ کیے اُن عورتوں میں بیٹھ سکتی ہے تو ایسی حالت میں جانا جائز ہے یا ناجائز ہے۔

(۱۲) جس گھر میں ایسی تقریب ہو رہی ہے جس میں منہیات شرعیہ ہو رہے ہیں اُس میں کسی مرد یا عورت کو اس طرح سے جانا کہ وہ علیحدہ ایک گوشہ میں بیٹھے جہاں سواجہہ تو اُس کی شرکت میں نہیں ہے مگر آواز وغیرہ آرہی ہے گو اس آواز وغیرہ ناجائز امور سے اُسے کچھ حظ بھی نہیں ہے اور نہ متوجہ اُس طرف ہے تو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۱۳) جس گھر میں مالک وغیرہ نامحرم مگر اس عورت کے ساتھ محارم عورات بھی ہیں گو اُس گھر کے لوگ ان عورات کے نامحرم ہیں تو اُسکو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۱۴) شقوق مذکور الصدر میں سے جو شقوق ناجائز ہیں اُن میں سے کسی شق میں عورت کو شوہر کا اتباع جائز ہے یا نہیں۔

(۱۵) مرد کو اپنی بی بی کو ایسی مجالس و محافل میں شرکت سے منع کرنے اور نہ کرنے کا کیا حکم ہے اور عورت پر اتباع وعدم اتباع سے کس درجہ نافرمانی کا اطلاق اور کیا اثر ہوگا اور مرد کو شریک ہونے اور نہ ہونے کا کیا حکم ہے۔

(۱۶) جس مکان میں مجمع عورات محارم وغیر محارم کا ہو اور عورات محارم و نامحارم ایک طرف خاص پردہ میں باہم مجتمع ہوں اور مجمع مردوں کا بھی ہر قسم کے اسی مکان میں عورات سے علیحدہ ہو لیکن آواز نامحرم مردوں کی عورات سنتی ہیں اور ایسے مکان میں مجلس وعظ یا ذکر شریف نبوی علیہ الصلاۃ والسلام منعقد ہے تو ایسے جلسہ میں اپنے محارم کو بھیجنا یا نہ بھیجنا کیا حکم ہے اور نہ بھیجنے سے کیا محظور شرعی لازم ہوتا ہے اور انعقاد ایسی مجالس کا اپنے زنانہ مکانات میں کیسا ہے اور اُس

ذاکر یا واعظ کو اپنے محارم یا غیر محارم کے ایسے مکان میں جانا چاہیے یا نہیں فقط بینوا توجروا والعبد اللہ الوہاب۔

مقصود سائل عورات محارم سے وہ قرابت دار ہیں جن کے مرد فرض کرتے سے نکاح جائز نہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صور جزئیہ کے عرض جواب سے پہلے چند اصول و فوائد ملحوظ خاطر عاطر رہیں کہ بعونہ عز مجدہ شقوق مذکورہ وغیر مذکورہ سب کا بیان مبین اور فہم حکم کے مؤید و معین ہوں وباللہ التوفیق۔

اول ۔ اصل کلی یہ ہے کہ عورت کو اپنے محارم رجال خواہ نساء کے پاس اُن کے یہاں عیادت یا تعزیت یا اور کسی مندوب یا مباح دینی یا دنیوی حاجت یا صرف ملنے کے لیے جانا مطلقاً جائز ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو مثلاً بے ستری نہو مجمع فساق نہو تقریب ممنوع شرعی نہو ناچ یا گانے کی محفل نہو زنان فواحش و بیباک کی صحبت نہ ہو جو بے شرمت کے شیطانی گیت نہوں سمدھنوں کی گالیاں نہ سنانا نہو نامحرم دولہا کو دیکھنا دکھانا نہ ہو۔ رتجگے وغیرہ میں ڈھول بجانا گانا نہو۔

دوم ۔ اجانب کے یہاں جہاں کے مرد خواہ سب اسکے نامحرم ہوں شادی غمی زیارت عیادت اُنکی کسی تقریب میں جانے کی اجازت نہیں اگر چہ شوہر کے اذن سے اگر اذن دیگا خود بھی گنہگار ہوگا سوا چند صور مفصلہ ذیل کے اور اُن میں بھی حتی الوسع تستر و تحرز اور فتنہ سے تحفظ فرض۔ **سوم** کسی کے مکان سے مراد اُس کا مکان سکونت ہے نہ مکان ملک مثلاً اجنبی کے مکان میں بھائی کرایہ پر رہتا ہے جانا جائز بھائی کے مکان میں اجنبی عاریۃ ساکن ہے جانا ناجائز

چہارم ۔ محارم میں مردوں سے مراد وہ ہیں جن سے بوجہ علاقہ جزئیت ہمیشہ ہمیشہ

کو نکاح حرام کہ کسی صورت سے حلت نہیں ہو سکتی نہ بہنوئی یا پھوپا یا خالو کہ بہن پھوپی خالہ کے بعد اُن سے نکاح ممکن علاقہ جزئیت رضاع و مصاہرت کو بھی عام مگر زنان جوان خصوصاً حسینوں کو بلاضرورت اُن سے احتراز ہی چاہئیے اور برعکس رواج عوام بیاہیوں کو کنواریوں سے زیادہ کہ ان میں نہ وہ حیا ہوتی ہے نہ اُتنا خوف نہ اُسقدر لحاظ اور نہ ان کا وہ رعب نہ عامہ محافظین کو اس درجہ انکی نگہداشت اور ذوق چشیدہ کی رغبت انجان نادان سے کہیں زائد لیس الخبر کالمعاینہ توان میں موانع ہلکے اور مقتضے بھاری اور صلاح و تقوی پر اعتماد سخت غلط کاری مرد خود اپنے نفس پر اعتماد نہیں کر سکتا اور کرے تو جھوٹا اولاحول ولا قوۃ الا باللہ نہ کہ عورت جو عقل و دین میں اس سے آدھی اور رغبت نفسانی میں سوگنی ہر مرد کے ساتھ ایک شیطان اور ہر عورت کے ساتھ دو ایک آگے ایک پیچھے تقبل شیطان و تدبر شیطان والعیاذ باللہ العزیز الرحمن اللھم انی اسألک العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ لی وللمومنین والمومنات جمیعا آمین پنجم محرم عورتوں سے وہ مراد کہ دو کو میں جسے مرد فرض کیجیے نکاح حرام ابدی ہو ایک جانب سے جریان کافی نہیں مثلاً ساس بہو تو باہم نامحرم ہی ہیں کہ اُن میں جسے مرد فرض کریں دوسرے سے بیگانہ ہے سوتیلی ماں بیٹیاں بھی آپس میں محرم نہیں کہ اگرچہ بیٹی کو مرد فرض کرنے سے حرمت ابدیہ ہے کہ وہ اُس کے باپ کی مدخولہ ہے مگر ماں کو مرد فرض کرنے سے محض بیگانگی کہ اب وہ اس کے باپ کی کوئی نہیں ششم رہے وہ مواضع جو محارم واجانب کسی کے مکان نہیں اگر وہاں تنہائی و خلوت ہے تو شوہر یا محرم کے ساتھ جانا ایسا ہی ہے جیسے اپنے مکان میں شوہر و محارم کے ساتھ رہنا اور مکان قید و حفاظت سے کہ ستر و تحفظ پر اطمینان حاصل اور اندیشہائے فتنہ یکسر زائل تو یوں بھی حرج نہیں اس قید کے بعد استثنا ایک روز ہ راہ کی حاجت نہیں کہ بے معیت شوہر

یا مرد محرم عاقل بالغ قابل اعتماد حرام ہے اگرچہ محل خالی کی طرف وجہ یہ کہ عورت
کا تنہا اتنا دور کو جانا اندیشۂ فتنہ سے عاری نہیں تو وہی قید اس کے اخراج کو کافی
اور اگر مجمع محل جلوت ہے تو بے حاجت شرعی اجازت نہیں خصوصاً جہاں فضولیات
و بطالات و خطیات و جہالات کا جلسہ ہو۔ جیسے سیر تماشے۔ باجے تاشے۔ ندیوں
کے پن گھٹ۔ نا آ چڑھانے کے جمگھٹ۔ بینظیر کے میلے۔ پھول والوں کے جھمیلے
نوچندی کی بلائیں۔ مصنوعی کربلائیں۔ علم تعزیوں کے کاوے۔ تخت جریدوں
کے دھاوے۔ حسین آباد کے جلوے۔ عباس درگاہ کے بلوے۔ ایسے مواقع مردوں
کے جانے کے بھی نہیں نہ کہ یہ نازک شیشیاں جنھیں صحیح حدیث میں ارشاد ہوا
رویدک انجشة رفقا بالقواریر اور محل حاجت میں جس کی صورتیں مذکور ہونگی
بشرط تستر و تحفظ و تحرز فتنہ اجازت یک روزہ راہ بلکہ نزد تحقیق مناط اس سے کم
میں بھی محافظ مذکور کی حاجت ہے یہ اور وہ سب یعنی مکان غیر و غیر مکان میں
جانا بشرائط مذکورہ جائز ہونے کی نو صورتیں ہیں۔ قابلہ غاسلہ نازلہ مریضہ مضطرہ
حاجہ مجاہدہ مسافرہ کاسبہ قابلہ یہ کہ کسی عورت کو دردزہ ہو یہ دائی ہے غاسلہ
جب کوئی عورت مرے یہ نہلانے والی ہے ان دونوں صورتوں میں اگر شوہر
دار ہے تو اذن شوہر ضرور جبکہ مہر معجل نہ ہو یا تھا تو پا چکی۔ نازلہ جب اسے کسی
مسئلہ کی ضرورت پیش آئے اور خود عالم کے یہاں جانے بغیر کام نہیں نکل سکتا۔
مریضہ کہ طبیب کو بلا نہیں سکتی نبض کو دکھانے کی ضرورت ہے اسی طرح زچہ و
مریضہ کا علاجاً حمام کو جانا جبکہ وہاں کسی طرف سے کشف عورت اور بند مکان
میں گرم پانی سے گھر میں نہانا کفایت نہ ہو مضطرہ کہ مکان میں آگ لگی یا گرا
پڑتا ہے یا چور گھس آئے یا درندہ آتا ہے غرض ایسی کوئی حالت واقع ہوئی کہ
حفظ دین یا ناموس یا جان کے لیے گھر چھوڑ کر کسی جائے امن و امان میں جائے بغیر

چارہ نہیں اور عضو شق نفس اور مال اُس کا شقیق ہے۔ **حاجہ** ظاہر ہے اور زائرہ اُس میں داخل کہ زیارت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم تتمہ حج بلکہ تتمہ حج ہے **مجاہدہ** جب عیاذ باللہ عیاذ باللہ عیاذ باللہ اسلام کو حاجت اور بحکم امام نفیر عام کی نوبت ہو فرض ہے کہ ہر غلام بے اذن مولے ہر پسر بے اذن والدین ہر پردہ نشین بے اذن شوہر جہاد کو نکلے جبکہ استطاعت جہاد و سلاح و زاد ہو۔ **مسافرہ** جو عورت سفر جائز کو جائے مثلاً والدین مدت سفر پر ہیں یا شوہر نے کہ دور نوکر ہے اپنے پاس بلایا اور محرم ساتھ ہے تو منزلوں پر سرا وغیرہ میں اُترنے سے چارہ نہیں **کاسبہ** عورت بے شوہر ہے یا شوہر بے جوہر کہ خبر گیری نہیں کرتا نہ اپنے پاس کچھ کہ دن کاٹے نہ اقارب کو توفیق یا استطاعت نہ بیت المال منتظم نہ گھر بیٹھے دستکاری پر قدرت نہ محارم کے یہاں ذریعہ خدمت نہ بحال بے شوہری کسی کو اس سے نکاح کی رغبت تو جائز ہے کہ بشرط تحفظ و تحرز اجانب کے یہاں جائز وسیلہ رزق پیدا کرے جسمیں کسی مرد سے خلوت نہ ہو حتی الامکان وہاں ایسا کام لے جو اپنے گھر آکر کرلے جیسے سینا پینا ورنہ اُس گھر میں نوکری کرے جس میں صرف عورتیں ہوں یا نابالغ بچے ورنہ جہاں کا مرد متقی پرہیزگار ہو اور ساٹھ ستر برس کی پیرزال بدشکل کریہہ المنظر کو خلوت میں بھی مضائقہ نہیں۔ **تنبیہ** ان کے سوا ان صورتیں اور بھی ہیں شاہدہ طالبہ مطلوبہ **شاہدہ**۔ وہ جس کے پاس کسی حق اللہ مثل رویت ہلال رمضان و سماع طلاق و عتق وغیرہا میں شہادت ہو اور ثبوت اُس کی گواہی و حاضری دار القضا پر موقوف خواہ بشرط مذکور کسی حق العبد مثل عتق غلام و نکاح و معاملات مالیہ کی گواہی ادھر مدعی اس سے طالب اور قاضی عادل اور قبول مامول اور دن کے دن گواہی دے کر واپس آسکے **طالبہ** جب اس کا کسی پر حق آتا ہو اور

بے جائے دعویٰ نہیں ہوسکتا مطلوبہ جب اس پر کسی نے غلط دعوے کیا اور جواب دہی میں جانا ضرور یہ صورتیں بھی علما نے شمار فرمائیں۔ مگر بحمد اللہ تعالےٰ پردہ نشینوں کو ان کی حاجت نہیں کہ اُن کی طرف سے وکالت مقبول اور حاکم شرع کا خود آکر نائب بھیجکر اُن سے شہادت لینا معمول یہ بیان کافی و صافی بحمد اللہ تعالےٰ تمام صور کو حاوی و وافی بعونہ تعالےٰ اب اجوبۂ جزئیات ملاحظہ ہو۔

جواب سوال اول وہ مکان محارم ہے یا مکان غیر یا غیر مکان اور وہاں جانے کی طرف حاجت شرعیہ داعی یا نہیں سب صور کا مفصل بیان مع شرائط و مستثنیات گزرا **جواب سوال دوم**۔ اگر یہ مراد کہ نامحرم بھی ہیں تو وہی سوال اول ہے اور اگر یہ مقصود کہ نامحرم ہی ہیں تو جواب ناجائز مگر بصور استثنا۔

جواب سوال سوم۔ زن محرم کے یہاں اُس کی زیارت عیادت تعزیت کسی شرعی حاجت کے لیے جانا بشرائط مذکورۂ اصل اول جائز مگر کتب معتمدہ مثل مجموع النوازل وخلاصہ و فتح القدیر و بحر الرائق و اشباہ و غمز العیون و طریقۂ محمدیہ و در مختار و ابو السعود و شرنبلالیہ و ہندیہ وغیرہ میں ظاہر کلمات ائمہ کرام شادیوں میں جانے سے مطلقاً ممانعت ہے اگرچہ محارم کے یہاں۔ علامہ احمد طحطاوی نے اسی پر جزم اور علامہ مصطفےٰ رحمتی و علامہ محمد شامی نے اسیکا استظہار کیا اور یہی مقتضی ہے حدیث عبد اللہ بن عمرو و حدیث خولہ بنت النعمان و حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا فلتنظر نفس ماذا ترى اور اگر شادیاں اُن فواحش و منکرات پر مشتمل ہوں جن کی طرف ہم نے اصل اول میں اشارہ کیا تو منع یقینی ہے اور شوہر دار کو تو شوہر بہرحال اس سے روک سکتا ہے جبکہ مہر معجل سے کچھ باقی نہ ہو۔ **جواب سوال چہارم** نہ مگر باستثنار مذکور۔

جواب سوال پنجم وہ مکان اگر اُس زن محرم کا مسکن ہے تو اُسکے

پاس جانا تفصیل مذکور جواب سوم پر ہے ورنہ یوں کہ نامحرموں کے یہاں وہ نہیں جائیں کہ وہاں ہر ایک دوسرے کی محرم ہوگی اجازت نہیں کہ ممنوع و ممنوع مل کر نا ممنوع نہوں گے **جواب سوال ششم** اگر وہ مکان اُن زنان محارم کا ہے تو جواب جواب سوم ہے کہ گزرا ورنہ جواب ہفتم کہ آتا ہے۔

جواب سوال ہفتم اللھم انی اعوذ بک من الفتن والآفات وعوار العورات یہ مسئلہ مکان اجانب میں زنان اجنبیہ کے پاس عورتوں کے جانے کا ہے علمار کرام نے مواضع استثنار ذکر کرکے فرمادیا۔ الافیما عدا ذلک وان اذن کانا عاصیین نہ ان کے ماورا میں اور اگر شوہر اذن دے تو وہ بھی گنہگار اس نفی کا عموم سب کو شامل پھر اُن مواضع میں ماں کے پاس جانا بھی شمار فرمایا اور دیگر محارم کے پاس بھی اور اس کی مثال خانیہ وغیرہا میں خالہ وعمہ وخواہر سے دی نیز طلمانے قابلہ وغاسلہ کا استثنار کیا اور پھر ظاہر کہ وہ نہ جائیں گی مگر عورات کے پاس۔ اگر زنان اجنبیہ کے پاس جانا مواضع استثنار سے مخصوص نہ ہوتا استثنار میں مادر وخالہ وخواہر وعمہ وقابلہ وغاسلہ کے ذکر کے کوئی معنے نہ تھے احادیث ثلٰثہ مشار الیہا میں ارشاد ہوا عورتوں کے اجتماع میں خیر نہیں حدیثین اولین میں اس کی علت فرمائی کہ وہ جب اکٹھی ہوتی ہیں بیہودہ باتیں کرتی ہیں حدیث ثالث میں فرمایا اُن کے جمع ہونے کی مثال ایسی ہے جیسے صیقل گرنے لوہا تپایا جب آگ ہوگیا کوٹنا شروع کیا جس چیز پر اُس کا پھول پڑا جلادی

رواہن جمیعا الطبرانی فی الکبیر عورتیں کہ بوجہ نقصان عقل و دین سنگدل اور امر حق سے کم منفعل ہیں ولذا لم یمیل منہن الا القلیل لوہے سے تشبیہ دی گئیں اور نار شہوات وخلاعات کہ اُن میں رجال سے سو حصہ زائد مشتعل لوہار کی بھٹی اور اُن کا محلے بالطبع ہو کر اجتماع لوہے اور ہتوڑے کی صحبت اب جو چنگاریاں اڑنگی

دین ناموس حیا غیرت جس پر پردین کی صاف بھوک دنگی سکھے پارسا ہے ہاں پارسا ہی و بارک ﷲ مگر جان برادر کیا پارسائیں معصوم ہوتی ہیں کیا صحبت بد میں اثر نہیں جب قیموں سے جدا خود سر و آزاد ایک مکان میں جمع اور قیموں کے نہ دیکھنے سے بھی اطمینان حاصل فانما خلقت من ضلع اعوج کج سے بنی کج ہی چلیگی آپ نادان ہے تو شدہ شدہ سیکھکر رنگ بدلے گی جسے تشقیق نے نال کی پروا نہیں یا حالات زناں سے آگاہ نہیں اول ظالم کا تو نام نہ لیجیے اور ثانی صالح سے گزارش کیجیے ع معذور دارمت کہ تو او را ندیدۂ ۔ مجمع زناں کی شناعات وہ ہیں کہ لاینبغی ان تذکر فضلا ان تسطر جسے ان نازک شیشوں کو صدمے سے بچانا ہو تو راہ یہی ہے کہ شیشیاں شیشیاں بھی بے حاجت شرعیہ نہ ملنے پائیں کہ آپس میں ملکر بھی ٹھیس کھاجاتی ہیں حاجات شرعیہ وہی جو علمائے کرام نے استثنا فرمادیا۔ غرض احادیث مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ارشاد لکا نہیں کہ اجتماع نسا رہیں خیر و اصلاح نہیں آیندہ اختیار بدست مختار۔ **جواب سوال ہشتم و نہم۔** ان دونوں سوالوں کا جواب بعد ملاحظہ اصل سوم و جوابات سابقہ ظاہر کہ بعد اسقاط اعتبار ملک و لحاظ سکونت یہ اُن سے جدا کوئی صورت نہیں۔ **جواب سوال دہم** ملک کا حال وہی ہے جو اوپر گزرا اور شوہر کے پاس جانا مطلقاً جائز جبکہ ستر حاصل اور تحفظ کامل اور ہر گونہ اندیشۂ فتنہ زائل اور ہر نوع غیر موقع ممنوع و باطل ہو اور شوہر جس مکان میں رہے اگرچہ ملک مشترک بلکہ غیر کی ملک ہو اُس کے پاس رہنے کی بھی بشرائط معلومہ مطلقاً اجازت بلکہ جب نہ مہر معجل کا تقاضا نہ مکان مغصوب وغیرہ ہونے کے باعث دین یا جان کا ضرر ہو اور شوہر شرائط سکنائے واجبہ مذکورۂ فتح بجالایا ہو تو واجب انھیں شرائط سے واضح ہوگا کہ مسکن میں اوروں کی شرکت سکونت کہاں تک تحمل کیجاسکتی ہے کتنا

ضروری ہے کہ عورت کو ضرر دینا بنص قطعی قرآن عظیم حرام ہے اور شک نہیں کہ اجنبی مرد تو
مرد ہیں سوت کی شرکت بھی ضرر رساں اور جہاں ساس نند دیورانی جیٹھانی سے ایذا
ہو تو ان سے بھی جدا رکھنا حق زناں والتفصیل فی ردالمحتار جواب سوال یازدہم
یہ تقریباً وہی سوال ہے محارم کے یہاں بشرائط جائز۔ جواب سوم بھی ملحوظ رہے
ورنہ خدا کے گھر یعنی مساجد سے بہتر عام محفل کہاں ہوگی اور ستر بھی کیسا کہ مردوں کی
ادھر ایسی پیٹھ کہ موڑ نہیں کر سکتے اور انھیں حکم کہ بعد سلام جبتک عورتیں نکل جائیں
نہ اٹھو مگر ملاحظہ ائمہ اولا کچھ تخصیصیں کیں جب زمانہ زیادہ فتن کا آیا مطلقاً ناجائز فرما دیا۔
جواب سوال دوازدہم۔ اگر جانے کہ میں اس حالت میں جانے سے انکار
کروں تو انھیں منہیات کا چھوڑنا پڑیگا تو جبتک ترک نہ کریں جانا ناجائز اور جانے
کہ میں جاؤں تو میرے سامنے منہیات نہ کر سکیں گے تو جانا واجب جبکہ خود اس جانے
میں منکر کا ارتکاب نہ ہو اور اگر نہ یہ نہ وہ تو محل عار و طعن و بدگوئی و بدگمانی سے
احتراز لازم خصوصاً مقتدا کو ورنہ بشرائط معلومہ جبکہ حالت مذکورہ سوال
ہو کہ اسے منظور نہ توجہ اگرچہ تحریم نہیں مگر حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کہ شہنا
کی آواز سنکر کانوں میں انگلیاں دیں اور یہی فعل حضور پرنور سید عالم صلی اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم سے نقل کیا اُس سے احتراز کی طرف داعی خصوصاً نازک دل
عورتوں کے لیے حدیث انخشہ ابھی گزری اور صلاح پر اعتماد نری غلطی ع
بسا کیں آفت از آواز خیزد ع حسن بلائے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے۔
جواب سوال سیزدہم جواب پنجم ملاحظہ ہو عورت کا عورت کے ساتھ ہونا
زیادت عورت ہے نہ حفاظت کی صورت سونے پر سونا جتنا بڑھاتے جاؤ محافظ
کی ضرورت ہوگی نہ کہ ایک تو ڑا دوسرے کی نگہداشت کرے۔ جواب سوال چہاردہم
گناہ میں کسی کا اتباع نہیں ہاں وہ صورتیں جہاں منع صرف حق شوہر کے لیے ہے

جیسے منہ محجل نہ رکھنے والی کا ہفتے کے اندر والدین یا سال کے اندر دیگر محارم کے یہاں
جانا وہاں شب باش ہونا یہ اجازت شوہر سے جائز ہو جائیگا والا لا۔ **جواب سوال**
پانزدہم الرجال قوامون علی النساء مرد کو لازم کہ اپنی اہل کو حتی المقدور
مناہی سے روکے یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ عورت بحال
نافرمانی دوہری گنہگار ہوگی ایک گناہ شرع دوسرے گناہ نافرمانی شوہر اس سے
زیادہ اثر جو عوام میں مشتہر کہ بے اذن جائے تو نکاح سے جائے غلط اور باطل مگر
جبکہ شوہر نے ایسے جانے پر طلاق بائن معلق کی ہو مرد ہر مجلس خالی عن المنکرات
میں شریک ہو سکتا ہے اور نہی عن المنکر کے لیے مجالس منکرہ میں بھی جانا ممکن جبکہ
مثیر فتنہ نہو۔ والفتنۃ اکبر من القتل مگر تجسس واتباع عورات ودخول دار غیر
بے اذن کی اجازت نہیں۔ **جواب سوال شانزدہم**۔ عورتوں کے لیے محرم
عورت کے معنے اصل یہ جسم میں گزرے اور نہ بھیجنے میں اصلا محذور شرعی نہیں
اگرچہ مجلس محارم زن کے یہاں ہو بلکہ اگر وعظ اکثر واعظان زمانہ کی طرح کہ جاہل
وناعاقل وبیباک وناقابل ہوتے ہیں مبلغ علم کچھ اشعار خوانی یا بے سروپا کہانی
یا تفسیر مصنوع یا تحدیث موضوع نہ عقائد کا پاس نہ مسائل کا احتفاظ نہ خدا سے
شرم نہ رسول کا لحاظ نا غایت مقصود پسند عوام اور نہایت مراد جمع حطام یا ذاکر
ایسے ہی ذاکرین غافلین مبطلین جاہلین سے کہ رسائل پڑھیں تو جہال مغرور کے
اشعار گائیں تو شعرا بے شعور کے انبیا کی توہین خدا پر اتہام اور لغت ومنقبت
کا نام بدنام جب تو جانا بھی گناہ بھیجنا بھی حرام اور اپنے یہاں انعقاد مجمع آثام آجکل
اکثر یہ اعظ ومجالس عوام کا یہی حال پر ملال فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی طرح اگر
عادت نساء سے معلوم یا مظنون کہ بنام مجلس وعظ وذکر اقدس جائیں اور نہیں
نہ سنائیں بلکہ عین وقت ذکر اپنی کچریاں پکائیں جیسا کہ غالب احوال زنان

زماں تو بھی ممانعت ہی سبیل ہے کہ اب یہ جانا اگرچہ بنام خیر ہے مگر مروجہ غیر ہی
ذکر و تذکیر کے وقت لغو و لفظ شرعاً ممنوع و غلط اور اگر ان سب مفاسد
سے خالی ہو اور وہ قلیل و نادر ہے تو محارم کے یہاں بشرائط معلومہ بھیجنے میں
حرج نہیں اور غیر محارم یعنی مکان غیر یا غیر مکان میں بھیجنا اگر کسی طرح
احتمال فتنہ یا منکر کا مظنہ یا وعظ و ذکر سے پہلے پہنچکر اپنی مجلس جمانا یا بعد ختم اسی
مجمع زناں کا رنگ منانا ہو تو بھی نہ بھیجے کہ منکر و نامنکر ملکر منکر اور بلحاظ تقریر جواب
سوم و ہشتم تو شرائط عام تر اور اگر فرض کیجیے کہ واعظ و ذاکر عالم سنی متدین
ماہر اور عورتیں اگر حسب آداب شرع بحضور قلب سمع میں مشغول رہیں
اور حال مجلس و سابق و لاحق و ذاہب و آیب جملہ اوقات میں جمیع منکرات و
شنائع مالوفہ و غیر مالوفہ معروفہ و غیر معروفہ سب سے تحفظ تام و تحرز تمام
پر اطمینان کافی و وافی ہو اور سبحٰن اللہ کہاں تحرز اور کہاں اطمینان تو محارم
کے یہاں بھیجنے میں اصلا حرج نہیں ہے جانب فہذا ما استخیر اللہ تعالٰی فیہ
وجیز کردری میں فرمایا عورت کا وعظ سُننے کو جانا لاباس بہ ہے جس کا حاصل
کراہت تنزیہی امام فخر الاسلام نے فرمایا وعظ کی طرف عورت کا خروج
مطلقاً مکروہ جس کا اطلاق مفید کراہت تحریمی اور انصاف کیجیے تو عورت
کا بستر کامل و حفظ شامل اپنے گھر کے پاس کی مسجد صلحا میں محارم کے ساتھ
تکبیر کے وقت جاکر نماز میں شریک ہونا اور اسلام ہوتے ہی دو قدم
رکھکر گھر میں ہو رہنا ہرگز فتنہ کی گنجائشوں توسیعوں کا ویسا احتمال نہیں رکھتا
جیسا غیر محلہ غیر جگہ بے معیت محرم مکان اجانب و احاطہ مقبوضہ اعادی میں جاکر مجمع
ناقصات العقل والدین کے ساتھ مخلے بالطبع ہونا پھر اُسے علما نے بلحاظ زمان
مطلقاً منع فرمادیا باآنکہ صحیح حدیثوں میں اُس سے ممانعت کی ممانعت موجود

اور حاضری عیدین پر تو یہاں تک تاکید اکید کہ حیض والیاں بھی نکلیں اگر چادر نہ رکھتی ہوں دوسری اپنی چادروں میں شریک کریں مصلے سے الگ بیٹھی خیر و دعاء مسلمین کی برکت لیں تو یہ صورت اولی بالمنع ہے شرع مطہر فقط فتنہ ہی سے منع نہیں فرماتی بلکہ کلیۃ اُس کا سد باب کرتی اور حیلہ و وسیلہ شر کے یکسر پر کترتی ہے غیروں کے گھر تو غیروں کے گھر جہاں نہ اپنا قابو نہ اپنا گزر حدیث میں تو اپنے مکانوں کی نسبت آیا لاتسکنوہن الغرف عورتوں کو بالاخانو پر نہ رکھو یہ وہی طائر نگاہ کے پر کترنے ہیں شرع مطہر نہیں فرماتی کہ تم خاص لیلے وسلمے پر بدگمانی کرو یا خاص زید وعمرو کے مکانوں کو مظنۂ فتنہ کہو یا خاص کسی جماعت زناں کو مجمع نابایستنی بتاؤ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتی ہے کہ ان من الحزم سوء الظن ؎

مگر دار د آں شوخ در کیسہ دُر ٭ کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

صالح وطالح کسی کے موتھ پر نہیں لکھا ہوتا ظاہر ہزار جگہ خصوصاً اس زمن فتن میں باطن کے خلاف ہوتا ہے اور مطابق بھی ہو تو صالحین وصالحات معصوم نہیں اور علم باطن وادراک غیب کی طرف راہ کہاں اور سب در گزر یے تو آج کل عامہ ناس خصوصاً نسار میں بڑا ہنر آن ہوئی جوڑ لینا طوفان لگا دینا ہے کاجل کی کوٹھری کے پاس ہی کیوں جایئے کہ دھبا کھایئے لاجرم سبیل یہی ہے کہ بالکل در باہی جلا دیا جائے ع وہ سرا ہی ہم نہیں رکھتے جسے سودا ہو ساماں کا۔ شرع مطہر حکیم ہے اور مومنین اور مومنات پر رؤف ورحیم اس کی عادت رہیہ ہے کہ ایسے مواضع احتیاط میں مابہ بأس کے اندیشہ سے مالا باس بہ کو منع فرماتی ہے جب شراب حرام فرمائی اُس صورت کے برتنوں میں نبیذ ڈالنی منع فرمادی جن میں شراب اُٹھایا کرتے تھے زید کیسے بار ہا ایسے مجامع ہوتے ہیں کبھی فتنہ

نہ ہوا جان بُرا اور علاج واقعہ کیا بعد الوقوع چاہیے۔ اکل مرۃ تسلم الجرۃ ع
ہر بار سبو زچاہ سالم برسد۔ اکل و شرب وغیرہما کی صدہا صورتوں میں اطبا لکھتے
ہیں یہ مضر ہے اور لوگ ہزار بار کرتے ہیں طبیعت کی قوت ضد کی مقاومت
تقدیر کی مساعدت کہ ضرر نہیں ہوتا اس سے اُس کا بے غائلہ ہونا سمجھا جائے گا۔
خدا پناہ دے بُری گھڑی کہکر نہیں آتی اجنبیوں سے علماء کا ایجاب حجاب آخر
اسی سد فتنہ کے لیے ہے پھر سوا چند توفیق یافتہ بندوں کے چچا ماموں خالہ پھپی کے
بیٹوں کنبے بھر کے رشتہ داروں کے سامنے ہونے کا کیسا رواج ہے اور
اللہ بچاتا ہے فتنہ نہیں ہوتا اس سے بدتر عام خدا ناترس ہندیوں کے بدلحاظی
کے لباس آدھے سر کے بال اور کلائیاں اور کچھ حصہ گلو و شکم و ساق کا کھلا
رہنا تو کسی گنتی شمار ہی میں نہیں اور زیادہ بانکپن ہوا تو دوپٹہ شالوں پر دھنکا
ہوا کریب یا جالی یا ایک یا گھاس ململ کا جس سے سب بدن چمکے اور اس حالت
کے ساتھ اُن رشتہ داروں کے سامنے پھرنا با اینہمہ وہ رؤف رحیم حفظ فرماتا
ہے فتنہ نہیں ہوتا ان اعضا کا ستر کیا لعینہ واجب تھا حاشا بلکہ وہی منع دواعی
و سد باب پھر اگر ہزار بار داعی نہ ہوئے تو کیا وہ حکم حکمت باطل ہو جائینگے شرع
مطہر جب مظنہ پر حکم دائر فرماتی ہے اصل علت پر اصلا مدار نہیں رکھتی وہ چاہے
کبھی ہو نفس مظنہ پر حکم چلے گا فقیر کے پاس تو یہ ہے اور جو اس سے بہتر جانتا
ہو مجھے مطلع کرے بہر حال اسقدر یقینی کہ بھیجنا محتمل اور نہ بھیجنا بالاجماع جائز
و بے خلل لہذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے نزدیک اسی پر عمل رہا واعظ و ذاکر
وہ بشرطیکہ جس منکر پر اطلاع پائے حسب قدرت انکار و ہدایت کرے
ہر مجلس میں جا سکتا ہے۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔
مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چاندی سونے

کی گھڑیاں رکھنا یا سیم وزر کے چراغ میں بغرض بعض اعمال کے فتیلہ روشن کرنا جس سے روشنی لینا کہ مقصود متعارف چراغ ہی مراد نہیں ہوتا بلکہ قوت عمل و سرعت اثر و تنبیہ موکلات مقصود ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

دونوں ممنوع ہیں علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں قال العلامۃ الوانی المنہی عنہ استعمال الذہب والفضۃ اذ الاصل فی ہذا الباب قولہ علیہ الصلاۃ والسلام ہذان حرامان علی امتی حل لاناثہم ولما بین ان المراد عن قولہ حل لاناثہم مایکون حلیا لہن بقی ماعداہ علی حرمتہ سواء استعمل بالذات اوبالواسطۃ اھ واقرہ العلامۃ نوح وایدہ باطلاق الاحادیث الواردۃ فی ہذا الباب اھ ابوالسعود ومنہ تعلم حرمۃ استعمال ظروف فناجین القہوۃ والساعات من الذہب والفضۃ اھ ملخصا علامہ شامی ردالمحتار میں ان تصریحات علامہ طحطاوی کو ذکر کر کے فرماتے ہیں وہو ظاہر اسی میں ہے الذی تحصل ان ذکر الفضۃ یحرم استعمالہ بای وجہ کان کما قدمناہ ولو بلامس بالجسد ولذا حرم ایقاد العود فی مجمرۃ الفضۃ کما صرح بہ فی الخلاصۃ ومثلہ بالاولی ظروف فنجان القہوۃ والساعۃ وقدرۃ التنباک التی یوضع فیہا الماء وان کان لایمسہا بیدہ ولا بفمہ لانہ استعمال فیما صنعت لہ الخ اور یہ عذر کہ چراغ استصباح یعنی روشنی لینے کے لیے ہوتا ہے اور یہاں اس نیت سے مستعمل نہیں تو جواز چاہیے۔ لمافی الدرالمختار ان ہذا اذا استعملت ابتداء فیما صنعت لہ بحسب متعارف الناس والا فلا کراہۃ نامقبول ہے کہ اولاً عند التحقیق مطلق استعمال ممنوع ہے اگرچہ خلاف متعارف ہو لاطلاق الاحادیث والادلۃ کما مر ثانیاً

پانی پینے کے لیے بنتا ہے اور رکابی کھانا کھانے کو پھر کوئی نہ کہیگا کہ چاندی سونے کے کٹورے میں کھانا کھانا یا اُس کی رکابی میں پانی پینا جائز ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں ما ذکرہ فی الدار من اناطۃ الحرمۃ بالاستعمال فیما صنعت لہ عرفا فیہ نظر فانہ یقتضی انہ لو شرب او اغتسل بآنیۃ الدہن او الطعام انہ لا یحرم مع ان ذلک استعمال بلا شبہۃ داخل تحت اطلاق المتون والادلۃ الواردۃ فی ذلک الخ ثانیاً۔ استصباح چراغ خانہ سے مقصود ہوتا ہے یہ چراغ اُس غرض کے لیے بنتا ہی نہیں اور جس غرض کے لیے بنتا ہے اُس میں استعمال قطعاً متحقق تو استعمال فیما صنع لہ موجود ہے اور حکم تحریم سے مفر مقصود ہاں اگر سونے کا ملمع یا چاندی کی قلعی کرلیں تو کچھ حرج نہیں۔ علامہ عینی فرماتے ہیں اما التمویہ الذی لا یخلص فلا بأس بہ بالاجماع لانہ مستہلک فلا عبرۃ ببقائہ لونا انتہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر بلاد ہند میں یہ رسم ہے کہ میت کے روز وفات سے اُس کے اعزہ و اقارب و احباب کی عورات اُس کے یہاں جمع ہوتی ہیں اُس اہتمام کے ساتھ جو شادی میں کیا جاتا ہے پھر کچھ دوسرے دن اکثر تیسرے دن واپس آتی ہیں بعض چالیسویں تک بیٹھتی ہیں اس مدت اقامت میں عورات کے کھانے پینے پان چھالیا کا اہتمام اہل میت کرتے ہیں جس کے باعث ایک صرف کثیر کے زیر بار ہوتے ہیں اگر اُس وقت اُن کا ہاتھ خالی ہو تو قرض لیتے ہیں یوں نہ ملے تو سودی نکلواتے ہیں اگر نہ کریں تو مطعون و بدنام ہوتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا کیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

سبحٰن اللہ اے مسلمان یہ پوچھتا ہے جائز ہے یا کیا یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم

کتنے قبیح اور شدید گناہوں سخت وشنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔

اولا۔ یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ وقبیحہ ہے امام احمد اپنے مسند اور ابن ماجہ سنن میں بہ سند صحیح حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعہم الطعام من النیاحۃ ہم گروہ صحابہ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے جس کی حرمت پر متواتر حدیثیں ناطق امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں۔ یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اہل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وہی بدعۃ مستقبحۃ اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے۔ اسی طرح علامہ شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں فرمایا ولفظہ یکرہ الضیافۃ من اہل المیت لانہا شرعت فی السرور لا فی الشرور وہی بدعۃ مستقبحۃ۔ فتاوی خلاصہ و فتاوی سراجیہ و فتاوی ظہیریہ و فتاوی تاتارخانیہ اور ظہیریہ سے خزانۃ المفتین کتاب الکراہیہ اور تاتارخانیہ سے فتاوی ہندیہ میں بالفاظ متقاربہ ہے واللفظ للسراجیۃ لایباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلثۃ ایام فی المصیبۃ اھ زاد فی الخلاصۃ لان الضیافۃ تتخذ عند السرور غمی میں یہ تیسرے دن کی دعوت جائز نہیں کہ دعوت تو خوشی میں ہوتی ہے۔ فتاوی امام قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے۔ یکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانہا ایام تأسف فلا یلیق بہا ما یکون للسرور۔ غمی میں ضیافت ممنوع ہے کہ یہ افسوس کے دن ہیں تو جو خوشی میں ہوتا ہے ان کے لائق نہیں۔ تبیین الحقائق امام زیلعی میں ہے۔ لاباس بالجلوس للمصیبۃ الی ثلث من غیر ارتکاب محظور من فرش البسط والاطعمۃ من اہل المیت۔ مصیبت کے لیے تین دن

بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے جیسے مکلف فرش بچھانے اور میت والوں کی طرف سے کھانے۔ امام بزازی وجیز میں فرماتے ہیں یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع یعنی میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرائے جاتے ہیں سب مکروہ وممنوع ہیں علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں اطال ذلک فی المعراج وقال ہذہ الافعال کلہا للسمعۃ والریاء فیحترز عنہا یعنی معراج الدرایہ شرح ہدایہ نے اس مسئلہ میں بہت کلام طویل کیا اور فرمایا کہ یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز کیا جائے جامع الرموز آخر الکراہیۃ میں ہے یکرہ الجلوس للمصیبۃ ثلثہ ایام او اقل فی المسجد ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ہذہ الایام وکذا اکلہا کما فی خیرۃ الفتاوی یعنی تین دن یا کم تعزیت لینے کے لیے مسجد میں بیٹھنا منع ہے اور ان دنوں میں ضیافت بھی ممنوع اور اس کا کھانا بھی منع جیسا کہ خیرۃ الفتاوی میں تصریح کی فتاوی القروی اور واقعات المفتیین میں ہے۔ یکرہ اتخاذ الضیافۃ ثلاثۃ ایام واکلہا لانہا مشروعۃ للسرور تین دن ضیافت اور اس کا کھانا مکروہ ہے کہ دعوت تو خوشی میں مشروع ہوتی ہے کشف الغطا میں ہے۔ ضیافت نمودن اہل میت اہل تعزیت را وپختن طعام برائے آنہا مکروہ است باتفاق روایات چہ ایشاں را بسبب اشتغال بمصیبت استعداد وتہیۂ آں دشوار ست اسی میں ہے پس انچہ متعارف شدہ از پختن اہل مصیبت طعام را در سوم وقسمت نمودن آں میان اہل تعزیت واقران غیر مباح ونامشروع ست وتصریح کردہ بدا در خزانہ چہ شرعیت ضیافت نزد سرور ست نہ نزد شرور وہو المشہور عند الجمہور ثانیاً غالباً ورثہ میں کوئی یتیم یا اور بچہ نابالغ ہوتا ہے یا بعض ورثا موجود نہیں

ہوتے نہ اُن سے اس کا اذن لیا جاتا ہے جب تو یہ امر سخت حرام شدید پر متضمن ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الذین یاکلون اموال الیتمٰی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا ہ بیشک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں بلاشبہ وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ جہنم کے گہراؤ میں جائیں گے مال غیر بے اذن غیر تصرف خود ناجائز ہے قال اللہ تعالیٰ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل خصوصاً نابالغ کا مال ضائع کرنا جس کا اختیار نہ خود اُسے ہے نہ اُس کے باپ نہ اُس کے وصی کو۔ لان الولایۃ للنظر لا للضرر علی الخصوص اگر ان میں کوئی یتیم ہوا تو آفت سخت تر ہے والعیاذ باللہ رب العلمین۔ ہاں اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے بشرطیکہ یہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود بالغ وراضی ہوں خانیہ وبزازیہ وتتارخانیہ وہندیہ میں ہے واللفظ لہا ان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثۃ بالغین فان کان فی الورثۃ صغیر لم یتخذوا ذلک من الترکۃ نیز فتاوٰے قاضی خاں میں ہے ان اتخذ ولی المیت طعاما للفقراء کان حسنا الا ان یکون فی الورثۃ صغیر فلا یتخذ من الترکۃ۔ ثالثا یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں افعال منکرہ کرتی ہیں مثلاً چلاکر رونا پیٹنا بناوٹ سے موہنہ ڈھانکنا الیٰ غیر ذلک اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت حرام ہے ایسے مجمع کے لیے میت کے عزیزوں دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان نہ کہ اہل میت کا اہتمام طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے تو اس مجمع ناجائز کے لیے ناجائز تر ہوگا کشف الغطا میں ہے ساختن طعام در روز ثانی وثالث برائے اہل میت اگر

نوحہ گراں جمع باشند مکروہ ست زیرا کہ اعانت ست ایشانرا بر گناہ سابعاً۔ اکثر لوگوں کو اس رسم شنیع کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ تکلیف کرنی پڑتی ہے یہانتک کہ میت والے بیچارے اپنے غم کو بھولکر اس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اس میلے کے لیے کھانا پان چھالیا کہاں سے لائیں اور بارہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے ایسا تکلف شرع کو کسی امر مباح کے لیے بھی زنہار پسند نہیں نہ کہ ایک رسم ممنوع کے لیے پھر اس کے باعث جو دقتیں پڑتی ہیں خود ظاہر ہیں پھر اگر قرض سودی ملا تو حرام خالص ہو گیا اور معاذ اللہ لعنت الٰہی سے پورا حصہ ملا کہ بے ضرورت شرعیہ سود دینا بھی سود لینے کے مثل باعث لعنت ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں فرمایا غرض اس رسم کی شناعت و ممانعت میں شک نہیں اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ قطعاً ایسی رسوم شنیعہ جن سے اُن کے دین و دنیا کا ضرر ہے ترک کردیں اور طعن بیہودہ کا لحاظ نہ کریں واللہ الہادی تنبیہ اگرچہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں ہمسایوں کو مسنون ہے کہ اہل میت کے لیے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دونوں وقت کھا سکیں اور باصرار انھیں کھلائیں مگر یہ کھانا صرف اہل میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے اس میلے کے لیے بھیجنے کا ہرگز حکم نہیں اور ان کے لیے بھی فقط روز اول کا حکم ہے آگے نہیں

کشف الغطا میں ہے مستحب ست خویشاں و ہمسایہائے میت را کہ اطعام کنند طعام را برائے اہل وے کہ سیر کنند ایشانرا یک شبانہ روز و الحاح کنند تا بخورند و در خوردن غیر اہل میت ایں طعام را مشہور آنست کہ مکروہ ست اھ ملخصاً عالمگیری میں ہے حمل الطعام الی صاحب المصیبۃ والاکل معہم فی الیوم الاول جائز لشغلہم بالجہاز و بعدہ یکرہ کذا فی التتارخانیہ۔ تنبیہ ثالث

قد ارینا لك تظافر النقول وانما الواجب اتباع المنقول وان لم يظهر وجهه للمعقول كما صرح به العلماء الفحول فكيف اذا كان هو المعقول ولا عبرة بالبحث

مع نص ثبت فكيف مع النصوص وقد تواترت لا نظر فيه العلامة الفاضل ابرهيم الحلبي حيث اورد المسألة فى اواخر الغنية عن فتح القدير وعن البزازية ثم قال ولا يخلو عن نظر لانه لا دليل على الكراهة الاحديث جرير بن عبد الله المتقدم وانما يدل على كراهة ذلك عند الموت فقط على انه قد عارضه ما رواه الامام احمد بسند صحيح وابو داود والبيهقى فى دلائل النبوة كلهم عن عاصم بن كليب عن ابيه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فى جنازة فذكر الحديث قال فلما رجع استقبله داعى امرأته فجاء وجئ بالطعام فوضع يده ووضع القوم فاكلوا ورسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يلوك لقمة فى فيه الحديث قال فهذا يدل على اباحة صنع اهل الميت الطعام والدعوة اليه اھ مختصرا وقد تكفل بالجواب عنه العلامة الشامى فى رد المحتار فقال فيه نظر فانه واقعة حال لا عموم لها مع احتمال سبب خاص بخلاف ما فى حديث جرير على انه بحث فى المنقول فى مذهبنا ومذهب غيرنا كالشافعية والحنابلة استدلالا بحديث المذكور على الكراهة الخ اقول ولم يتعرض لاعتراضه الاول لكونه اظهر سقوطا فانا لا نحن مقلدون لا مجتهدون فما بالنا بالدليل وعدم وجداننا لا يدل على العدم وثانيا ما ذكروا جميعا من انه انما شرع فى السرور لا فى الشرور كاف فى الدليل وثالثا لا ادرى من اين اخذ رحمه الله تعالى تخصيص افادة الكراهة فى الحديث بساعة الموت

الیس منہم الطعام فی الیوم الثانی والثالث ومثل صنعا من اهل المیت لاجل المجتمعین فی الماتم ام انما تحرم النیاحۃ عند الموت فقط لا بعدہ فان اراد ان المعروف فی عہدہم کان هو الاجتماع والصنع عنده لا بعده طولب بثبوته وعلی تسلیمه حققنا المناط کما افادوا فتذهب خصوصیۃ الوقت ملغاۃ هذا وراینی کتبت علی هامش ردالمحتار علی قوله واقعۃ حال مانصه لان وقائع العین مظان الاحتمالات مثلا یمکن ههنا ان الدعوۃ کانت موعودۃ بهذا الیوم من قبل واتفق فیه الموت فان قلت هل من دلیل علیه قلت هل من دلیل علی نفیه وانما الدلیل علیکم لا علینا فهذا هو النظر الرابع فی کلام علامہ ان ضیافۃ الموت ضیافۃ تتخذ لاجل الموت وضیافۃ الصحابۃ رضی الله تعالی عنهم للنبی صلی الله تعالی علیه وسلم لم تکن موقوفۃ علی موت احد ولا حیاته فلو ان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم جاءها فی غیر موت بما اضافته ومن معه من خدمه صلی الله علیه وسلم کما وقع عنهم مرارا فلم یکن فیه احداث شئ من اجل الموت بحیث لو لم یقع الموت لم یکن بخلاف مانحن فیه فانه انما یکون لاجله بحیث لو لم یکن لم یکن فهذا الخامس علا ان الخاطر والمبیح اذا قول بالمعاد ضده بل یقدم الخاطر۔ هذا السادس هذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی وبالجملۃ فلیس لنا البحث فی المنقول فی المذهب بنحو النظر السابع المذکور آخرا فی کلام الشامی والله تعالی الموفق اهما کتبت علیه مزیدا واما المولی الفاضل علی القاری علیه رحمۃ الباری فحاول تاویل نصوص المذهب ظنا منه انها تخالف الحدیث

نقال فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ باب المعجزات قبیل الکرامات تحت قول الحدیث فاکلوا هذا الحدیث بظاهره یرد علی ما قرره اصحاب مذهبنا من انه یکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول او الثالث او بعد الاسبوع کما فی البزازیه ثم اورد نصوص الخلاصة والزیلعی والفتح قال والکل عللوه بانه شرع فی السرور لا فی الشرور وما ذکر قول المحقق حیث اطلق انها بدعة مستقبحة واستدل الا بحدیث جریر رضی الله تعالی عنه قال فینبغی ان یقید کلامهم بنوع خاص من اجتماع یوجب استحیاء اهل بیت المیت فیطعمونهم کرها او یحمل علی کون بعض الورثة صغیرا او غائبا او لم یعرف رضاه او لم یکن الطعام من عند احد معین من مال نفسه لا من مال المیت قبل قسمته ونحو ذلك وعلیه یحمل قول قاضی خان یکره اتخاذ الضیافة فی ایام المصیبة لانها ایام تأسف فلا یلیق بها ما یکون للسرور واقول اولاً قد بنأناك ان الحدیث لا ورود له علیهم بوجه وثانیاً لا مساغ للتقیید فی کلماتهم بعد ما نقل هو عنهم انهم جمیعاً عللوه بانه انما شرع فی السرور لا فی الشرور وان الامام فقیه النفس قال انها ایام تأسف فلا یلیق بها عوائد السرور فان الالجاء الی الاطعام کرها او التصرف فی مال بغیر اذن مالکه واحد ملاکه لا سیما الصغیر مما لا یجوز قط فی السرور ولا فی الشرور فبهذا یرتفع الفرق وهم مصرحون به عن آخرهم فیکون تحویلا لا تاویلا۔ وثالثاً ما ذکرنا من التقیید بمال صغیر او غائب الخ البعد والبعد وکیف یحمل علیه کلام الخانیة من انه قال متصلا بما مر وان اتخذ طعاما

الفقراء کان اذا کانوا بالغین فان کان فی الورثة صغیر لم یتخذ وا ذلك من الترکة اھ ومثله کلام البزازیة والتتارخانیة والھندیة وغیرھا فانه ظاھر فی انھم یفرقون بین الضیافة واتخاذ طعام الفقراء فیحکمون علی الاول بالکراھة وعلی الثانی بالحسن ولقید ونه بما اذا کانوا بالغین وقد صرحوا بمفھوم القید بمنعه من الترکة اذا کانوا قاصرین فلو کانت الکراھة فی الاول ایضا مقصورة علی ذلك لارتفع الفرق ۔ ورابعاً ۔ لو ارادوا ھذا لکان من المستبعد تظافرھم علی التعبیر بالکراھة فان الاتخاذ والحال ھذہ من اشنع المحرمات القطعیة کما لایخفی ۔ وخامساً لئن سلمنا ما افادہ فی التاویل الاول لکان الحکم فی مسالتنا ھذہ ھو المنع مطلقا فانھن یجتمعن عند اھل المیت ویکن فی بیته یومین او اکثر والانسان یستحیی ان یقیم احد فی بیته جائعا فیضطر الی اطعامه رضی او سخط وقد علم کما ذکر فی السوال انھم ان لم یفعلوا یصیر واعرضة لمطاعن الناس فلیس الاطعام المعھود الا علی الوجه المردود وھذا ما قال فی معراج الدرایة انھا کلھا للسمعة والریاء کما قدمنا فھذا التخصیص یؤدی الی التعمیم ولو رأی الفاضلان الحلبی والقاری ما علیه بلادنا لاطلقا القول جازمین بالتحریم ولا شك ان فی ترخیصه فتح باب الشیطان وخیم وایقاع المسلمین لاسیما اخفاء ذات الید فی حرج عظیم وضیق الیم فنسأل الله الثبات علی الصراط المستقیم والحمد لله رب العلمین وصلی الله تعالی علی سیدنا محمد واله اجمعین۔

مسئلہ معروض ۔ بعض کلمات کے احکام معلوم کرنا چاہتا ہوں امید کہ

جواب سے جلد معزز ہوں۔

(۱) ایک سنی شخص کے سامنے ذکر آیا کہ شیعہ و معتزلہ دار جنت میں رویت باری عزوجل کے منکر ہیں۔ اُن صاحب نے کہا وہ سچ کہتے ہیں انھیں تو نہیں ہوگی شاید لفظ مومنیں کے لیے بھی ذکر میں تھا اگرچہ یہ ایک شبہہ ہی شبہہ سا یاد پڑتا ہے یہ کہنا کیسا ہے ایک صاحب نے خود اپنا نام ابو البرکات رکھا اور اُس پر اب آزاد کا اور اضافہ کیا جس کی ایک واہی تباہی روایت چھپوا کر تقسیم کی اُس کی بابت ایک صاحب نے کہا کہ یہ نام انھوں نے کہاں سے رکھا کچھ اللہ میاں کے یہاں تو ان کا یہ نام لکھا ہوا ہے نہیں جس پر کہا گیا کہ لوح محفوظ میں تو سب لکھا ہوا ہے یہ بھی لکھا ہوا ہے اس پر اُن صاحب نے کہا کہ میں نے اس بنا پر کہا تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جو نام ماں باپ رکھتے ہیں وہ نام اللہ میاں کے یہاں لکھا جاتا ہے۔ ظاہرا ان قائل کا مطلب یہ تھا کہ نام کر کے وہ نام ہی لکھا جاتا ہے جو ماں باپ کا رکھا ہے اور جو خود گڑھتے ہیں وہ بطور ایک امر واقع کے لکھا ہوتا ہے کہ فلاں اپنا نام یہ رکھے گا نام کر کے نہیں کہ فلاں کا یہ نام ہے غرض اُن کا وہ مقولہ کیسا ہے اور اس کی کیا اصل ہے کہ نام وہی ہوتا ہے جو ماں باپ کا رکھا ہو نہ خود رکھا ہوا ایک سنی صاحب کے سامنے میں نے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے بہت خصائص ہیں بعض وہ احکام شرعیہ جو عام ہیں اُن سے حضور نے بعض صحابہ کو مستثنےٰ کیا تھا اس پر ان صاحب نے کہا کہ جبھی تو بعض جہلا کہنے لگے تھے کہ اللہ عزوجل رضا جوئے محمدی ہے اس پر میں نے کہا کہ بعض جہلا کی کیا تخصیص ہے اللہ عزوجل تو رضا جوئے محمدی ہے ہی انھوں نے بھی اس کا اقرار کیا اور کہا کہ ایسے خصائص دیکھ کر شاید بعض ازواج مطہرات رضوان اللہ

علیہن بھی یہ کہنے لگی تھیں مگر اصل بات یہ ہے کہ حضور اللہ عزوجل کے فرمودہ سے باہر قدم ہی نہیں رکھتے تھے وہی فرماتے تھے جو اللہ عزوجل کا حکم تھا تو اصل میں حضور تبع حکم الٰہی اور بھی رضا جوئے الٰہی ہوے ان کی اس قلت کی طرز تقریر اور حالت سے اُن کا مطلب یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہلا تو یہ سمجھ کر اللہ عزوجل کو رضا جوئے محمدی کہنے لگے تھے کہ حضور خود ایک حکم دیتے ہیں اور پھر اللہ عزوجل بھی ویسا ہی وحی نازل فرما دیتا ہے یعنی اللہ عزوجل حضور کا اتباع فرماتا ہے حالانکہ اصل میں حکم الٰہی وہی ہوتا ہے اور اُسی کے اتباع سے حضور حکم دیتے ہیں غرض ان کا یہ مقولہ کہ جبھی تو بعض جہلا بھی۔ الخ کا کیا حکم ہے اور اُس کل مقولہ کا جو اُس کے بعد کہا گیا۔ بعض لوگوں کا قاعدہ ہے کہ مثلاً کسی نے کہا کہ فلاں کے گھر چوری ہوئی انھوں نے کہا اچھا ہوا چوری ہوئی پھر بعض دفعہ تو جو ظاہر کلام ہے وہی مراد ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ مراد ہوتا ہے کہ چونکہ مثلاً مال رہنا مضر تھا یا اُس کا انھیں غرور تھا لہذا اچھا ہوا کہ چوری ہوئی۔ کہ غرور جاتا رہا یا مضر دفع ہو گیا۔ دونوں تقدیروں پر یہ ممنوع چیز کو اچھا کہنا کیسا ہے ایک شخص سے کوئی کلمہ خلاف نکلا بعد کو اُس نے اس سے صراحۃً انکار اور اُس کا قبح تسلیم کرلیا یا اُس کو چھوڑ کر اُس کے مخالف کلمہ کا اقرار کیا۔ آیا یہ توبہ ہو گئی یا ضرور ہے کہ لفظ توبہ کہے۔ ہمارے اعزہ میں سے ایک عورت نے اپنے شوہر سے ناراض ہو کر کہا کہ نہ معلوم تمھیں فلاں مکان (نام لیکر) سے کیا عشق ہے شوہر نے کہا خدا جانے اس پر اُس عورت نے کہا مجھ بھی خدا جانے نہیں ہے۔ اور اس کے بعد ایک اور جملہ کہا جو شاید یہ تھا کہ سب تمھارے حیلے حوالے بیکاریاں ملبے پر واہیاں ہیں۔ یہ سب تمھارے

حیلے حوالے بیکاریاں ہیں یہ جملہ کیسا ہے اس کا کیا حکم ہے۔ نقل اسولہ میرے پاس موجود ہے جواب سے جلد معزز ہوں۔ میرے لیے دعائے عافیت دارین ضرور فرمائیں اس زمانہ فتن میں مولی تعالٰے ہم اہلسنت کے ایمان کی خیر رکھے آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

الجواب

مولےٰ عزوجل فرماتا ہے انا عند ظن عبدی بی روافض و معتزلہ کہ رویت الٰہی سے مایوس ہیں مایوس ہی رہیں گے وہابیہ کہ شفاعت کے منکر ہیں محروم ہی رہیں گے تو ان کا انکار ان کے اعتبار سے صحیح ہوا اظاہر قائل کی یہی مراد تھی کہ ان کی نفی انکے حق میں سچی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہاں جو اسکے قول کی تصدیق بمعنی نفی مطلق کرے وہ ضرور گمراہ اور خارج از اہلسنت واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) بلاشبہ لوح محفوظ میں ہر صغیر و کبیر مسنظر ہے جو اسم بحیثیت علم دنیا میں کسی کے لیے ہے لوح محفوظ میں وہی بحیثیت علم مکتوب ہے خواہ ماں باپ کا رکھا ہے یا بنایا اور کا۔ اور جس میں تغیر واقع ہوا مغیر و مغیر الیہ دونوں اپنے اپنے زمانہ کی قید سے مکتوب ہیں حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بہت صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نام تبدیل فرمائے کہ انگلے نام متروک ہو گئے اور انتقال [illegible] مشہور ہیں تو عند اللہ بھی اب یہی انکے نام ہیں [illegible] قیامت پکارے جائیں گے اور جو شخص اپنا نام بگڑ کر رکھے [illegible] بحیثیت علم معروف نہ ہو تو اللہ عزوجل کے یہاں بھی وہ علم ہو کر نہ لکھا گیا [illegible] مکتوب تھا ظاہر ایسی مراد قائل ہے قائل نے یہ کہا کہ اللہ تعالٰے کے یہاں [illegible] یہ کہا کہ ان کا نام بدنہیں لکھا ہے تو یہ مطلب کتابت نہیں بلکہ۔

منقلب کتابت علمیت ہے اور یہ صحیح ہے جبکہ اُس وضع کیے ہوئے نام نے حیثیت علمیت پیدا نہ کی۔ ہاں ایسی جگہ کلام بہت ہوشیاری سے چاہیے جس میں کوئی پہلوئے ناقص نہ نکلے سوال میں اسم جلالت کے ساتھ لفظ میاں مکتوب ہے یہ ممنوع و معیوب ہے زبان اردو میں میاں کے تین معنی ہیں جن میں دو اُس پر محال ہیں اور شرع سے ورود نہیں لہٰذا اس کا اطلاق محمود نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) قائل کا کہنا کہ جب ہی تو بعض جہلا الخ بہت سخت قبیح و شنیع واقع ہوا اور جو معنی اُس نے بعد کو قرار دیے اُس میں بھی وہ حقیقت کو نہ پہنچا بلاشبہ حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم تابع مرضی الٰہی ہیں اور بلاشبہ کوئی بات اُس کے خلاف حکم نہیں فرماتے اور بلاشبہ اللہ عزوجل حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا چاہتا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی۔ قد نری تقلب وجہک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضٰہا فول وجہک شطر المسجد الحرام۔ حکم الٰہی بیت المقدس کی طرف استقبال کا تھا حضور تابع فرمان تھے یہ حضور کی طرف سے رضاجوئے الٰہی تھی مگر قلب اقدس کعبہ کی طرف استقبال چاہتا تھا مولیٰ عزوجل نے مرضی مبارک کے لیے اپنا وہ حکم منسوخ فرمادیا اور جو حضور چاہتے تھے قیامت تک کے لیے وہی قبلہ مقرر فرمادیا یہ اللہ عزوجل کیطرف سے رضاجوئے محمدی ہے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں سے جس کا انکار ہو قرآن عظیم کا انکار ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں۔ اری ربک یسارع فی ہواک۔ میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔ رواہ البخاری

یہ ہے وہ کلمہ کہ بعض ازواج مطہرات نے عرض کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا تو قائل کا کہنا کہ ایسے خصائص دیکھ کر شاید بعض ازواج مطہرات یہ کہنے لگی ہیں دراصل بات یہ ہے آخر یہ بتا رہا ہے کہ اُن بعض ازواج مطہرات نے خلاف اصل بات کہی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر رکھی حدیث روز محشر میں ہے رب عزوجل اولین و آخرین کو جمع کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمائیگا کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاك یا محمد یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے محبوب میں تمہاری رضا چاہتا ہوں ؎

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ؛ خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بالجملہ کلمہ بہت سخت اور شنیع تھا اور بعد تاویل بھی شناعت سے بری نہ ہوا۔ تو بہ لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اس سے یہ مقصود نہیں ہوتا کہ سرقہ اچھی بات ہے جس سے حرام قطعی کا استحلال بلکہ استحسان ہو کر معاذ اللہ نوبت بہ کفر پہنچے بلکہ اس سے مسروق منہ کے نقصان مال کا استحسان سمجھا جاتا ہے اور یہی مقصود ہوتا ہے پھر کبھی یہ براہ حسد ہوتا ہے اور حسد حرام ہے اس صورت میں تو مطلقاً گناہ ہے کبھی براہ عداوت ہوتا ہے کہ دشمن کا نقصان دشمن کو پسند آتا ہے اس کا حکم اس عداوت کا تابع رہیگا اگر عداوت مذموم ہے یہ بھی قبیح و مذموم ہے اور اگر عداوت محمودہ ہے جیسے کہ اعداء اللہ سے دشمنی تو اس میں بھی حرج نہیں۔

ربنا اشدد علی قلوبھم واطمس علی اموالھم۔ جب دعا سے اُن کا نقصان چاہنا روا ہے تو بعد وقوع اس پر خوش ہونا کیا بیجا ہے۔ کبھی وہ صورت ہوتی ہے جو سوال میں مذکور ہوا اگر بہ نیت تنبیہ ہو غیر مجذوب کہ یہ اُس کے نقصان

پر خوش ہونا نہیں بلکہ نفع پر واللہ تعالے اعلم۔

(۵) لفظ توبہ ضرور نہ کافی جو قول بیجا صادر ہوا تھا اُس پر ندامت اور اس سے تبری درکار ہے۔ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) قائلہ کا ہرگز یہ مقصود نہیں کہ باری عزوجل سے معاذ اللہ نفی علم کرے نہ زنہار اُسکے کلام سے سامع کا ذہن اس طرف جاسکتا ہے بلکہ شوہر نے کہا تھا۔ خدا جانے یعنی کوئی سبب خفی ہے جو مجھے نہیں معلوم یا جسے میں بتانا نہیں چاہتا اُس نے کہا کچھ بھی خدا جانے نہیں یعنی کچھ بھی سبب خفی نہیں محض تمھاری بے پرواہیاں ہیں اسے اُس ہولناک حکم سے کوئی تعلق نہیں نیز یہاں ایک اور دقیقہ ہے بفرض غلط اگر نفی علم ہی مراد لیں تو معاذ اللہ نفی مطلق کی ہرگز بو بھی نہیں بلکہ اس امر خاص سے یعنی اسکا کوئی سبب خفی اللہ نہیں جانتا۔ اور علم الٰہی سے کسی شے کی نفی اُس کے وقوع کی نفی ہے کہ واقع ہوتا ہوتا تو ضرور علم میں ہوتا۔ فکان من باب قولہ تعالیٰ وجعلوا اللہ شرکاء قل سموھم ام تنبؤنہ بما لا یعلم فی الارض ہاں ارسال لسان ہے جس سے احتیاط درکار اور خود شوہر کے ساتھ بدزبانی بھی تکفرن العشیر میں داخل کرنے کو بس ہے توبہ چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ ۷۹۔ حامی سنت ماحی بدعت ماحی فتن لازالت شمس افاداتہم طالعہ پس از ابراز مراسم سلام وتحیۃ مدعا نگار کہ اس مسئلہ کا جواب روانہ فرمایا جاوے کہ بکر کا استاد خالد اب بدمذہب ہو گیا تو آیا بکر کو اُسکی تعظیم بحیثیت اُستاد ہی کرنا چاہیے یا نہیں اگرچہ بکر بحیثیت بدعقیدگی اُس اپنے استاد سے قطعاً محبت نہیں رکھتا ہے بلکہ بُرا سمجھتا ہے صرف ظاہری مدارات اور تعظیم کرتا ہے تو کچھ خرابی تو نہیں اور اگر وہ ظاہری تعظیم بھی بدمذہب استاد کی کرے تو کچھ خرابی ہے

یا نہیں۔ مدلل ارشاد ہو بکر کہتا ہے کہ میرا دل بسبب بد مذہبی استاد اسکی ظاہری تعظیم کو بھی نہیں گوارا کرتا تو زید جو کہ بکر کا ہم مذہب ہے کہتا ہے کہ نہیں ظاہری تعظیم کر لیا کرو بحیثیت استادی ہاں اس سے من حیث الاعتقاد نفرت رکھو یہ قول زید کا کیسا ہے زیادہ ادب فقط

سید اولاد رسول محمد میاں عفی عنہ قادری برکاتی مارہری

۲۴۔ رجب مرجب جمعہ ۱۳۲۹ھ از بدایوں مدرسہ قادریہ

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بشرف ملاحظہ حضرت والا برکت صاحبزادہ رفیع القدر جلیل الشان حضرت مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب دامت برکاتہم

بعد آداب گزارش کرامت نامہ تشریف لایا بعد اس کے کہ روندہ مخذولین بریلی بدایوں سے پچاس سے زائد رسائل شائع ہوئے تعظیم بدمذہبان کی شناعت آفتاب سے زیادہ روشن کر دی گئی یہاں تک کہ فتاوے الحرمین شائع ہوا اب کوئی حاجت اس مسئلہ میں کسی تفصیل کی باقی رہگئی ہے جس کو شک ہے وہ ان رسائل اور فتاوے الحرمین کی طرف رجوع لائے وہ بھی عام بدمذہبوں کے لیے تھا نہ کہ خاص مرتدین اس کے لیے اسیقدر بس ہے کہ درمختار میں ہے۔ تبجیل الکافر کفر واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں۔

(۱) جملہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام قبل بعثت وبعد بعثت بہر حال عمداً وسہواً کفر وضلالت سے باجماع اہلسنت معصوم ہیں۔

(۲) اسی طرح منفرات ذنوب ومحقرات امور سے باجماع۔

(۳) اسی طرح بعد بعثت تمام صغائر و کبائر عمداً سے باجماع۔
(۴) بعد بعثت تمام صغائر و کبائر کے بارہ میں سہواً صدور کے بارہ میں کیا حکم ہے
(۵) قبل بعثت تمام صغائر و کبائر کے عمداً یا سہواً صدور کے بارہ میں کیا حکم ہے
(۶) امور تبلیغیہ میں کیا اجماعی ہے اور کیا خلافی بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) بیشک (۲) ہاں نہ صرف ذنوب بلکہ ہر اس امر سے جو باعث نفرت خلق و ننگ وعار و بدنامی ہو اگرچہ اپنا گناہ نہ ہو جیسے جنون وجذام و برص و دنارت نسب وزنائے امہات و ازواج (۳) بعد بعثت تعمد کبائر سے باجماع اہلسنت معصوم ہیں اور مذہب صحیح و حق و معتمد میں تعمد صغائر سے بھی۔ اور خلاف ضعیف ایسے درجہ سقوط میں ہے کہ قابل اعتداد نہیں بلکہ انصافاً سیرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے خلاف پر اجماع صحابہ بتارہی ہے مجوز نے اس نکتہ سے غفلت کی لہذا اس کا قول نادانستہ مصادم اجماع واقع ہوا کما یظہر بمطالعۃ الشفاء الشریف وباللہ التوفیق (۴) حق یہ ہے کہ بعد بعثت صدور کبیرہ سہواً سے بھی معصوم ہیں اور سہواً صغیرہ غیر منفرہ میں اکثر اہل ظاہر جانب تجویز ہیں اور جماعت اہل قلب جانب منع واختارہ الامام بن حجر المکی وغیرہ اور حق یہ کہ نزاع صورت صغیرہ میں ہے ورنہ بحال سہو معنے وحقیقۃ نافرمانی خود ہی مرتفع ہے (۵) کفر و ضلال و منفرات سے قبل بعثت بھی معصوم ہیں باقی میں اختلاف ہے اور اسقدر میں شک نہیں کہ وہ ہر عیب و ریب سے ہمیشہ منزہ ہیں یہ عصمت مصطلحہ اسوقت ثابت ہو یا نہ ہو (۶) تبلیغ قولاً ہو یا فعلاً اس میں تعمد مخالفت سے بالاجماع معصوم ہیں اور اقوال تبلیغیہ میں سہو وخطا سے بھی۔ افعال تبلیغیہ میں اختلاف ہے

ظاہر او ر جواز ہی مگر اس پر تقریر ممکن نہیں۔ بلکہ انتباہ واجب ہے اور ایک جماعت صوفیہ تو حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر مطلقاً سہو ناجائز مانتے ہیں اس قول کی تفصیل و تاویل فقیر کے الفیوض المکیہ میں ہے واللہ تعالیٰ علم

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔ (۱) کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا ناقصہ یا طریقہ ذکر بطور مشائخ کرام سکھانے میں پہلے نفی مع منفی ادا کرنا۔ اور پھر اس کی مفصل ضروری ترکیب ہر حرف ادا کرنے کی بتا کر پھر الا اللہ ادا کرنا اور کسی ضرورت یا عذر کی وجہ سے مستثنیٰ منہ میں وقف اور فصل سے ادا کرنے میں کوئی محذور شرعی تو نہیں (۲) اور اگر ضرورت حرف مستثنیٰ منہ کے متعلق کچھ دریافت یا بتلانے کی ہو۔ تو اس میں حرف لفظ نفی و منفی پر ہی اقتصار میں کوئی محذور شرعی ہے یا کیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

حالت ضرورت مستثنیٰ ہے اگر حرف مستثنیٰ منہ تک پہنچا تھا کہ چھینک یا کھانسی آنے یا سانس ٹوٹ جانے سے مجبور اً رکنا پڑا تو حرج نہیں معاذ لیس الا اللہ کہلے پھر بعد رفع عذر زبان سے الا اللہ کہے اور بلا عذر و مجبوری صرف مستثنیٰ منہ پر اقتصار ممنوع ہے تعلیم طریقہ ذکر میں ایک ایک کلمہ جدا کرنے میں حرج نہیں مثلاً چار ضربی یوں بتائے کہ پیشانی محاذات زانوے چپ میں لاکر لا کا کلام شروع کرے اور اس کے الف کو زانوے راست تک کھینچکر لیجائے اور اله کا الف یہاں سے شروع کرکے اس کے ل کو شانہ راست تک لیجائے اور وہیں طرف موبنہ پھیر کر لا کہے اور الا اللہ کی ضرب قلب پر کرے اس میں کہیں نفی محض نہ آئیگی بچوں کو تعلیم کرنی ہو تو انہیں بھی یونہی سکھائے کہ پہلے لا کہے جب وہ اسے کہلیں اله کہے پھر الا اللہ کہلوائے اگر کسی مسئلہ کا بیان صرف نفی سے

متعلق ہو تو وہ پورا کہکر بھی بیان ہو سکتا ہے مثلاً لا الٰہ الا اللہ میں لا نفی جنس کا ہے الٰہ اسم ہے خبر مقدر ہے یا لا الٰہ الا اللہ میں لا کا مد زیادہ نہ بڑھاؤ یا لا الٰہ الا اللہ میں الٰہ پر نہ رُکو یا لا الٰہ الا اللہ میں الٰہ کی ہ کو اشباع نہ کرو غرض بلا مجبوری و ضرورت کوئی صورت ایسی نہیں معلوم ہوتی کہ خواہی نخواہی نفی پر اقتصار کرنا پڑے اور اگر ایسا معلوم ہو بھی مثلاً بچے کو دو دو لفظ تعلیم کرنے میں پہلے دو لفظ کہکر اتنا انتظار کرنا ہوگا کہ وہ اُن کو ادا کرلے پھر الا اللہ کہا جائے گا۔

(بشرطیکہ حاجت اس کی طرف داعی ہو ورنہ بچے سے بھی اس پر اقتصار کرانا نہ چاہیے) تو یوں کرے کہ تعلیم کی آواز سے دو لفظ کہکر معاً اُس سے کم آواز سے الا اللہ کہہ لے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں۔

(۱) کپڑے یا بدن پر کوئی حصہ نجس ہو گیا اُس پر پانی پہلی مرتبہ ڈالا پھر ہاتھ سے اُس کے قطرے پونچھ ڈالے اسیطرح تین مرتبہ پانی ڈالا اور اُسی ہاتھ سے جس سے پہلی مرتبہ قطرے پونچھے تھے اُس کے دھوئے بغیر قطرے پونچھے تو آیا یہ عضو مغسول اور وہ ہاتھ دونوں پاک ہو جائیں گے بحالیکہ عضو مغسول کو وہ ہاتھ لگا ہے جس نے پہلی مرتبہ اور دوسری تیسری مرتبہ کے غسالہ کو پونچھا تھا اور خود الگ پانی سے دھویا نہ گیا تھا۔

(۲) اگر اس ترکیب سے پاک نہ ہو سکے تو کیا کیا جائے۔

(۳) بدن کو دھو کر جھٹک دیا سب قطرے گر گئے ہاں وہ رہ گئے جو بال کی جڑ میں مین یا بہت ہی باریک ہیں جھٹکنے سے بھی نہیں گرتے تو ایسی صورت میں عضو تین بار دھو ڈالے پاک ہو جائیگا یا نہیں اگر نہیں تو کیا کیے خاصکر اس صورت میں جب دونوں ہاتھ نجس ہوں۔

(۴) بدن پاک کرنےمیں ہر بار کے دھونے میں تقاطر جاتا رہنا ضروری ہے یا مطلقاً
ہر قطرہ کا خواہ وہ چھوٹا ہی ہو اور پونچھنے سے صرف بدن پر پھیل کر رہ جاتا تو
اُسکا بھی دور کرنا یعنی وہی پھیلا دینا ضروری ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بدن پاک کرنے میں نہ چھوٹے قطرے صاف کرکے دوبارہ دھونا ضرور نہ انقطاع
تقاطر کا انتظار درکار بلکہ قطرات و تقاطر درکنار دھار کا موقوف ہونا لازم نہیں
نجاست اگر مرئیہ ہو جب تو اُسکے عین کا زوال مطلوب اگرچہ ایک ہی بار میں
ہو جائے اور غیر مرئیہ ہو تو زوال کا غلبۂ ظن جس کی تقدیر تثلیث سے کی گئی جہاں
عصر شرط ہے اور وہ متعذر ہو جیسے مٹی کا گھڑا یا متعسر ہو جیسے مٹی کا گھڑا یا متعسر ہو جیسے
بھاری قالین دری توشک لحاف وہاں انقطاع تقاطر یا ذہاب تری کو قائم
مقام عصر رکھا ہے بدن میں عصر ہی درکار نہیں کہ انکی حاجت ہو صرف تین بار
پانی بہہ جانا چاہیے اگرچہ پہلی دھار ابھی حصۂ زیریں پر باقی ہو مثلاً ساق پر
نجاست غیر مرئیہ تھی اوپر سے پانی ایک بار بہایا وہ بھی ایڑی سے بہہ رہا ہے
دوبارہ اوپر سے پھر بہایا ابھی اس کا سیلان نیچے باقی تھا سہ بارہ پھر بہایا
جب یہ پانی اتر گیا تطہیر ہو گئی بلکہ ایک مذہب پر تو انقطاع تقاطر کا انتظار
جائز نہیں اگر انتظار کریگا طہارت نہ ہوگی کہ اُن کے نزدیک تطہیر بدن میں
عصر کی جگہ توالی غسلات یعنی تینوں غسل پے در پے ہونا ضرور ہے مذہب ارجح میں
اگرچہ اس کی ضرورت نہیں مگر خلاف سے بچنے کے لیے اُس کی رعایت ضرور مناسب
ہے اس تقریر سے تین سوال اخیر کا جواب ہو گیا درمختار میں ہے یطہر محل نجاسۃ مرئیۃ
بقلعها ای زوال عینها واثرها ولو بمرۃ او بما فوق ثلث فی الاصح ولا یضر بقاء اثر لازم
و محل غیر مرئیۃ بغلبۃ ظن غاسل طهارۃ محلها بلا عدد به یفتی وقدر بغسل وعصر ثلثا فیما

ینعصر مبالغا بحیث لا یتقطر و تثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیر منعصر مما یتشرب النجاسة والا فبقلعها رد المحتار میں ہی تثلیث جفاف ای جفاف کل غسلة من الغسلات الثلاث وھذا شرط فی غیر البدن ونحوہ اما فیہ فیقوم مقامہ توالی الغسل ثلثا قال فی الحلیة الاظہران کلا من التوالی والجفاف لیس بشرط فیہ وقد صرح بہ فی النوازل وفی الذخیرة مایوافقہ اھ واقرہ فی البحر رہا سوال اول یہ تو ظاہر ہوگیا کہ ہر بار قطرات کا پونچھنا فضول تھا بلکہ بلا وجہ ہاتھ ناپاک کرلینا مگر جبکہ اُس نے ایسا کیا مثلاً پاؤں پر نجاست تھی سیدھے ہاتھ میں لوٹا لیکر اُسپر ایکبار پانی بہایا اور جو قطرات باقی رہے بائیں ہاتھ سے پونچھ لیے تو یہ ہاتھ ناپاک ہوگیا مگر ایسی نجاست سے کہ دوبار دھونے سے پاک ہوجائیگی اس لیے کہ ایک بار دھل چکی اب پاؤں پر دو بار پانی ڈالنا تھا دوسری بار کے بعد ایک ہی بار ڈالنا رہتا لیکن اس نے دوبارہ دھوکر نجس ہاتھ سے پھر اُس کے قطرے پونچھے تو اب پاؤں کو وہ نجاست لگ گئی جو دوبار دھونے کی محتاج ہی تو پاؤں کو پھر دوبارہ دھونے کی ضرورت ہوگئی اور ہاتھ بدستور اُسی نجاست سے نجس رہا اُس میں تخفیف نہ ہوی کہ اُس پر سیلان آب نہ ہوا آب پاؤں پر سہ بارہ کا پانی دوبارہ کے حکم میں ہے کہ اُس کے بعد ایک بار اور دھونے کی حاجت ہی لیکن اُس نے اُس کے بعد ہی وہی نجس ہاتھ اُس کے قطرات صاف کرنے میں استعمال کیا تو اب پھر پاؤں کو دوبار دھونے کیضرورت ہوگئی وکذا الیٰ ما لا اُسے لازم کہ پاؤں پر دو بار پانی بہائے اور قطرات نہ پونچھے اور وہ ہاتھ جدا دو بار دھولے رد المحتار میں ہی قال فی الامداد والمیاہ الثلثة متفاوتة فی النجاسة فالاولیٰ یطہر ما اصابتہ بالغسل ثلثا والثانیة بالثنتین والثالثة بواحدة وکذا الاوانی الثلثة التی غسل فیہا واحدة بعد واحدة وقیل یطہر الاناء الثالث بمجرد الاراقة والثانی بواحدة

والاول ابتتین اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۳۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر ہلال شوال دن چڑھے تحقیق ہو اور بارش شدید ہو بعض اہل شہر نماز عید پڑھ لیں بعض بسبب بارش نہ پڑھیں تو جماعت باقیماندہ دوسرے دن ادا کریں یا اب انھیں اجازت نہ دی جائیگی کہ نماز ہو چکی اور قہستانی میں ہے اذا صلے الامام صلاۃ مع بعض القوم لا یقضی من فاتت تلک الصلاۃ عنہ لا فی الیوم الاول ولا من الغد انتہی بینوا توجروا۔

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب صورت مستفسرہ میں جماعت باقیماندہ بیشک دوسرے دن ادا کریں کہ نماز عید الفطر میں بوجہ عذر ایک دن کی تاخیر جائز ہے اور بارش کا عذر شرعاً مسموع فی الدر المختار وتوخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط اھ اور صلاۃ العید میں جواز تعدد متفق علیہ ہے بخلاف جمعہ کہ اس میں خلاف ہے اور رجح جوازہ فی الدر المختار تودی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقا اھ تو ادائے بعض اہل شہر سے بعض دیگر کو دوسرے روز پڑھنا کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے کلام قہستانی وغیرہ اس صورت میں ہے جب عامۂ اہل بلد پڑھ لیں اور ایک آدمی باقی رہجائے کہ نماز عید بے جماعت مشروع نہیں ناچار پڑھنے سے باز رہیگا ہدایہ کی تعلیل اس پر صاف دلیل حیث قال من فاتتہ صلاۃ العید مع الامام لم یقضہا لان الصلاۃ بہذہ الصفۃ لم تعرف قربۃ الا بشرائط لا تتم بالمنفرد اھ اور عبارت تنویر الابصار مورث تنویر الابصار امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی نے ابتدار اس مسئلہ کو ایسے پیرایہ میں ادا فرمایا کہ وہم وا ہم راہ نہ پائے حیث یقول ولا یصلیہا وحدہ ان فاتت مع الامام اھ یوہیں امام حافظ الدین ابوالبرکات نسفی کا اپنے متن وشرح وافی وکافی میں ارشاد ازالۂ اوہام وابقائے افہام

کے لیے کافی ووافی قال رحمہ اللہ تعالیٰ لم تقض ان فاتت مع الامام اے صلی الامام العید وفاتت من شخص فانہا لاتقضی لانہا ما عرفت قربۃ الا بفعلہ علیہ الصلٰوۃ والسلام وما فعلہا الا بالجماعۃ فلا تؤدی الا بتلک الصفۃ اھ ملخصا علامہ بدرالدین عینی رمز الحقائق میں فرماتے ہیں صلاہا الامام مع الجماعۃ ولم یصلہا ہو لایقضیہا لافی الوقت ولا بعدہ لانہا شرعت بشرائط لاتتم بالمنفرد اھ مستخلص میں زیر قول کنز لم تقض ان فاتت مع الامام لکھتے ہیں معناہ لو لم یصل رجل مع الامام لایقضیہا منفردا لان صلاۃ العید لم تشرع علی سبیل الانفراد اھ یا یہ معنے ہیں کہ امام معین ماذون من السلطان ادا کرچکا ہو اور ان باقیماندہ میں کوئی مامور نہیں تو اقامت کون کرے فاضل محقق حسن شرنبلالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں اسی طرف ناظر اذ قال من فاتتہ الصلاۃ فلم یدرکہا مع الامام لا یقضیہا لانہا لم تعرف قربۃ الا بشرائط لاتتم بدون الامام ای السلطان او مامورہ اھ اسی لیے فاضل سید احمد مصری اُسکے حاشیہ میں فرماتے ہیں اے وقد صلاہا الامام او مامورہ فان کان مامورا باقامتہا لہ ان یقیمہا اھ قلت وقد یشیر الیہ تعریف الامام فی عبارۃ النقایۃ المذکورۃ وغیرہا کما لایخفی علی العارف باسالیب الکلام بہرطور عبارت جامع الرموز سے بدیں وجہ کہ نماز ایک بار ہوچکی باقیماندہ لوگوں کے لیے ممانعت تصور کرنا محض خطا اقول بلکہ اگر نظر سلیم ہو تو وہی عبارت بعینہا مانحن فیہ میں جواز پر دال کہ اُس میں صرف دوسرے ہی دن کی نسبت ممانعت نہیں بلکہ جب امام جماعت کرچکے تو اُس روز بھی نہ پانے والوں کو منع کرتے ہیں حیث قال لافی الیوم ولا من الغد اور اول بیان ہوچکا کہ تعدد جماعت نماز عید میں بالاتفاق جائز اور معلوم ہے کہ یہ تعدد تقدم و تاخر سے خالی نہیں ہوتا اگر عبارت شرح مختصر الوقایہ کے یہی معنے ہوتے کہ جب ایک جماعت

پڑھ لے تو دوسروں کو مطلقاً اجازت نہیں تو یہ تعدد کیونکر روا ہوتا اور نماز عید کا بھی حکم اس امر میں اس کے مذہب پر جو تعدد جمعہ روا نہیں رکھتا مانند نماز جمعہ ہو جاتا یعنی جماعت سابقہ کی تو نماز ہو گئی باقی سب کی ناجائز کما فی الدر المختار علی المرجوح عالجمعۃ لمن سبق تحریمتہ اھ تو بالیقین معنی کلام وہی ہیں جو ہم نے بیان کیے اور قاطع شغب یہ ہے کہ درمختار میں درصورت فوات مع الامام تصریح کی لو امکنہ الذہاب الی امام آخر فعل لانہا تؤدی بمصر واحد الخ حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے لو قدر بعد الفوات مع الامام علی ادراکہا مع غیرہ فعل للاتفاق علی جواز تعددہا اھ دیکھو نص فرماتے ہیں کہ ایک امام کے پیچھے نہ پڑھی ہو دوسرے کے پیچھے پڑھے اور حالت عذر میں روز اول و دوم یکساں آج نہ پڑھ سکا تو کل کون مانع واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر بلا عذر نماز عید روز اول نہ پڑھیں تو روز دوم مع الکراہۃ جائز ہے جیسا کہ بعض خطبوں میں لکھا ہے یا اصلاً صحیح نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

نماز عید الفطر میں جو بوجہ عذر ایک دن کی تاخیر روا رکھی ہے وہاں شرط عذر صرف نفی کراہت کے لیے نہیں بلکہ اصل صحت کے لیے ہے یعنی اگر بلا عذر روز اول نہ پڑھی ہو تو روز دوم اصلاً صحیح نہیں نہ یہ کہ مع الکراہۃ جائز ہو۔ عامہ معتبرات میں اسکی تصریح ہے مصنف خطبہ کہ شخص مجہول ہے قابل اعتماد نہیں اُسے نماز عید اضحی سے اشتباہ گزرا کہ وہاں دوروز کی تاخیر بوجہ کراہت اور بلا عذر بروجہ کراہت روا ہے فی الدر المختار وتؤخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط واحکامہا احکام الاضحی لکن ھنا یجوز تاخیرھا الی اخر ثالث ایام النحر بلا

عذر مع الکراھۃ وبہ اے بالعذر بل وبہا فالعذر ہنا لنفی الکراہۃ وفی الفطر للصحۃ اھ ملخصا وفی نور الایضاح وشرحہ مراقی الفلاح کلاہما للعلامۃ الشرنبلالی تؤخر صلاۃ عید الفطر بعذر الی الغد فقط وقید العذر للجواز لا لنفی الکراہۃ فاذا لم یکن عذر لا تصح فی الغد اھ ملتقطا وفی مجمع الانہر للفاضل شیخی زادہ العذر فی الاضحی لنفی الکراہۃ وفی الفطر للجواز اھ وفی الہندیۃ عن تبیین الامام الزیلعی العذر ہہنا لنفی الکراہۃ حتی لو اخرہا الی ثلثۃ ایام من غیر عذر جازت الصلاۃ وقد اساء اوفی الفطر للجواز حتی لو اخرہا الی الغد من غیر عذر لا یجوز اھ وفی رمز الحقائق للعلامۃ العینی مثلہ وفی شرح النقایۃ للشمس القہستانی لو ترکت بغیر عذر سقطت کما فی الخزانۃ اھ وفی شرح المنیۃ الکبیر للعلامۃ الحلبی صلاۃ عید الاضحی تجوز فی الیوم الثانی والثالث سواء اخرت بعذر او بدونہ اما صلاۃ الفطر فلا تجوز الا فی الثانی بشرط حصول العذر فی الاول اھ وفی الفتاوی الخانیۃ ان فاتت صلاۃ الفطر فی الیوم الاول بعذر تصلی فی الیوم الثانی وان فاتت بغیر عذر لا تصلی فی الیوم الثانی فان فاتت فی الیوم الثانی بعذر او بغیر عذر لا تصلی بعد ذلک واما عید الاضحی ان فاتت فی الیوم الاول بعذر او بغیر عذر تصلی فی الیوم الثانی فان فاتت فی الیوم الثانی بعذر او بغیر عذر تصلی فی الیوم الثالث فان فاتت فی الیوم الثالث بعذر او بغیر عذر لا تصلی بعد ذلک اھ بالجملہ اس کا خلاف کتب متداولہ میں فقیر کی نظر سے کسی روایت ضعیفہ میں بھی نہ گزرا اللہم الا ما رأیت فی جواہر الاخلاطی من قولہ اذا فاتت صلاۃ عید الفطر فی الیوم الاول بعذر او بغیرہ صلی فی الیوم الثانی ولو لم یصل بعدہ اھ فیظن انہ یکون خطاء من الناسخ ویحتمل انہ یکون غلطا من الاخلاطی فانی رأیت لہ غیر ما مسئلۃ خالف فیہا الکتب المعتمدۃ والاسفار المعتبرۃ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ ۵۵ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک جامد و مصارف

درگاہ بعض اولیاء اللہ کے لیے وقف ہے ہمیشہ اُس کا تمام بندوبست وانتظام بدست متولیان والا مقام رہا اپنی جگہ دوسرے کو متولی کرنا بھی اکثر انھیں کی رائے پر رہا بعض متولیوں نے اپنے بعد تولیت کی وصیت کی کہ موصی لہ بربنائے وصیت ان کے بعد متولی ہوا اور بعض نے اپنی حیات وحالت صحت ہی میں تولیت اہل خاندان سے کسی دوسرے کو عطا کردی کہ وہ اُن کی صحت میں بنائے اُن کے متولی ہوگیا غرض ہمیشہ اختیار ان امور کا بدست متولیان رہا اور عہد قدیم سے ابتک یوہیں اختیارات عامہ انھیں حاصل رہی کہ کسی نے اُن کے افعال سے تعرض یا اُن کے تصرفات میں دست اندازی نہ کی اب اگر متولی حال اپنی حیات وحالت صحت میں اپنی تولیت کلا یا بعض کسی ابن رشید کو منتقل کرے تو یہ انتقال جائز اور متولی ممدوح کو اس کا اختیار حاصل یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

جبکہ صورت مسئلہ وہ ہی کہ سوال میں مذکور ہوئی تو بلا ریب متولی حال کو اپنی حیات وتندرستی میں نقل تولیت کا اختیار حاصل اور جس ابن ارشید کو وہ متولی کرے بیشک مثل اُس کے متولی ہوجائیگا فی تنویر الابصار اراد المتولی اقامۃ غیرہ مقامہ فی حیاتہ ان کان التفویض لہ عاما صح والا لا وفی الہندیۃ عن المحیط اذا اراد المتولی ان یقیم غیرہ مقام نفسہ فی حیاتہ وصحتہ لا یجوز الا اذا کان التفویض الیہ علی سبیل التعمیم انتہی قلت وتقریر السوال صریح فی عموم الاختیار الناشی عن تعمیم التفویض و فی المقام عند تدقیق النظر تنکشف خبایا مضی لا تکاد تخفی علی الفقیہ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفے النبی الامی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم

صورت مسئولہ بلکہ تمام صور اوقاف میں از روے قواعد فقہیہ کے اولا لحاظ شرائط

واقف کا تولیت وغیرہ میں اور نیز مصالح قضاۃ وحکام اسلام کا منظور تھا اور
درصورت نہونے امر سابق کے تعامل قدیم از قدیم کا اعتبار بغیر عرف حادث کے پس
اگر قدیم سے تفویض تولیت کی رائے متصرفین اوقاف پر بصورت تعمیم ثابت ہو پس
بیشک وہ جائز ہی جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے۔ حررہ الفقیر عبدالقادر عفی عنہ

(حاشیہ متعلق مسئلہ نمبر ۵۵) **فتوی بدایوں**

سوال در صورتیکہ جائداد ی وقف برائے خانقاہ و زیارت و مسجد و درگاہ متعلق آستانہ بزرگی از بزرگان
دین از قدیم جاری است و عمل معمول متولیان سابق بر ہمیں است کہ از اولاد آں بزرگ دو شخص یا زیادہ از آں
متولی می شوند بنا برعلیہ یکے از متولیان کہ وفات یافتہ در حالت حیات خود برائے تولیت وقف مذکورہ
خود پسر و پسر پسر دیگر متوفی خود بالمناصفہ بطور وصیت در تولیت شریک فرمودہ پس ایں وصیت صحیح است یا باطل

الجواب

درصورت مسئولہ موافق معمول سابق وصیت مذکورہ برائے شرکت در تولیت بالمناصفہ بحق پسر و پسر پسر متوفی
سابق صحیح است کہ مسئلہ بنظر فی الوقف الی العہود السابق بین المسلمین در کتب فقہ رد المحتار وغیرہ مصرح است
و وصیتیکہ برائے وارث مطلقا باطل است و برائے غیر وارث و زیادہ از ثلث باطل است مراد از آں وصیت در
متروکہ مملوکہ موصی است و آنہم از رضامندی ورثہ صحیح میگردد کہ حق جملہ وارثان متوفی است و بس کما ہو مصرح
فی کتب الفقہ واللہ تعالی اعلم بالصواب۔ حررہ الفقیر الحقیر عبدالقادر عفی عنہ

ما ذکرہ جناب المجیب فلا شک انہ فیہ مصیب واللہ اعلم

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

(فتوی فرنگی محلی) ہر چند کہ پسر پسر بوقت وجود پسر از ترکہ میت محروم الارث است اگر شرکتش در وصیت و تولیت در
ہر گاہ متوفی تولیت پسر دو شخص کردہ و پسر پسر را ہم شریک کردہ وصیت او نافذ خواہد گردید و موافق وصیت نامہ
مرقومہ متوفی تعمیل کردہ خواہد شد التی المفوض لاثنین لا یملکہ احدہما کالوکیلین والوصیین والناظرین کذا فی الاشباہ واللہ تعالی اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۵۹ **مسئلہ**۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اجمعین سے ایک بزرگ نے کہ آپنے آبائے کرام کے سجادہ نشین اور جائداد وقفیہ درگاہ وخانقاہ کے متولی تھے بنام اپنے صاحبزادہ حامد اور نبیرہ احمد بن محمد کے وصیت فرمائی کہ یہ دونوں بعد میرے متولی تمام جائداد ومصارف درگاہ وخانقاہ اور جملہ امور متعلقہ ریاست درگاہی میں شریک مساوی رہیں اور احمد بن محمد نبیرہ میرا باتفاق اپنے عم مکرم کے تصرفات تولیت عمل میں لائے بعد انتقال بزرگ موصوف احمد وحامد دونوں نے اس وصیت کو مقبول ومعتبر رکھا لیکن بعد چند روز کے حامد نے تنہا اپنی تولیت چاہی اور احمد کے ساتھ اتفاق پسند نہ کیا ازانجا کہ احمد بن محمد کو حامد کیساتھ اظہار منازعت منظور نہیں لہذا بنظر حفظ حقوق میت ورعایت مصالح احمد بن محمد کا قصد اس جانب ہے کہ اپنی حیات میں تولیت اپنی کلاً یا بعضاً بنام ایسے شخص راشد امین کے منتقل کرے کہ حامد کو استقلال بالتصرف سے مانع آئے اور استخراج حقوق شرعیہ کر سکے آیا یہ انتقال احمد کو جائز اور شرط اتفاق کہ وصیت میں مذکور اس کو مانع اور اس فعل میں غرض موصی وحکم وصیت سے عدول ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

متولی اوقاف کا اپنی حیات وعالم صحت میں نقل تولیت کرنا اور دوسرے کو بجائے اپنے نہ بطریق توکیل بلکہ علی وجہ الاستقلال قائم کر دینا صرف اُس صورت میں روا کہ اُس کے لیے تفویض عام واختیار تام ثابت ہو ورنہ نہیں تنویر الابصار میں ہے اراد المتولی اقامۃ غیرہ مقامہ فی حیاتہ ان کان التفویض لہ عاما صح والا لا پس اگر احمد بن محمد کے لیے تفویض عام حاصل ہے تو بیشک اُسے نقل تولیت پہنچتا ہے اور جسے وہ اپنی جگہ متولی کر دیگا تمام تصرفات تولیت میں مثل اس کے

نفس کے ہو جائیگا اور اُس پر بھی یہی واجب ہوگا کہ باتفاق حامد تصرفات کرے کہ
جب وقف واحد پر دو متولی ہوں اُن میں کسی کو تنہا تصرف کا اختیار نہیں ہوتا اور
بیع واجارہ امثال ذالک جو تصرف ایک تنہا کریگا دوسرے کی اجازت پر موقوف رہیں گے
اگر اجازت نہ دیگا باطل ہو جائیں گے اور یہ حکم ایک کے ساتھ مختص نہیں وہ ہوں تو
دو تین ہوں تو تین جس قدر ہوں ہر واحد استقلال بالتصرف سے شرعاً ممنوع اور
اتفاق باہمی سب پر لازم حتمی والمسئلۃ مصرح بہا فی عامۃ المتون والشروح والفتاوے
والفاضل خیر الدین الرملی اکثر ایرادٗ لہا فی فتاواہ وقال العلامۃ زین نجیم المصری فی کتاب
الاشباہ الشئی مفوض الی اثنین لا یملکہ احدہما کالوکیلین والوصیین والناظرین الخ پس
بزرگ موصوف نے کہ احمد بن محمد پر اپنے وصیت نامہ میں حامد کیساتھ اتفاق شرط کیا بے شرط
جہت شرع مطہر حامد پر فرض کرتی ہے کہ باتفاق احمد کام کرے اور اُن میں کوئی مستقل
بتولیت و منفرد بتصرف نہ رہے کما ذکرنا لیکن اس لزوم شرطی و وجوب شرعی سے
وہ اختیار کہ احمد بن محمد کو تفویض عام سے حاصل ہوا تھا زائل نہیں ہو سکتا فان الشئی
لا یتضمن ابطال ما لا ینافیہ ہم کہتے ہیں حامد کا تولیت ثابتہ احمد کو نار وا رکھنا اور
اُس کے ساتھ اتفاق کو کہ شرطاً نہ سہی شرعاً فرض تھا پسند نہ کرنا اور اُسے تحصیل
حقوق شرعیہ سے مانع آنا کس کی جانب سے تعدی ہے لاجرم کہیے گا احمد بلا جرم ہی
اب ہم پوچھتے ہیں پھر حامد کے ترک اتفاق سے احمد کی تولیت باطل ہو گئی لاجرم
کہیے گا نہیں ولقد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم الالا یجنی جان الا علی نفسہ وقال
ربنا تبارک وتعالیٰ ولا تزر وازرۃ وزر اخری اب ہم دریافت کرتے ہیں تو لیت
مسلم مگر تفویض عام کہ احمد کے لیے ثابت تھی اس نا اتفاقی حامد سے زائل ہو گئی
لاجرم کہیے گا نہیں اور ہاں کہیے تو دلیل کہاں ومن ادعی شیئاً فعلیہ البرہان
پس جبکہ احمد بدستور متولی صحیح و ماذون عام ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ اس تصرف

سے مجور اور نقل تولیت سے ممنوع رکھا جاتا ہے مگر تعدی غیر بھی اسباب حجر
سے شمار کی جائیگی علما ہیں دشرح وفتاوے میں جہاں مسئلہ نقل تولیت لکھتے
ہیں تفویض عام کے سوا دوسری شرط ذکر نہیں کرتے پھر ہیں اپنی جانب سے
احداث قید کب روا اگر یہ کہیے کہ متولی منقول الیہ حامد سے اتفاق نہ کریگا اور
شرط تولیت اتفاق ہے تو نقل صحیح نہ ہوگی قلنا اب بھی تو حامد و احمد متفق نہیں جب
باوجود اس کے یہ دونوں بدستور متولی ہیں تو اگر ان دونوں میں ایک کے عوض
شخص ثالث آجائے تو سوا شخص کے اور بھی کچھ بدلا اس کی تولیت کیونکر صحیح
نہ ہوگی۔ ظاہرا منشأ اعتراض یہ ہے کہ بزرگ موصوف نے جو ان دونوں کے
نام وصیت تولیت کی اس لئے انھیں دو کو پسند فرمایا اور اس کا مقصود یہی تھا
کہ ازمۂ تصرفات انھیں دو کے ہاتھ رہے تیسرا مداخلت نہ کرے جب باوجود بقا
صلاحیت ہر دو ایک کے عوض شخص ثالث قائم کیا جاتا ہے تو یہ غرض موصی کے
خلاف اور حکم وصیت سے سرتابی ہے قلنا موصی متبع شرع کو رعایت مصالح
وقف رعایت وصیین سے بالضرورۃ اہم واقدم ہوگی اور اس نے دو کے لیے
وصیت نہ کی مگر اس لیے کہ اشتراک آرا کو وقف کے لیے اصلح وانفع سمجھا اور
ایک کی رائے پر راضی نہ ہوا۔ وفی العقود الدریۃ مقصودہ اجتماع رائی الوصیین
فی تعاطی امور الوقف ولیس رای الواحد کرای الاثنین اب کہ حامد بن محمد کے ساتھ
اتفاق نہیں کرتا غرض موصی ومقصود وصیت کا خلاف اس کی طرف منسوب
ہوگا نہ احمد کی جانب بلکہ احمد اس نقل تولیت سے تحصیل غرض اہم میں ساعی ہے
کہ خود بلحاظ مصالح خاصہ حامد سے منازعت نہیں چاہتا لہذا ایسے شخص کو متولی کرتا
ہے کہ اس غرض اہم کو متروک وزائل اور حامد کو تصرف میں مستبد ومستقل ہونے
دے اور استخراج حقوق شرعیہ کر سکے یہ معنی عین تمشیت مقصود اعلی ومرام اسنٰی ہے

نہ اُس کے نافی و منافی کما لا یخفی بالجملہ بر تقدیر ثبوت تفویض عام حامد کا اتفاق سے دست کش ہونا اختیارات احمد کا ازالہ نہیں کر سکتا اور صرف اس وجہ بے اصل سے عدم جواز نقل پر نقل و عقل سے کوئی دلیل قائم نہیں بلکہ دلیل اُس کے خلاف پر ناطق واللہ اعلم بجمیع الحقائق وصلے اللہ علی النبی الصدق الصادق سیدنا محمد افضل الخلائق وعلیٰ آلہ وصحبہ الذین جبھم جنۃ السلام وجنۃ البوائق۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں۔

(۱) ایک مسلم جو نماز خلاف معمول بہت جلدی سے پڑھ لیتا تھا اُس کو زجراً ایک اور مسلم نے کہا کیا تو نے نماز کو کوئی کھیل سمجھ رکھا ہے اس پر ایک دوسرے نے کہا اور کیا بظاہر اُس نے بھی زجراً کہا اس کا کیا حکم ہے۔

(۲) کافر مرتد مبتدع بد مذہب فاسق یا اُس کو جس کا ان جیسا ہونا قائل کے نزدیک متردد ہو کوئی رشتہ مثل باپ دادا نانا بیٹا بھائی وغیرہ خود اپنا کہنا یا کسی اور مسلم کا کہنا حالانکہ اُن کو کافر مرتد وغیرہ جیسے ہیں ویسا ہی ماننے یہ کیسا ہے یا ایسے لوگوں کو ابتداءً سلام کہنا یا اُن سے بخندہ پیشانی پیش آنا ہنسنا بولنا ایسی دوستی رکھنا جیسے دنیادار ہنسنے بولنے کے لیے رکھتے ہیں اور اسی سلسلہ میں انھیں تحائف روانہ کرنا یا اُن کی ویسی تعظیم کرنا کہ وہ آئیں تو کھڑے ہو گئے یا تحریراً تقریراً انھیں عنایت فرمایا کرم فرمایا مشفق مہربان یا جناب صاحب لکھنا یا اسیطرح کے اور برتاؤ اُن سے برتنا جیسے آجکل کثرت سے شائع ہیں خصوصاً ایسوں میں کے دنیاوی با اثر لوگوں سے اگرچہ مذہبی نقطۂ نظر سے انھیں اُن کے لائق قبیح ہی سمجھیں جائز ہیں یا ناجائز تو کس درجہ کے اور اگر یہ باتیں کسی دینی یا دنیاوی جائز غرض کے حصول کے لیے کریں تو کیا حکم ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ایسے لوگوں سے ایسا برتاؤ جس سے وہ خوش ہوں یا اُس میں

اپنی تعظیم جانیں اگرچہ فاعل کی نیت اس تعظیم یا خوشی کرنے کی ہو یا نہ ہو کہاں تک اس حد تک نہیں پہنچتا کہ فاعل پر بھی خود اُن کی طرح حکم کفر یا بدعت وغیرہ کا عائد ہو۔

(۳) بعض لوگ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پورا نہیں پڑھتے بلکہ عند الحاجۃ جب پڑھتے ہیں صرف لاحول ولا قوۃ پر بوجہ اقتصار کرتے ہیں یہ اگرچہ سخت قبیح و شنیع ہے مگر اس میں کفر کسی طرح کا بھی نہیں یا کیا اس پورے جملہ کا علم صرف جزء اول مدخول نفی مقرر کرنا کہنا کیسا ہے۔

(۴) نصاریٰ وغیرہ کی کچہریوں اور اُن حکام آجکل کے زمانہ والوں کو عدالت یا عادل کہنا اگرچہ سخت حرام ہے اور فقہا نے حکم کفر تک فرمایا اس سے احتراز ضروری ہے مگر دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ حکم کفر مسئلہ مفتی بہا ہے کہ ایسا استعمال کرنے والے کافر ہو جائیں اور اگر ہے تو کیا قطعی کفر اُن پر عائد ہے اور قطعی بھی ایسا کہ جو دوسرا انھیں کافر نہ سمجھے اس کے بھی ایمان میں خلل آجائے۔

(۵) کاتب جو اُجرت پر کتابت کرتے اور اس کتابت میں امر خلاف دین ہو اور اُجرت پر چھاپنے شائع کرنے والے اسکو شائع کریں یا کوئی شخص بے اُجرت محض مروت سے ایسا کرے تو اس کا کیا حکم ہے یا کوئی شخص صفائی خط کے لیے کوئی قطعہ وغیرہ لکھے اور اس میں ایسے کلمات بھی نقل کر جائے یا ان سب صورتیں زبان سے پڑھے تو کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) اور کیا کچھ کہنے والے پر بھی الزام نہیں جبکہ اُسے بھی اس سارق نماز پر زجر مقصود ہو۔ (۲) ان لوگوں کو بے ضرورت و مجبوری ابتدا بسلام حرام اور بلا وجہ شرعی اُن سے مخالطت اور ظاہری ملاطفت بھی حرام قرآن عظیم میں قعود معھم سے نہی صریح موجود اور حدیث میں اُن سے بکشادہ پیشانی ملنے پر قلب سے

نورِایمان نکل جانے کی وعید افعال تعظیمی مثل قیام تو اور سخت تر ہیں یوں ہیں کلمات مدح۔ حدیث میں ہے۔ اذا مدح الفاسق غضب الرب واہتز لہ عرش الرحمن دوسری حدیث میں ہے لاتقولوا للمنافق یا سیدفانہ ان یک سیدکم فقد اسخطتم ربکم عزوجل۔ باقی دنیوی مراسم جن میں تعظیم و اختلاط ہو اُن میں فاسق کا حکم آسان ہے مصالح دینیہ پر نظر کی جائیگی اور مرتد و مبتدع سے بالکل ممانعت اور ضرورات شرعیہ ہر جگہ مستثنے فان الضرورات تبیح المحظورات رشتہ بتانے میں مطلقاً حرج نہیں جیسے عمر بن الخطاب علی بن ابی طالب مع ان الخطاب وابا طالب لم یسلما۔ اُن کے ساتھ برتاؤ قولاً فعلاً ممنوع ہے بے ضرورت اُس کا مرتکب عاصی ہے اُن کا مثل نہیں جبتک اُن کے کفر و بدعت و فسق کو اچھا یا جائز نہ جانے۔

(۳) عند الحاجۃ صرف لاحول یا لاحول ولاقوۃ پر اقتصار قبیح ہی کفر نہ کوئی علاقہ نہیں کہ اپنی حول و قوت۔ کی نفی کے لیے ہی علم صرف لاحول کہنا حرج نہیں رکھتا۔

(۴) عدالت بطور علم رائج ہی معنی وصفی مقصود نہیں ہوتے لہذا تکفیر نا ممکن البتہ عادل کہنا ضرور کلمۂ کفر ہی مگر محض براہ خوشامد ہوتا ہی لہذا تجدید اسلام و نکاح کافی ہاں خلاف ما انزل کو اعتقاداً عدل جانیں تو قطعی وہی کفر ہے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر۔

(۵) القلم احد اللسانین جو زبان سے کہنے پر احکام ہیں وہی قلم پر اور ایسی اجرت حرام اُس کی اشاعت حرام اور ایسی مروت فی النار ہاں جب اعتقاد نہو تو کفر نہیں۔ واللہ تعالے اعلم۔

مسئلہ ۵۸۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داستان امیر حمزہ میں جو عمر و عیار کا ذکر ہے یہ عمر کون ہیں اور اُن کی نسبت اس لفظ کا اطلاق

اطلاق کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

سیدنا عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے ہیں فیضی بے فیض نے جب داستان حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گڑھا اُس میں جہاں صدہا کار ناشائستہ و اطوار ناباُستہ مثلاً مہرنگار دختر نوشیرواں پر فریفتہ ہو کر راتوں کو اُس کے محل پر کمند ڈالکر جانا اور معاذاللہ صحبتیں گرم رکھنا عم مکرم حضور پرنور سیدعالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اسداللہ واسد رسولہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف نسبت کیے یوں ہی ہزارہا شہدپن اور مسخرگی کے بیہودہ حتن ان صحابی جلیل رضے اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب منسوب کر دیے اور اُنھیں معاذاللہ عیار روزود و طرار کے لقب ذکر بھیلۂ داستان جاہل بیچارے تبرائی بنائے۔ یہ اُس مردک کی ناپاک بیباکی اور بیباک ناپاکی اور خدا ورسول پر سخت جرأت تھی مسلمانوں کو ان شیطانی قصوں خصوصاً ان ناپاک لفظوں سے احتراز لازم ہے واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

تصدیق بدایوں

للہ در المجیب ما احسنہ من ناطق بالحق مصیب

والعلم للہ

حررہ المفتقر الی اللہ المدعو لعبد المقتدر عفی عنہ

مسئلہ۔ مولٰنا المعظم والمکرم والمحترم دامت برکاتہم العالیہ۔ پس از آداب وتسلیمات معروض۔ اخبار محض جو شہادت میں نامقبول ہے اُس کے

معنے اردو میں کیا ہیں اور شہادت شرعیہ کسے کہتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

کسی بات کی خبر اُن لفظوں سے دینی جو کسی ایسے لفظ سے خالی ہوں جسکا ہونا شریعت مطہرہ نے اُس معاملہ کی شہادت میں ضروری رکھا ہی اخبار محض ہی مثلاً یہ کہنا کہ فلاں جگہ چاند ہوا یا آج چاند لوگوں نے دیکھا اخبار محض ہے کہ رمضان مبارک میں بھی معتبر نہیں اور عیدین میں بے لفظ اشہد یہ کہنا بھی کہ میں نے چاند دیکھا اخبار محض ہی ہر امر میں جتنی شرطیں شریعت نے اس پر صحت شہادت کے لیے رکھی ہیں جو شہادت اُن کی جامعہ ہو شرعیہ ہے مثلاً زنا میں تین ثقہ عادل مردوں کی شہادت شہادت شرعیہ نہیں ہلال عیدین میں ایک ثقہ عادل کی شہادت شرعیہ نہیں رمضان مبارک میں دس بیس ہنود وہابیہ روافض نیچریہ قادیانیہ وامثالہم کا ہزار حلفوں کے ساتھ شہادت دینا کہ آج ہم نے اس مہینہ کا ہلال دیکھا شہادت شرعیہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ شہادت کی وہ صورتیں جن میں بلفظ اشہد شہادت دینا ضرور ہے تو کیا خاص یہی لفظ ہو یا اس کا صرف اردو فارسی وغیرہ کا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے جیسے میں شہادت دیتا ہوں یا گواہی دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ بینوا توجروا۔

الجواب

ترجمہ بھی کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ روزہ دار سے مجبوراً اکراہ شرعی کرکے کسی نے جماع کیا یا کرایا تو نعوذ صرف قضا کرے یا کفارہ پاکیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صرف قضا ہے۔ اقول۔ اور یہاں اکراہ شرعی کے صرف وہ معنے نہیں کہ